و دین پر پہونچین کہ ثمرہ جدال دہر ارا و نتیجہ قیل و قال نزاع بھی تہا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم و جادلہم بالتی ہی احسن طریقہ نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تؤمر حسب درخواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور مجادلہ و محاکمہ صحیحہ جہاں تک ملحوظ خاطر فاطر تہا اس اثنا
میں اس باب میں ایک سوال مشتمل بر طلب جواب بطور استفتا مرسلہ بعض احباب و اصحاب
پہونچا ہو کہ عزیمۃ زیادہ از سابق ہوا یس اظہار حق ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
فتوی معہ ثبت مواہیر و دستخط علما و فضلا جیسکی ہو بہ تمام یہ کتاب ہی بعینہ آخر کتاب
میں بعبارت خاتمۃ الکتاب حوالہ قلم کیا گیا۔

اور نام اس تحریر کا قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما رکہا باللہ المستعان و
بیدہ العصمۃ اور یجا ہی فصل لفظ قسطاس قرار دیا۔ اور بعض قسطاس مشتمل بر اثبات مطلب
بدلائل جلائل اور بعض متضمن بہ نقض دلائل ناموزون و ناہموار با ہمواری میزان اطمینان
و استقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی و من اہتدی
وما علینا الا البلاغ المبین۔ و فوق کل ذی علم علیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تضرع ملتمس ہوں کہ بخوف کریمہ۔ و نضع الموازین القسط لیوم القیمۃ۔ فلا تظلم نفس شیئا۔ و ان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسبین۔ و نیز بہ نشیت و عید کریمہ
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوہم او وزنوہم یخسرون۔ اسے
بلا جانب داری لکہتا ہوں بقول غالب ہم سخن سنج ہیں غالب کے طرفدار نہیں فقط
تفضلہ ہمہ جب کسی صاحب کا قصد تحریر بہ نسبت اس تحریر کی ہو تو پابندی شرائط مناظرہ
صحیحہ ضرور ہے۔ اور نظر اندازی از اول تا آخر واجب تھا اور استیعاب جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس بدلیل جو بمنزلہ فصل کتاب ہے لازم تھا اور رستہ
انصاف بہت انصاف لیجور و اعتساف فقط

قسطاس اول جاننا چاہیے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف درحقیقت اثر

و دین پر بہو تحسین کہ ثمرہ جدال و مرار او نتیجہ قیل و قال نزاع بہی تہا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن طرز نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تؤمر حسب درخواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور مجادلہ و محاکمہ صحیحہ جہاں تک ممکن ملحوظ خاطر فاطر تہا اس اثنا
مین اغرین باب ایک سوال مشتمل طلب جواب بطور استفتا مرسلہ بعض احباب و اصحاب
بہو پہونچا مو کلا عرصہ زیادہ از سابق ہوا لیس اظہار حق ضرور ہوا او جواب اوسکا بطور
فتوی مع ثبت مواہیر و دستخط علما و فضلا جیسکی ہو دید تہا کہ کتاب ہی بعینہ آخر کتاب
مین بعنوان خاتمۃ الکتاب معرض قلم کیا گیا۔

اور نام اس تحریر کا قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما رکہا باللہ المستعان و
بیادہ العصمۃ اور بجای فصل لفظ قسطاس قرار دیا اور بعض قسطاس مشتمل بر اثبات مطلب
بدلائل جلائل او بعض متضمن بہ نقض دلایل ناموزون و ناہموار بالطواری میزان بالطمان
و استقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی و من اہتدی
وما علینا الا البلاغ المبین۔ و فوق کل ذی علم علیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تصحیح ستول کر بخوف کریمہ۔ و نضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا۔ و ان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین۔ و نیز بدہشت وعید کریمہ
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوہم او وزنوہم یخسرون
بلا جانبداری لکہتا ہون بقول غالب ہم سخن سنج ہیں غالب کے طرفدار نہیں فقط
مقصد مدعا جب کسی صاحب کا قصد تحریر ہو نسبت اس تحریر کی تو پابندی شرائط مناظرہ
صحیحہ ضرور ہے۔ ہے او نظر اندازی از اول تا آخر واجب ہے اور استیفا جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس بدلیل جو بنمبر فصل کتاب ہے لازم ہے اور دررستہ
انصاف بہت انصاف بی جور و اعتساف فقط

قسطاس اول جاننا چاہیے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف درحقیقت اثر

معنی مذکور نسبت اس اثر کی سوا ہی ہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت وجماعت کی اور کچھ ثمرہ پیدا ہوا بلکہ بدولت اس صحت کی شور آزار زیادہ از تپ دق لگ گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور مین تفرد راوی جو مخالف ثقات روایت نکرے مخل نہین مگر یہہ امر ضرور ہی کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہین جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوۃ کی جلد اول مین تحریر کیا پس یہ قول عبارت دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجھا جاوے اور جسقدر اسکے ظاہر سے ثابت ہوتا ہی بغیر چون وچرا تسلیم کرنا چاہیئے ۔ ہمین یہ امر مسلم نہی ہوسکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی نص قطعی ہو والا واجب التاویل ہے اور متعرض التوجیہہ جیسا کہ علماء ائمہ سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ وقوع مین آیا مگر یہہ امر کیسے مسلم ہو کہ جو معنی عبارت دافع الوسواس وغیرہ نے حکایت کری اور سمجھے وہ ہی بغیر چون و چرا تسلیم کیے جاوین اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکور نے بیان کیے ہین بعنایت الہی جلشانہ تمامہ قسطاسین مین مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھے جاوین اور کچھ باقی تحقیق اس مطلب کی اوس قسطاس مین ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول الجاہلین مذکور ہے۔

قسطاس دوم حق تعالی و تبارک جزای خیر دے علماء حامیان ملت و دین متین کو جنھون نے بلیغ کمالا یزید علیہ قیل و قال بسیار و مناظرات بتکرار اسقدر تو تخفیف دیکہ درجہ مماثلت خواتم مفروضہ سی ساتھہ ہمارے خاتم النبیین صلعم کے درجہ مشابہت پر اظہار اضافت تو فرود لائی ۔ ماشاء اللہ تعالی و تقدس ہمین ذات حضرت اعلی و اقدس یہہ اشتباہ ہے جسکا منشا لفظ نبی کنبیکم وارد اثر مذکور ہی باسلوب بدیع قسطاسین آئندہ مین حسب منطوق لازم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ۔ اور نیز تفسیر آیت ہو الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن الایتہ

معنی مذکو نسبت اس اثر کی سواے ہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت وجماعت کی اور کچھ ثمرہ پیدا ہوا بلکہ بدولت اس صحت کی نشو آزار زا بدا ز تپ دق لگ گئی بالفرض اگرچہ صحت اثر مذکو ر مین تفرد راوی جو مخالف ثقات روایت نکری محل نہین مگر یہہ امر ضرور ہی کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہین جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نی مدارج النبوۃ کی جلد اول مین تحریر کیا ہین یہ قول عبارت دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجھا جاوی اور جسقدر اسکی ظاہر سی ثابت ہوتا ہی بغیر چون وچرا التسلیم کرنا چاہیئے سو تمہین یہ امر مسلم نہی ہو سکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی نص قطعی ہو والا واجب التاویل ہے اور مفترض التوجیہہ جیسا کہ علماء زاہد ائمہ سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ وقوع مین آیا مگر یہہ امر کیسی مسلم ہو کہ جو معنی عبارت دافع الوسواس وغیرہ نی حکایت کری اور سمجھی وہ بہی بغیر چون وچرا التسلیم کرے جاوین اور معنی اثر مذکو رجو ائمہ مذکور نی بیان کئی ہین بعنایت الہی جلشانہ تمامہ قسطاطیس مین بدلائل عقلیہ ونقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھی جاوین اور کچھ باقی تحقیق اس مطلب کی اوس قسطاس مین ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول الجاہلین مذکور ہے۔

قسطاس دوم حق تعالی وتبارک جزای خیر دی علماء حامیان ملت و دین حنیفیہ کو جنہہ بلیغ کا لائے بذریعہ قیل وقال بسیار و مناظرات بتکرار اسقدر تو تخفیف دی کہ درجہ مماثلت خواتم مفروضہ سی ساتہہ ہمارے خاتم النبیین صلعم کی جو مشابہت برابر ظاہر اضافت تو فرود لائی۔ ماشاء اللہ تعالی وتقدس ہمین ذات حضرت اعلی واقدس یہہ اشتباہ ہے جسکا منشا لفظ نبی کنبیکم وارد اثر مذکو ر ہی باسلوب بدیع قسطاطیس آئیندہ مین حسب منطوق لا زعم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ اور نیز تفسیر آیت۔ ہو الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن الی الآیۃ

اگر کہا جاوے کہ جبکہ ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ نبیکم
اثر مذکور پر بلا تاویل بلا کیف ایمان لانا چاہیئے مانند آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہی کہ
ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالی جلشانہ اور اوصاف
اوسکی کے کہ اسمین چنداں ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
محققین اور امر مشروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبیکم کی کہ بوجہ مقطوع بہ ہونے
خاتمیت کی آیۃ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بین ساتھ انتہا رسالہ نبوۃ
کے اور خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمین تاویل ضروری اونکی بہی نزدیک ہی لہذا ایمان
بلا کیف غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہیں اور فقہا اور متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب دربارہ متشابہات تاویل ہے لفظ متشابہ صریح ہی بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کیونکہ شدہ عذر سی بعض ہوا دین اور زیادہ سکی ہی عینی ہے لفظ متشابہ کو ایک معنی متشابہ
اور ایک وصف ملائم اوسکی پر فرود لاتی ہین مثلا الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف الہیہ ہیں
مثل تقریب وتخلیہ تصرف وتسلط اجمالی وتفصیلی حفاظت وقبض وانفاق وبسط رزق
اور تجلی پر نکا بیچ لانا ہی اون چیزوں امر فارق وممتاز مذاہب باطلہ مجسمہ مشبہہ سی اور اہل زیغ اور کجی اور
الحاد سی فرود لاتی اور نہایت امر حکمت ایراد لفظ متشابہ امتحان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مرض القلب بد زندگی سخت ہین فتنہ اور تاویل باطل کے راہ چلتی ہین اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور ہدایت قبول کرتی ہین اور تاویل حسن مطابق دین الہی اور محبت الہی جلشانہ
کی جو عقاید اسلامیہ کو محمل ہو ثابت ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس اور اجماع
صحیح ارباب حنفیہ سی بلا تعارض اور بغیر مخالفت ساتھ کسی آیات بینات اور احادیث صحیحہ [illegible]
کہ جسکا متوجہ و متکفل ہے علم التفسیر اور علم اصول اور علم عقاید اور قایل ہوتی ہین وہ راسخان
فی العلم القول امنا باللہ اور اعتراف کرتی ہین کہ یوں ہی تاویل علم الہی ہین ہے جلشانہ مگر ایسا
رکہتی ہین فضل الہی سے فیضان علم رسول ہی بموجب آیۃ کریمہ کی عالم الغیب فلا یظہر

اگر کہا جاوے کہ ہرگاہ ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ نبی کنبیکم
اثر مذکور پر بلا تاویل و بلا کیف ایمان لانا چاہیئے مانند آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہی کہ
ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالی جلشانہ اور اوصاف
اوسکی کے کہ اسمین چنداں ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
محققین اور امر مشروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبی کنبیکم کی کہ بوجہ مقطوع ہونے
خاتمیت کی آیتہ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں ساتھ انتہا رسالت و نبوۃ
کے اور خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمین تاویل ضروری اونکی بھی نزدیک ایمان انکا
بلا کیف غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہیں اور فقہا و متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب دربارہ متشابہات تاویل ہے لفظ متشابہ صریح ہی ہی بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کیونکہ نسبت خدا سی بعض ہوا دین اور زیادہ اسکی یہی معنی ہے ہر لفظ متشابہ کو ایک معنی متبادر
اور ایک وصف ملائم اوسکی پر فرود لاتی ہیں مانند الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف الہیہ میں
مثل تنزیہ ربیت و تخلیہ تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و انفاق و بسط رزق
اور تجلی ہر رنگ بیچون و بیچگونی امر فارق و متمایز ما بین الحالۃ حقیقیہ و تشبیہی اور اہل زیغ اور کجی اور
الحاد سی فرود لاتی ہیں بغایت ابعد حکمت ایراد لفظ متشابہہ امتحان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مرض القلب ہیں زندگی سخت ہیں فتنہ او تاویل باطل کے راہ چلتی ہیں اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور ہدایت قبول کرتی ہیں اور تاویل حسن مطابق دین الہی او محبت الہی جلشانہ
کی جو عقاید اسلامی کو محمل ہو ثابت ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس و اجماع
صحیح بالجملہ سی بلا تعارض اور بغیر مخالفت کے کسی آیات بینات اور احادیث صحیحات اصح
کہ جسکا منقول و متکفل ہے علم تفسیر و علم اصول و علم عقاید اور قایل ہوتی ہیں وہ راسخان
فی العلم القول امنا باللہ اور اعتراف کرتی ہیں کہ پوری تاویل علم الہی میں ہے جلشانہ مگر اسلیہ
رکہتی ہیں فضل الہی سے فیضان علم رسول سے بموجب اس کریمہ کی عالم الغیب فلا یظہر

میں جملہ مشقوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہوں اونکی
کو توجیہ صرف دخل عقل کیے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور تحذیر میں منجملہ ان احتمالات عقلیہ
کی ایک احتمال کو یعنی پہلی وجود خاتم الانبیاء حقیقی سے وجود اوخواتم کا جو مکمل ہوا قصر نبوت
اونکی طبقات کا بانگ بلند محکم تو کیا بلکہ مرتبہ قطعیت میں بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
چنانچہ اسپر شاہد ہی لانا دلیل طیاری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر مبدء اور ختم کے اور کتاب
اسکی تیسریوین صفحہ میں ہے کہ لہذا امین لی اطلاق خواتم کا کیا اور نیز صفحہ تسییر کلیں جس جگہہ تین
احتمال کا بیان کیا ہی کہ دوسری یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسری یہہ کہ ہم عصر ہوئی ہون اور تقدیر
ثالث آنحضرت صلعم کی خاتمیت میں کچھہ شبہہ نہین
کیا بلا جرات ہی کہ جب کسی اہل علم نے سلفًا و خلفًا کوئی احتمال واسطے اصلاح اور تطبیق اور
توجیہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکو یعنی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اور اثر
مذکور میں یعنی فیہ ادم کآدمکم الخ تا مقتدا امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ پیدا کیا او
منضم بدلیل شرعی ہی ہے چنانچہ شرح اوسکی قسطلانی میں اکثر جا مذکور ہی تو نسبت اوسکی
عبارت دافع الوسواس ناطق ہوئی کہ احتمال عقلی میں نص کو اس سے علاقہ نہیں علی ہذا القیاس
اس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ حال اس قسم کی قال کی خرابیون اور صعوبتون
کا جو کچھہ کہ عبارت مذکور کو اور نیز من بعدہ ومن شیعہ ومن تابعہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
قسطاسون آئندہ سی واضح ہوتی ہی۔ اگرچہ برخود مصنف کی بدیگری مصنف کے الزام کا
کچھہ خیال نہ ہا اسواسطی کہ باوجود اس قول مذکور کے پہر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی
واسطے حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی بستیم میں یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین ادمکم
کآدمکم میں تشبیہہ کو مجرد شرکت اسمی اور بدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔
او معقول مذکور عام ہی اس سی کہ معنی مصطلح ہو یا بمعنی ما یدرکہ العقل بدون انضمام
الدلیل الشرعی پس معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف بہی درست ہی باوجود تسلیم درستی

مین جملہ شقوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہون اونکی کو توجیہ صرف دخل عقل کیجے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور نہم مین منجملہ ان احتمالات عقلیہ کی ایک احتمال کو یعنی پہلی وجود خاتم الانبیاء حقیقی سی وجود اور خواتم کا جو کمل ہوا قصر نبوت اونکی طبقات کا بانگ بلند حکم تو کیا بلکہ مرتبہ قطعیت مین بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔ چنانچہ اسپر شاہد ہی لانا دلیل طیاری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر مبادرا و تحکم کیجے اور کہنا بابت اسکی نمبر سوین صفحہ مین یہہ کہ لہذا امین لی اطلاق خواتم کا کیا اور نمبر صفحہ تسیر کلین جس جگہہ تین احتمال کا بیان کیا ہی کہ دو شری یہ کہ مقدام پہ ہوتے تیسری یہہ کہ ہم عصر ہوئی ہون اور تقدیر ثانی آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچہہ شبہہ نہین

کیا بلا جرات ہی کہ جب کسی اہل علم ن سلفاً وخلفاً کوئی احتمال واسطی اصلاح اور تطبیق اور توجیہہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکور یعنی۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین اور اثر مذکور مین یعنی فیہ آدم کادمکم الخ تا ابتدا امام قسطلانی و زرقانی وسیوطی وغیرہ پیدا کیا او منضم بدلیل شرعی ہی ہے چنانچہ شرح اوسکی قسطلانی نے اکثر جا مذکور ہی تو نسبت اوسکی عبارت دافع الوسواس ناطق ہوئی کہ احتمال عقلی ہی نص کو اس سے علاقہ نہین جاہی کہ القیاس اس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ حال اس قسم کی قال کی خرابیون اور صعوبتون کا جو کچہہ کہ عبارت مذکور کو اور ہی معہ وسی شبہہ وسی جا شدہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام قسطا سون آئندہ سی واضح ہوتی ہی۔ اپنجہ بر خود مپسندی بدیگری مپسند کے الزام کا کچہہ خیال نہ ہا اسوا سطی کہ باوجود اس قول مذکور کے پہر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی لستم مین یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین ادمکم کا ونکم مین تشبیہہ کو مجرد شرکت اسمی اور بدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔

اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ مبنی مصطلح ہویا بمعنی یا بدرکہ العقل بدون انضمام الدلیل الشرعی کیا معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف ہی درست ہی باوجود تسلیم درستی

احتمال نہ معقول ہے اور نہ عبارت دافع الوسواس کو مقبول۔ احتمال اول یعنی ہونا خاتم
کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہے فلہذا قابلیت
اس بحث سے کہ خواتم طبقات تحتانیہ کے مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہمارے خاتم النبیین حقیقی
کے ہیں یا اپنے اپنے طبقہ کی شریعۃ میں مستقل ہیں خارج ہے کہ ظاہر ہے اور احتمال
دوسرا کہ یہ خواتم اس خاتم حقیقی سے مقدم ہوئے ہوں البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت یک لخت ساکت ہے اور آگے مگر تیرہویں صفحہ میں باتباع
شریعت محمدیہ صلعم بدیں مضمون قایل ہوئے کہ چونکہ اثر ابن عباس رض سے وجود سلاسل
نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہے اور ہر سلسلہ کے واسطے ایک آخر ضرور ہے بنا بر علیہ میں
نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کے نہ بمعنی اسکے کہ شریعت نبویہ اس
طبقہ کی خاص ہے اور ہر ہر طبقہ میں وہاں کے انبیاء کی نبوت مستقلہ ہے کیونکہ یہ
امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور میری رائے ہرگز اس طرف مایل نہیں جو میری طرف
اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہے پس جاننا چاہیے کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم بھی
جو آگے تھی باین کلام متکلم ہوئی اور لول وہی کہ اس صورت میں بھی یعنی مقدم ہونے میں
خواتم ستہ اضافیہ کے ہمارے خاتم النبیین صلعم پر بھی وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کے ہیں
نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہیں رکھتے جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
دویم میں عبارت دافع الوسواس بنسبت اتباع خواتم اضافیہ کے بہ نسبت شریعت محمدیہ صلعم
بانا بھی صورت گویا مجمل ہے پس وہ مجمل واقع صفحہ تیسرے کا بھی باین تفسیر مفسر ہو کر متعین المراد
ہو گیا یعنی شریعت مستقلہ نہیں رکھتے تھے پس اب تامل نیک جاننا چاہیے کہ در صورت
ہم عصر ہونے ان خواتم ستہ کے کیا بلکہ بعد عصر کے بھی ایک ہی زمان نبوت ہے کیونکہ یہ
تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز بعثت
سے تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہے اسلئے کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہیں پس زعم

احتمال نہ منقول ہے اور نہ عبارت دافع الوسواس کو معقول۔ احتمال اول یعنی ہونا خاتم کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہے فلہذا قابلیت اس بحث سے کہ خواتم طبقات تحتانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہمارے خاتم النبیین حقیقی کے ہیں یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعت میں مستقل ہیں خارج ہے کہ ظاہر ہے اور احتمال دوسرا کہ یہہ خواتم اس خاتم حقیقی سے مقدم ہوئے ہوں البتہ قابلیت اس بحث کی رکہتا ہے لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت یکلخت ساکت ہے اور اکہم مگر تیرہوین صفحہ میں باتباع شریعت محمدیہ صلعم بدین مضمون قایل ہوئے کہ چونکہ اثر ابن عباس رض سے وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہے اور ہر سلسلہ کی واسطے ایک اخر ضرور ہے بنائً علیہ مین نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی نہ بمعنی اسکی کہ نبوت نبویہ اس طبقہ کی خاص ہے اور ہر ہر طبقہ میں وہان کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہے کیونکہ یہہ امر کسی دلیل سے ثابت نہین اور میری رائے ہرگز اس طرف مایل نہین جو میری طرف اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہے پس جاننا چاہئے کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم بہی جو اکہم ہی باین کلام متکلم ہوئے اور اول واجب کہ اس صورت مین بہی یعنی مقدم ہونی مین خواتم ستہ اضافیہ کی ہمارے خاتم النبیین صلعم پر بہی وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کی ہین نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہین رکہتے جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق دوئم مین عبارت دافع الوسواس نسبت اتباع خواتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ بانا ملی صورت گویا تہی پس وہی واقع صفحہ تیسرے کا بہی باین تفسیر مفسر ہو کر متعین المراد ہوگیا یعنی شریعت مستقلہ نہین رکہتے تہے پس اب تامل نہ کیا جانا چاہئے کہ درصورت ہم عصر ہونی ان خواتم ستہ کی کیا بلکہ بعد عصر کی بہی ایک ہی زمان نبوت ہے کیونکہ یہہ تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی سے صلعم ورنہ روز بعثت سے تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہے اسلئے کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہین پس زعم

کہ اصول دین میں جنکو نظم قرآن شریف حامل ہے یہہ امور جو عبارت ہی پوری شریعت محمدیہ سی بذریعہ الہام بجانب بشنام حاصل ہوکر اطمینان بخشی اور تسلی دہ کہ قابل اعتقاد و عمل قطعی ہو مشروع بشریعت الہی و مساوی سنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو لازمہ ہی پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل و ذمہ دار ملک ہی یعنی جبرئیل علیہ السلام کہ جو قرار داد عبارت دافع الوسواس بہی ہے واقع صفحہ ششم ہی کہ اوسکی وساطت ملک خصوص جبرئیل معتبر کہی ہے اوسکی بہی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی - اور تیسرے یہہ کہ یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ در بارہ انزال شرایع اور ارسال رسل یہہ طریقہ پالی اور مسلوک نہیں ہوا ہی - قولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل و لن تجد لسنت اللہ تبدیلا - اور قولہ تعالی لن تجد لسنت اللہ تحویلا - اسکی سند مستند ہی ؛

چوتہی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبیل تنبیہ بالضار قبل از ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو دعوی خاتمیت مطلقہ کیا ہی نسبت ان خواتم ہست کی کیا فائدہ پہر صاف ہی کہنا تہا اسلئے کہ اگر کاہ یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات با برکات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو باہمہ تما مہا منہا بہیئۃ کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون وجود داور بغیر ظہور پر تو خاتم حقیقی کی پہونچی گو بذریعہ الہام ہی تہی کہ یہہ بہی بمعنی وحی ہے نہ علی وحی بحق انبیاء علیہم بعض امور میں جو از قبیل احکام و عقاید ہوں نہ کہ پوری شریعت میں جو کہ من حیث العمل والاعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ ایسی پوری شریعت دیکہا ہی مگر اگر بفرض محال شریعت محمدیہ اون کیطرف جاوی اول تو ما نحن فیہ میں مفید نہیں کیونکہ ایسا فرض ہی لغو ہی جس سے کار بر آری نہی اور مرام مستفاد ہو دوسرا خاتم حقیقی کیسی ہوگی کیا باقی رہا اور کیا ہی بات رہی تجدید و اتمام حقیقی کے - پانچویں یہہ کہ تکرار شریعت تامہ کاملہ کہ جسمین سر مو بہی تغیر و تبدیل نہو جو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی لئی خلاف سنت الہی ہے جیسا کہ قولہ تعالی و لن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا پاتو از شریعت ہو مستوجب نسبت نسیان اور سہو اور غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

کہ رسول دین ہیں جنکو نظم قرآن شریف حامل ہے یہہ امور جو عبارت سی پوری شریعت محمدیہ
سی بذریعہ الہام بجانب ہشام حاصل ہو کر اطمینان بخش اور تسلی دہ کہ قابل اعتقاد و عمل
قطعی ہو مشروع لتشریعیہ الہی و مسنون بسنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو
لازمہ پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل و ذمہ دار ملک ہی یعنی جبرئیل علیہ السلام کہ جو قرار
داد عبارت دافع الوسواس بہی ہے واقع صفحہ ہشتم ہی کہ اوسکی وساطت ملک خصوص
جبرئیل معتبر کہی ہے اوسکی بہی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی۔ اور تیسرے
یہہ کہ یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ در بارہ انزال شرائع اور ارسال رسل یہہ
طریقہ جاری اور مسلوک نہیں ہوا ہی۔ قولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن
تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قولہ تعالی لن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ اسکی سند مستند ہی *
چوتہی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبیل متقیہ یا ضار قبل از ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو دعوی
خاتمیت مطلقہ کیا ہی نسبت ان خواتم ہست کی کیا فائدہ پہر صاف ہی کہنا تہا اسلئی کہ ہرگاہ
یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات با برکات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو یا ہمہ ہا
تمامہا بہ تمامہا ہیئۃ کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون وجود یا وجود او بغیر ظہور
پر نور خاتم حقیقی کی پہونچی گو بذریعہ الہام ہی سہی کہ یہہ بہی ہم معنی وحی ہے نہ جیسی وحی بحق
انبیاء علیہم بعض امور میں جو از قبیل احکام او عقاید ہو نہ کہ پوری شریعت میں جو کہ من حیث العمل
والاعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ ہمین پوری شریعت در کار ہی مگر اگر بفرض محال شرع قبول کیا جاوی او ما نحن
فیہ میں مفید نہیں لیکن ظاہر ہی ایسا فرض ہی لغو ہی جسکے کا ربند ہی ادعاء تام ستعمل ہو و متصد خاتم حقیقی کیسے کیا
باقی رہا اور کیا ہی بات رہی نتیجہ ہم وا تمام حقیقی کے۔ پانچوین یہہ کہ تکرار شریعت تامہ کاملہ
کہ جسمین ہو بہی تغیر و تبدیل نہو جو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی لئی خلاف سنت الہی ہے
جیسا کہ قولہ تعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا یا تو ازر د شریعت جو مستوجب نسبت
نسیان او سہو او غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

قسطاس پنجم

الی ما تحت الثری فیا اسفی ویا لہفی واللہ اعلم و علمہ اتم۔ قسطاس ہفتم اور عبارت معالم التنزیل
بغوی او جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو
زور آوری محض بے اسلی کہ جائز ہی یہہ کہ تنزل امر جو کہ مفسر لوح ہے تحت آیۃ۔ اللہ
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الاٰیۃ من السماء السابعۃ الی الارض
السفلی بنسبت ہماری خاتم حقیقی صلعم طبقہ اول کی ہو بایں معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
بعد نزول ہماری خاتم حقیقی ہر طبقہ ارض علیا پر تمامہ طبقات ستہ میں ممکن ہے بدون وجود خواتم
ستہ کی بہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اور رسمعہ بہی نبی صاحب وحی قرار دیتی ہیں بایں معنی
کہ خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہوا ور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول
عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر و نہی کے جو تبعًا وطوعًا واقع ہوئی ہے جیسا کہ
پیشتر گذر چکا او تفصیل اسکی قسطاس سی و ہشتم و قسطاس سی و نہم اور خاتمہ الکتاب میں بجمل ہے
قسطاس ششم اور ان خواتم ستہ کا جو ما قبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
بایں معنی کہ جیسی وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
ہو وہ نبی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ
صلعم من حیث العمل قبل از نزول وسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقہ اولی پر مفید نہیں کہ ظاہری
ورنہ تکرار شریعت یا توارد شریعت اور نیز الزام ما لا یلزم خلاف مقتضای کریمہ۔ وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرایع خواتم
ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو او تکرار اور توارد کہ جسکی ذیل میں الزام ما لا یلزم مذکور بہی
متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی استحقاق ان خواتم ستہ کو بنسبت منصب خاتمیت مطلقہ مستقلہ
کی جو کہ مستلزم ہی اقتضای مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ بنسبت خاتم النبیین جو خاتم حقیقی مسلم الثبوت
کی اسواسطی کہ سرکاہ یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تہی سرا پا ساتہہ خاتم حقیقی کے انہی
تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور یہ وجود ملزوم

قسطاس ششم

قسطاس ہفتم

الی ما تحت الثریٰ فیا اسفیٰ و یا لہفیٰ واللہ اعلم و علمہ اتم ۔ قسطاس ہفتم اور عبارت معالم التنزیل بغوی او جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو زور آوری محض ہے اسلئے کہ جائز ہی یہہ کہ تنزل امر جو کہ مفسر بوحی ہے تحت آیۃ ۔ اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الاٰیۃ من السماء السابعۃ الی الارض السفلی بنسبت ہماری خاتم حقیقی طبقۂ اول کی ہو باین معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا بعد نزول ہماری خاتم حقیقی ہر طبقہ ارض علیا پر تمامہ طبقات ستہ میں ممکن ہے بدون وجود خواتم ستہ کی بھی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اور من بعد بھی نبی صاحب وحی قرار دیتی ہیں باین معنی کہ خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہو اور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر و نہی کے جو تبعًا و طوعًا واقع ہوئی ہے جیسا کہ پیشتر گذر چکا اور تفصیل اسکی قسطاس سی و ہشتم و قسطاس سی و نہم اور خاتمۃ الکتاب میں محول ہے

قسطاس ہشتم

قسطاس ہشتم اور ان خواتم ستہ کا جو ما قبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا باین معنی کہ جبرئیل وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ ہو وہ نبی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ صلعم من حیث العمل قبل از نزول وسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقۂ اولی پر مفید نہیں کہ ظاہری ورنہ تکرار شریعت یا توارد شریعت اور نیز الزام ما لا یلزم خلاف مقتضائی کریمہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرائع خواتم ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور توارد کہ جسکی ذیل میں الزام ما لا یلزم مذکور بھی متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی استحقاق ان خواتم ستہ کو بنسبت منصب خاتمیت مطلقہ مستقلہ کی جو کہ مستلزم ہی اقتضائی مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ بنسبت خاتم النبیین جو خاتم حقیقی ہیں صلعم ابتک کی اسواسطی کہ سرکار یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تھی سراپا سا تہہ خاتم حقیقی کے اونکی تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور وجود ملزوم

فعل مذکور ظاہر ہو جاوے کہ یہ فعل ادریس ہی صادر ہوا ہے القصہ والحاصل یہ کلام ہر پہلو
باطل ہے اور لاطائل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہے زائل۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواتیم امر وہی ہو عبارت دافع الوسواس میں مسطور ہے اپنے مفہوم مردود
میں انشاء مقبول ان بعض سے ہی فقرہ مذکور ہی خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہونا فہم
با الفہم الاتم واللہ اعلم۔ قسطاس پنجم یہہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجھا چاہیے کہ
تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سے نہ یہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تا کہ اوسکی
محال ہونے کا عقلاً و نقلاً فتوی دیا جاوے اور نہ یہہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تا لازم
آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالث بھی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہوں اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیاء اپنے اپنے طبقہ کے
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتھ خاتم الانبیاء کے ہے پس با وجود امکان اس صورت
کی مطلق تعدد خواتم کو کہ حمایت نبی کے نکلم سے مستفاد ہے باطل کہنا خلاف دأب علما ہے۔ پس یہہ جاننا
چاہیے کہ فتوی نہ ہی عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہے یہ عبارت مذکور فضول ہے بلکہ ضروری
المنع ہے کہ جو منشا ہے ایسے ایسے مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے بر بنای آیۃ خاتمیت بلکہ تمام
مابیت دین اسلام ہی جاتا رہے تمامی قساطیس میں ہی تذکرہ ہے پس وہ عمل کیا چاہیے جس سے تطبیق
اور توفیق درمیان آیۃ خاتمیت اور اثر مذکور حسب پیروی تمام سلف صالح حاصل ہو جو کہ منہاج
تمام قساطیس ہے اور مختصر ایک امر ضروری تو بیان بھی کو ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواتم ستہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کی کچھ ضرور نہیں در صورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہے سارے طبقات باقیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کیونکہ یہ امر عقلی کچھہ
دین میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے اسلئے کہ موجب شرکت ہے یہ بھی خلاف عقیدہ اسلام ہے قطع نظر
خاتمیت سے کہ امر لاحق ہے نفس نبوت کو اور خود شرکت ہی منافی ہے بریں مطلب خاتمیت خاتم النبیین
صلعم کو جو منظور خاص اصل منشا ر خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہے برابر ہے شرکت حقیقی ہو یا شرکت

قسطاس پنجم

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل ادس ہی صادر ہوا ہی الغرض والحاصل یہ کلام ہر پہلو
باطل ہے اور لا طایل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہی زائل — اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواہ جی امر وہی ہو عبارت دافع الوسواس مین سنطرادًا ہی بل مفہوم مردود
مین اور شق مقبول انہین سے ہی فقرہ مذکور ہی خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہو فافہم
با الفہم الاتم واللہ اعلم — قسطاس ثم یہہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجہا جاہی کہ
تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سی نہ نہین لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تاکہ اوسکی
محال ہونی کا عقلًا و نقلًا فتوی دیا جاوی اور نہ یہہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تا لازم
آدی کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالث بہی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہوں اور ہر طبقہ تحتانیہ کی آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی اپنی طبقہ کو
ہوں جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتہہ خاتم الانبیاء کی ہی پس باوجود امکان اس صورت
کی مطلق تعدد خواتم کو کہ حمایۂ نبی کے تکلم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف دانائی ہی — پس اب یہہ جانا
چاہیئی کہ فتوی نہی عقلًا عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضروری
المنع ہی کہ جو منشا ہی ایسی ایسی مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے ہر تکلی آیتہ خاتمیت بلکہ تمام
ماہیت دین اسلام ہی جیسا کہ تمامی قساطیس مین ہی تذکرہ ہی پس وہ عمل کیا جاہئی جس سی تطبیق
اور توفیق درمیان آیتہ خاتمیت اور اثر مذکور حسب پیروی تمام سلف صالح حاصل ہو جو لب لباب
تمام قساطیس ہے او مختصر ایک امر ضروری بیان ہی کو ہوتا ہی وہ یہی کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواتم ستہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کی کچہہ ضرور نہین بصورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہی سارے طبقات باقیہ کو او محتاج اضافت نہین کیونکہ یہ امر عقلی کچہہ
دین مین مفید نہین بلکہ مضر ہی اصلی کہ موجب شرکت نبوت مین ہی جو خلاف عقیدۂ اسلام ہی قطع نظر
خاتمیت سی کہ امر لاحق ہی نفس نبوت کو او خود شرکت ہی مستلزم ہی بر ہمی مطلب خاتمیت خاتم النبیین
صلعم کو جو منطر غایر اصل منشا ر خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہی اور ہی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

قسطاس ثم

طبقۂ علیا پر اکتفا کیا جاتا جسکی حق میں پیش صحیح علما راستی کا بنیاد نبی اسرائیل وارد ہی صریح اور اُنکی
استعداد القاء کا رتبۂ نبوۃ پر اکتفا ہوتا اِلّا کہ فعلیت نبوۃ کا تذکرہ ہوتا تا کہ یقین ہے سکو یہ کہ تمیز
علما اس طبقۂ ارض علیا کی نسبت اس عقیدۂ استعداد صدیق کی ساتھ عدم فعلیت کی انتفی
صدیق یعنی صدیق طبقۂ ارض علیا کی بموجب حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر متفق المتکلمین
اور شیخ محکم الاستعداد لفعلیت بالغ قومی ہے ممتنع الفعلیۃ ہو گئی اب صورت یعنی حقیقیۃ و اضافیۃ
لہذا المنسبت ان صدیقین پہ کے باوجود استعداد کامل کے جو ثابت ہی اس حدیث شریف سی
کہ خبر مرفوع ہی اور اثر سی ہر گو تہ مرتبہ عالی ہے اطلاق نبی کا نہ بہ نسبت مورد خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمر رض پر نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد امثال حضرت
عمر رض پر شرعاً پایا گیا اور مجموع اجماعی رہا پس یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیت نبوۃ مذکورہ ہر گاہ باطل ہوئی تو خاتمیت حقیقیہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی قطعاً
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اولیٰ باطل علی ہذا القیاس حال نبوۃ و خاتمیت حقیقیۃ و اضافیہ
طبقات سافلہ سمجھنا چاہئے ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحد الحقیقۃ والماہیۃ فی ذاتہا
فی نفس الخاصۃ اللازمۃ جو کہ اس سے باطل ہی لازم آتا ہی جو منشا ہی ترتب آثار مختلفہ کا
پس جب ہو گیا خاتمیت تک تو کسکی رسائی کہاں جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
بھی سوائے استعداد کی ہاتھ کوتاہ ہی دست درازی نہیں ہو سکتی فافہم بالفہم التام اور یہ عقیدہ کی
عبارت دافع الوسواس کا اور اسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسائل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق تعدد خواتم کو جملہ فی کل ارض نبی کنبیکم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف داب
علما ہی ۔ آپ خود باطل ہو گیا اسلئے کہ استفادہ مطالب خاتمیۃ کا اثر مذکور سے کسطرح ممکن
نہیں کیونکہ اس جملۂ مذکورہ اثر مذکور میں اثر لفظ خاتم بھی نہیں جو منشا اس سوء فہمی کا اسطرح
ہوتا حالانکہ اس پر بھی بعض قسطاس میں استحالہ بیان ہی جن میں واضح ہوا کہ یہ امر سوائے
ایک نتیجۂ عقلیہ فکریہ ردیہ کی کہ جسکا منشا سوء فہمی ہے اور کچھ نہیں اور پھر دعوے ہی کی صریح

طبقۂ علیا پر اکتفا کیا جاتا جسکی حق میں بیشتر صحیح علما راستی کا بنیاد دینی اسی پر السبیل وارد ہی صریح اور اوپر
استعداد النفس کا رتبۂ نبوۃ پر اکتفا ہوتا ناکہ فعلیت نبوۃ کا تذکرہ ہوتا تاکہ یقین ہے سکو یہ کہ صحیح
علما اس طبقۂ ارض علیا کی نسبت اس عقیدہ استعداد صدیق کی ساتھہ عدم فعلیت کی اتنی
صدیق یعنی صدیق طبقۂ ارض علیا کی بموجب حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر متفق المتکلمین
اور شیخ حکم الاستعداد لعلت بالغ قوۃ ہی متنع الفعلیۃ ہوتی ہی ہر صورت یعنی حقیقیۃ و اضافیۃ
لہذا النسبت الی صدیق یقین ہے کہ باوجود استعداد کامل کہ جو ثابت ہی اس حدیث شریف سی
کہ خبر فروع سی اور اثر سی ہر گونہ مرتبہ عالی ہے یہ اطلاق نبی کانہ بہ نسبت مورد خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمرؓ پر نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد امثال حضرت
عمرؓ پر شرعاً پایا گیا اور ممنوع اجماعی رہا ہیں مسئلہ اجماعی ہوگیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیت نبوۃ مذکورہ ہرگاہ باطل ہوئی تو خاتمیت حقیقیۃ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی قطعاً
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اولی باطل علی ہذا القیاس حال نبوۃ خاتمیۃ حقیقیۃ و اضافیہ
طبقات سافلہ سمجھنا چاہئی ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحد الحقیقۃ والماہیۃ فی ذاتہا
فی نفس الخاصۃ اللازمۃ جو کہ سراسر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشا ہی ترتب آثار مختلفہ کا
پس ظاہر ہوگیا خاتمیت تک تو کسیکو رسائی کہاں جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
بھی سوائی استعداد کی ہاتھ کوتاہ ہی دست درازی نہیں ہو سکتی فافہم بالفہم التام اور یہ عقیدہ
عبارت دافع الوسواس کا اور اوسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسائل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق تعدد خواتم کو حملہ فی کل ارض نہیں کہ نبکلم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف ادب
علما ہی۔ اب خود باطل ہوگیا اسلئی کہ استفادہ مطالب خاتمیت کا اثر مذکور سی ہرگز ممکن
نہیں کیونکہ اس جگہ مذکورہ اثر مذکور میں اثر لفظ خاتم بھی نہیں جو منشا اس وہم فہمی کا اثر ہو
ہوتا حالانکہ اس پر بھی بعض قسطاس میں استحالہ بیان کی ہیں پس واضح ہو کہ یہ امر سوائی
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ ردیہ کی کہ جسکا منشا سوء فہمی ہے اور کچھ نہیں اور پھر دعوی ہی کہ صریح

کا بھی خاتم اضافی ہونا بالنسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہئی کیونکہ صریح
خواتم ستہ کا لفظ نقل کرتی ہیں نہ لفظ شبیہ کا پس لازم آیا نصین قرار دادہ مذکور یعنی عادستہ یا
امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلّم ہی اور یہ امر خود باطل ہی۔ اور بڑا تعجب یہ ہی کہ
عبارت دافع الوسواس و من مہ فہمی تعدد آدم اضافی کو طبقہ واحد میں تو منظور کرین اور تعدد
خاتم اضافی کو ایک طبقہ میں منظور کرین حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہی مانند
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہی سبحان اللہ واللہ اعلم اور نیز موجب
ادس قاعدہ اپنی کی کہ صریح لفظ پر جاؤ رکہتی ہیں اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شرعیہ کو
جو حامی و حافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین ہیں نہیں مانتے توجیہ اور دلیل
سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہیں پہر انصاف شرط ہی کیا کچھ زور
آور ہی و رستی ہے۔ اور جانا چاہئی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین صلعم اپنی لقب
خاتمیہ کو صراحتًا و اشارتًا ما وراء النص قطعی آیۃ خاتمیت کی ظاہر کیا کبھی تو کہیں خواتم ستہ سے
قطع نظر حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحۃً اشارۃً جو قریب
الصراحۃ ہوتا پایا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہی کہ سلفًا و خلفًا کا برًا عن کابر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح عم آدم ثانی اور اضافی پایا جاتا مانند اوصاف عیسوی عم جو مشہور اور بوجہ القبول
اخبار و آثار میں مشتمل بر حالات عیسوی قبل البعثت خاتمیہ محمدیہ اور نیز بعد بعثت مذکورہ خصوص جو کہ ظہور اونکا بعد
نزول از آسمان زمان برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوئی۔ اور قطع نظر
اس سے بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسی علیہ السلام طبقہ
ارض علیا پر صادق نہیں آتا باوصف صدق تعریف خاتم اضافی کے اسلئے کہ نسبت خواتم
ستہ اضافی شرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ لگائی ہی اور یہ نسبت حضرت
عیسوی نہیں پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم میں جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اوس وقت خود صاحب شریعت

کا بھی خاتم اضافی ہونا بنسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہئے کیونکہ صریح
خواتیم ستہ کا لفظ نقل کرتی ہیں نہ لفظ شبیہ کا پس لازم آیا نقیض قرار داد مذکور یعنی عدم درستی یا
امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلّم ہے اور یہ امر خود باطل ہے۔ اور بڑا تعجب تو یہ ہے کہ
عبارات دافع الوسواس و رسائل متبعہ تعدد آدم اضافی کو طبقہ واحد میں تو منظور کریں اور تعدد
خاتم اضافی کو ایک طبقہ میں منظور کریں حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہے مانند
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہے سبحان اللہ واللہ اعلم اور نیز حسب
دستور قاعدہ اپنی کی کہ صریح لفظ پر جاؤ رکہتی ہیں اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شرعیہ کو
جو جامع و حافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین ہیں نہیں مانتے توجیہ اور تاویل
سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتے ہیں پھر انصاف شرط ہے کہ کیا کچھ زور
آوری ہو رہی ہے۔ اور جاننا چاہئے جیسا کہ حضرت خاتم النبیین صلعم اپنے لقب
خاتمیہ کو صراحتاً و اشارتاً ما ورائے نص قطعی آیۂ خاتمیت کی ظاہر کیا کیونکہ کہیں خواتیم ستہ سے
قطع نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحۃً اشارۃً جو قریب
الصراحۃ ہوتا پایا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہو کر سلفاً و خلفاً کابراً عن کابر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح ع آدم ثانی اور اضافی پایا جاتا مانند اوصاف عیسوی ع جو مفسر اور بلاوجہ تقصور
اخبار و آثار ہیں مشتمل بر حالات عیسوی قبل البعثت خاتمیہ محمدیہ اور نیز بعد بعثت مذکورہ خصوص جو کہ ظہور اونکا بعد
نزول از آسمان زمان برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوتی ہے اور قطع نظر
اس سے بموجب تحقیق عبارات دافع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبقہ
ارض علیا پر صادق نہیں آتا باوصف صدق تعریف خاتم اضافی کے اسلئے کہ نسبت خاتم
ستہ اضافی شرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ لگائی ہے اور یہ نسبت حضرت
عیسوی نہیں پائی جاتی ہے زمانہ پیشتر بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم میں جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہے کیونکہ وہ اوسوقت خود صاحب شریعت

لازم آئی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکورہ قاطع شرکت
تہی اور نزول مذکور بہی مورث شرکت نہیں یا قطع نظر ازین حسب شرط تابعیۃ خاتم اضافی واسطی
شریعت محمدیہ خاتمیۃ حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسی علیہ السلام خاتم
اضافی نہین ہوسکتی بحکم فوت شرط مذکور جو مستلزم ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی وسکوئی خاتم اضافی بعد یہین خاتم حقیقی کے نہین ہو
سکتا فافہم - اور علاوہ برین یہ بہی قطع نظر ان احتمالون مذکورہ کی بصورت خاتمیت
اضافیہ سبق متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم مقتضا شرط مذکورہ یعنی تابعیۃ
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالہ تداخل شریعتین مستقلین بہی لازم
آتا ہی اسواسطی کہ حضرت عیسی علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی آخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل التشریعیۃ قائم الشریعۃ تہی اور یہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ
ہے قولہ تعالی سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا بخلاف
حضرت موسی وحضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون اگرچہ نبی تہی مگر صاحب شریعت مستقل
نہ تہی تابع شریعت موسوی تہی بموجب قولہ تعالی واشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انصرام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی التشریعیۃ جو عبارت ہی عطاء کتاب توراۃ
سے اور تفویض اوسکی سے پس نبوت انبیاء سابقین مقطوع التشریعیۃ تہی بخلاف
ہمارے حضرت خاتم النبیین صلعم کہ نبوۃ کی نہ کوئی نبی من حیث النبوۃ شریک تہا حضرت
ہارون کے شریک تہی فی انصرام احکام شریعت تہا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تہا نزول
حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے بعد وصف نبی ہونے کی یہہ دونون امر ہرگز نہین پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نبی ہونا ہے زمان خاتم النبیین صلعم مین جو روز بعثت سے تا قیام ساعت
ہی نہ پہلا نبی باقی النبوۃ منسوخ التشریعیۃ یا نہ حضرت عیسی کی جو کہ ہم تمام اس باب مین

لازم آتی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع شرکت
تھی اور نزول مذکور بھی مورث شرکت نہیں باوجود قطع نظر اسکے یہ شرط تابعیہ خاتم اضافی واسطے
شریعت محمدیہ خاتمیہ حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسی علیہ السلام خاتم
اضافی نہیں ہو سکتی بحکم فوت شرط مذکور جو مستتبع ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی و سکوی خاتم اضافی بعد بعثت خاتم حقیقی کے نہیں
ہو سکتا فافہم ۔ اور علاوہ بریں یہ بھی قطع نظر ان استحالوں مذکورہ کی بصورت خاتمیت
اضافیہ سبق متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم مقتضا شرطیہ مذکورہ یعنی تابعیہ
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالہ تداخل شریعتین مستقلتین بھی لازم
آتا ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی اخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل التشریعیہ قائم الشریعیہ تھی اور یہہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ
ہے قولہ تعالی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ۔ بخلاف
حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون گو نبی تھی مگر صاحب شریعت مستقل
نہ تھی تابع شریعت موسوی تھی بموجب قولہ تعالی و اشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انصرام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی الشریعہ جو عبارت ہی عطاء کتاب توراۃ ۱
سے اور تفویض اوسکی سے پس نبوت انبیاء سابقین مقطوع الشریعہ نہ تھی بخلاف
ہماری حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی نہ کوئی نبی من حیث النبوۃ شریک ہی جیسی حضرت
ہارون کے شریک فی انصرام احکام شریعت تھا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تھا نزول
حضرت عیسی علی نبینا [illegible] آسمان سے باوصف نبی ہونی کی یہہ دونوں امر ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نیا نبی ہونا ہی زمان خاتم النبیین صلعم میں جو روز بعثت سے تا قیام ساعت
ہی نہ پہلا نبی باقی النبوۃ منسوخ الشریعہ یا جیسے حضرت عیسی ع کی ہیں کہ مقرر تا ہم اس باب میں

حضرت رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حل مشکلات اپنے مرشد عرض کیا
کہ درباره ایمان رفضہ کیا عقیدہ چاہئی ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت دریابند۔
جب وہ حالت فرو ہوئی تو بہتی بعد خوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب
عصمت امامت ہی یعنی امام معصوم ہوتا ہی اور عصمت خاصہ لازمہ ہی انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کا اور نبوت منقطع اور ختم ہو چکی پس گویا دعوی نرسیده نبوت کا ہی نسبت
ائمہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہی۔ پس جاننا چاہئی کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت
کا برباد ہونا بھی لازم آیا کہ ظاہر ہی پس اس عقیدہ سی غالبًا کوئی فرقہ شیعہ خالی نہو گا
اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول رالج تمہید
ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ تو بنسبت بعض فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوئی ہی۔ پس اس خیال
سطالت آری بدین قسم قوال کہ اگرچہ بعد آنحضرت صلعم کے کوئی نبی آوی یعنی بنایا جاوی
بلکہ لاکھوں آگے وہیں لاکھوں مبعوث ہوں تو وہ بھی موجب افزائش رونق نبوۃ محمدیہ ہونگی
نہ باعث منقصت بالضرور چھوڑنا چاہئی اسلئی کہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ مجامع زمان
نبوت آنحضرت صلعم ہی زمان حیات شریف و ہم زمان وفات منیف اور ظاہر ہی کہ حضرت مرتضوی خالی ہونا
مدعیان نبوت سا ونکی کہ اگر نبی ہوتی تو ما قبل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ بھی قایل نہیں اسواسطی کہ مدعی اونکی
نبوت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں مگا اور بعض مدعی اصالت نبوۃ اونکی کے ہیں مگر تہمت غضب کرتے
ہیں یا حامل وحی جبرئیل ع کی بھول کی قایل ہیں تو یہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل
ہم اہل سنت وجماعت کی نزدیک تو ہر پہلو مجامع زمان نبوت ہیں پس ہرگونہ انتفاء
شرکت اور ہمیہ و درایتہ و مکاشفۃ ثابت ہوکر واضح ہوگیا خصوص قلم شیخ الشیوخ اور
استاذ الاساتذہ کی تقریر و تحریر سی بھی جیسا کہ ابھی گذرا الحذر الحذر۔
فسطاس دہم خاتمیت خالصہ بلا وجہ مشترک ہوئی جاتی ہی کہ جو نصوص قطعیہ سی علی الاطلاق
خالص ثابت ہی۔ **قولہ تعالی** ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

حضرت رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حل مشکلات یہہ امر بہی عرض کیا کہ دربارہ ایمان رفضہ کیا عقیدہ چاہیے ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت دریابند۔

جب وہ حالت فرو ہوئی تو بہی بعد خوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب عصمت امامت ہے یعنی امام معصوم ہوتا ہے اور عصمت خاصہ لازمہ ہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا اور نبوت منقطع اور ختم ہو چکی نہیں تھا دعوی زیردہ نبوت کا انہی نسبت آئمہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت کا برباد ہونا بہی لازم آیا کہ ظاہر ہے پس اس عقیدہ سے غالبا کوئی فرقہ شیعہ خالی ہوگا اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول رابع تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ تو نسبت بعض فرقہ شیعہ سے ثابت ہوتی ہے۔ پس اسی خیال سے طاہر آری بدین قسم قول کہ اگر بعد بین آنحضرت صلعم کے کوئی نبی آوے یعنی بنا بنی بلکہ لاکھوں آوین لاکھوں مبعوث ہوں تو وہ بہی موجب افزایش رونق نبوۃ محمدیہ ہوگا نہ باعث منقصت بالضرور چہوڑنا چاہیے اسلیے کہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ مجامع زمان نبوت آنحضرت صلعم ہی زمان حیات شریف وہم زمان وفات شریف اور ظاہر ہے کہ حضرت مرتضوی خالی انہاں مدعیان نبوت تہا اونکی کہے اگر نبی ہوتے تو ما قبل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ بہی قابل نہیں اسواسطے کہ مدعی اونکی نبوت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں معا اور بعض مدعی اصالت نبوۃ اونکی کہے ہیں مگر تہمت غضب کرتے ہیں یا حامل وحی جبرئیل ع کی ہو سکتی قابل ہیں تو یہہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل ہم اہل سنت وجماعت کی نزدیک تو بہر پہلو مجامع زمان نبوت ہیں پس ہرگونہ انتفاء شرکت اوہیہ ودرایتہ ومکاشفتہ ثابت ہوکر واضح ہوگیا خصوص قلم شیخ الشیوخ اور استاذ الاساتذہ کی تقریر وتحریر سے ہی جیسا کہ ابہی گذرا الحذر الحذر۔

فسطاس دہم خاتمیۃ خالصہ بلا وجہ مشترک ہوئی جاتی ہے کہ جو نصوص قطعیہ سے علی الاطلاق خالص ثابت ہے۔ **قولہ تعالی** ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

کہ جسطرح سلسلہ نبوت تھا اس طبقہ مین واسطی ہدایت سکان ہذا کی تیار ہوا اوسیطرح ہر طبقہ
مین سلسلہ نبوۃ واسطی ہدایت وہان کی سکان کی تیار ہوا اور چونکہ لا متناہی سلسلہ کا
باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھ تشبیہ دیا گیا — اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین مین دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
سی وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضرور
ہی بنائر علیہ معنی خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جاننا چاہیئی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہ ہی ساتھ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہین بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہ خاتم ہی وہ خاتم نہین مشابہ ہی وہ خاتمیت کی علی ہذا القیاس
حال اوساط مانند انواح وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہین مشابہ ان انبیاء مذکور از مذکورین کی اور مراد مشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ تامہ سالم شاملہ فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہ سے
یہہ معنی مراد نہین بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی مین مشابہت ہی جو جاکی نہ لفظ بدایت اور وسط
اور نہایت اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استعمال نکرنا چاہیئی ما ورا اسکی وہ استحالہ جو
قایم کئی گئی ہین وہ تو موجود ہین — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوسواس سے
لاغیر کہ جس سے کیا کچھہ قبوح پیش آئین اور عبارت مذکور کسقدر نشانہ تیر بلیات استحالجات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آئندہ مستطاسو تحلین مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہیئی — اور حالانکہ
صفحہ الکلیس دافع الوسواس مین یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی بعثۃ نبویہ محمدیہ صلعم
کے ساتھہ خلق اور سکان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ ساتھہ اس طبقہ کی جرات تخصیص پر نہین ہوسکتی

کہ جسطرح سلسلہ نبوت تھا اس طبقہ مین واسطی ہدایت سکان ہذا کی تیار ہوا اوسیطرح ہر طبقہ
مین سلسلہ نبوۃ واسطی ہدایت وہان کی سکان کی تیار ہوا اور چونکہ لا انتہا ہی سلسلہ کا
باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھہ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھہ تشبیہہ دیا گیا — اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین مین دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
سی وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضرور
ہی بنائر علیہ معنی خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جاننا چاہیی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہہ ہی ساتھہ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہین بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھہ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہہ خاتم ہی وہ خاتم نہین مشابہہ ہی وہ خاتمیہ کی علی ہذا القیاس
حال اواسط مانند انواع وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہین مشابہہ ان انبیاء مذکور اثر مذکور کی اور مراد مشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ تامہ سابقہ شاملہ ہی فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہہ سے
یہہ معنی مراد نہین بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی مین مشابہت ہی جو حاکی ہی لفظ بدایت اور وسط
اور نہایت اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استعمال نکرنا چاہیی تا وزر اسکی وہ استحالہ جو
قایم کئی گئی ہین وہ تو موجود ہین — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوسواس سے
لاغیر کہ جس سے کیا کچھہ قبوح پیش آئین اور عبارت مذکور کسقدر نشانہ تیر بلیات استحالات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آئیندہ مبسوطاً سو تحقیق مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہیی — اور حالانکہ
صفحہ الکلیس دافع الوسواس مین یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی بعثۃ نبویہ محمدیہ صلعم
کے ساتھہ خلق اور سکان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھہ اس طبقہ کی جرات تخصیص پر نہین ہو سکتی

اختیار قوم بر قول ابن حاجب کو جو اعتراض منقلب ہو جاتی ہابیت شرط اور جزا کی وارد
ہوتا تہا اور خواہ مخواہ مستند رہو ناسا ہتہ عذر علتہ اور معاول کے ہوتا تہا لضرورۃ حفاظت
مذہب ابن حاجب جو مذہب ہے کہ مختار اور مستحسن قوم متاخرین ہی بانیطور کہ یہہ
کلمہ لو موضوع ہے واسطی دلالت کی اوپر انتفاء جزاء کی خارج مین بسبب انتفاء شرط
حالانکہ میری نزدیک یہہ قاعدہ ابن حاجب مخدوش ہے اسلیئی کہ بہر مسبب ہی شرط ہی اور
بہر عدم وجود مسببین بہی تو کوئی سلسلہ ممکنات مین موثر ہونا چاہیی قطع نظر ازین بس
مانحن فیہ یعنی آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ اور امثال اسکی سے ولو شاء لہدٰکم
اجمعین ۔ ولو شئنا لرفعناہ بہا ۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ہداہا ۔ اور آیات قرآنی
جو تحت کلمہ لو بصیغہ ماضی واقع ہین کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح سی مستغنی اور
شکستہ رفتہ ہین اسلیئی کہ مانحن فیہ مین یعنی لبعثنا فی کل قریۃ مین کسی نذیر کو کہ صرف
مشیت الہی جلت عظمتہ وکملت قدرتہ حقیقتہ ومجازا حالاً ومآلاً بجمیع وجوہ اکیلے ہی سبب
کیا بلکہ علت تامہ موثرہ ہی بخلاف اور بعض مشیات کی جسمین دخل صنع مخلوق بہی لجالم اسباب
ہی وجود خارجی جس مین بطور مجاز فراہمی لتعدد اسباب عادی مظنون ہی کہ جنکی واسطی ضرورۃ
قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلحۃ کی ہو لو لیس یہاں یہ کلمہ لو موضوع ہی واسطی امتناع جزاء کی یعنی لبعثنا کو
کی بسبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلت الآرہ پس حکمت بالغہ حکیم علیم دانا بجنبہ کا مفصل
منجانب کی جحض تفصیلاً واکراماً بلا انضمام داعیہ کسی غرض مشعر عجز و التجا و یا رفع قلق و خرابی
مالاتش از قسم علل جو باعث ہوتی ہین رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ امر منتفع بہا مانند اغراض
و شنیعہ مشعر امارات عجز اور اتمات حادث شا ہین مثلاً رحم ناقص عباد مخلوق سی کہ
منشا اوسکا رفع خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی بہر بانی کا تا وقتیکہ رفع نہو قلق
اور مالاتش عاجزانہ باقی رہی پس ذات پاک جلشانہ پاک ہی ایسی امور سی کیونکہ افعال
اور تاثیرات اوسکی معلول العلل نہین ہین اور نہ عبث اور نہ لغو اور نہ سفہ اور نہ فضول

اختیار قوم پر قول ابن حاجب کو جو اعتراض منقلب ہو جانی بابت شرط اور جزا کی وارد
ہوتا تہا اور خواہ مخواہ متنبہ رہونا سا بہ عذر علتہ اور معاول کے ہوتا تہا لضرورۃ حفاظت
مذہب ابن حاجب جو نا ہسب کہ مختار اور مستحسن قوم متاخرین ہی بایںطور کہ یہہ
کلمہ لو موضوع ہے واسطے دلالت کی اوپر انتفاء جزا کی خارج میں لسبب انتفاء شرط
حالانکہ میری نزدیک یہہ قاعدہ ابن حاجب مخدوش ہے اسلیے کہ پہر مسبب ہی شرط ہی اور
پہر عدم وجود مسبب میں بہی تو کوئی سلسلہ حرکات میں موثر ہونا چاہیے قطع نظر از ین بیس
ما نحن فیہ یعنی آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ اور امثال اسکی سے ولو شاء لہدٰکم
اجمعین ۔ ولو شئنا لرفعناہ بہا ۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ہدٰہا ۔ اور آیات قرآنی
جو تحت کلمہ لو بصیغہ ماضی واقع ہیں کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح ہی مستغنی اور
شکستہ رفتہ ہیں اسلیے کہ ما نحن فیہ میں یعنی لبعثنا فی کل قریۃ میں کسی نذیر کو کہ صرف
مشیت الٰہی جلت عظمتہ وکملت قدرتہ حقیقۃً ومجازاً حالاً ومآلاً بجمیع وجوہ ایسا ہی سبب
کیا بلکہ علت تامہ موثرہ ہی بخلاف اور بعض مشیات کی جسمیں دخل صنع مخلوق بہی لحاظ اسباب
ہی وجود خارجی جسمیں بطور مجاز فراہمی لتعدد اسباب عارضی ظنون ہی کہ جنکی واسطے ضرورۃ
قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلحت کی ہو لپس یہاں پر کلمہ لو موضوع ہی واسطے امتناع جزا کی یعنی لبعثنا کو
کی لسبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الٰہی جلت آلاءہ پس حکمت بالغہ حکیم علیم واتا بجنہ کا مفصل
منحاصر کی مخصص تفصیلاً واکراماً بلا الضمام واعیہ کسی غرض مشعر عجز و التجا و یا رفع قلق و خراش
مالاتش از قسم علل جو باعث معولیت بین رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ اقرب مستقیم بہا مانند اغراض
دنیئہ مشعر امارات عجز اور امانت حادثہ بین مثلاً رحم ناقص عباد مخلوق سے کہ
منشاء اوسکا رفع خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی مہربانی کا تاوقتیکہ رفع نہو قلق
اور مالاش عاجزانہ باقی رہی پس ذات پاک جلشانہ پاک ہی ایسی امور سی کیونکہ افعال
اور تاثیرات اوسکی معلول العلل نہیں ہیں اور نہ عبث اور نہ لغو اور نہ سفہ اور فضول

تجھکو حاصل تھی اور یہ طریق تجھہ سی بیشتر امثال تیر کی ساتھہ نسبت بعض انبیاء پیشین
سابقین خصوص بعض مرسلین کاملین حسب درخواست اونکی مسلوک ہوا مانند حضرت
موسی کلیم اللہ کی ہماری درگاہ عالیجاہ سی عطا ہوا کہ جس سے آیتہ رب اشرح لی صدری
ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی
اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ سے حکایت صریح کرتی ہی علی ہذا القیاس
واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون اور
نیز ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ہارون - و نیز ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ
ہارون نبیا - اور تجھکو بلا درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت
ہوا اور نتیجہ ان درخواستوں کا موسی یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر باہم ہوکر تیری ذکر اور
تسبیح میں مشغول ہونگی اور نتیجہ اس عطاء عالی کا جو بیدرخواست لایہ ہوا کہ جسوقت تو
فارغ ہو تبلیغ احکام سی اس رنج کھینچ اپنی عبادت میں مشغول ہوا اور ہمہ تن کثرت خیالی سی اپنی
متخیلہ تیرکو خالی کرلی سی ورزش کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونیکا جانب اپنی بالانقطاع کلی
ساتہہ قاعدہ حصر کی راغب ہونی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب - جوکہ
ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کا ہ بیت لفظا و تارہ از کجاست تا بکجا ۵ فسوف تری
اذا انکشف الغبار اتحت رجلیک فرس ام حمار مگر تخفیف تحمل اعباء رسالت اور تہیہ
اوسکی کی اور مشاق ہائی تبلیغ ہو غفلت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تہی اور یہ غذا ہی عظم وشان کے
نگر باہم ہوئی شرکت منصب فراہم عال تہی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ اکتناہ کنہ اوسکی سے
عقول قاصر الادراک قاصر اور عاجز ہیں مقتضی ہوئی کہ فیما بین دونوں مراتب کی اسطرح تطبیق فرمائی
گئی کہ نبوت خالصہ ورسالت مخلصہ خصوص خاتمیہ مطلقہ جو معرا اور مبرا ہی جمیع آفات نسب
اور اضافات سی جو رتبہ عالی ہی وہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سی تجھکو عنایت
ہوا اور صورت تحمل اعباء رسالت بھی بایں شکل خوشنما باندہی گئی کہ اوسکی حامل اور حافظ

تجھکو حاصل تھی اور یہ طریق تجھ سے پیشتر امثال تیرے کی ساتھ بہ نسبت بعض انبیاء پیشین سابقین خصوص بعض مرسلین کاملین حسب درخواست اونکی مسلوک ہوا مانند حضرت موسی کلیم اللہ کی ہماری درگاہ عالیجاہ سے عطا ہوا کہ جسکے آیہ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ سے حکایت صریح کرتی ہی علی ہذا القیاس واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون ۔ اور نیز ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ہارون ۔ و نیز ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا ۔ اور تجھکو بلا درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت ہوا اور نتیجہ ان درخواستہا ئی موسوی یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر باہم ہو کر تیری ذکر اور تسبیح میں مشغول ہونگے اور نتیجہ اس رحمت بلا درخواست یہ ہوا کہ جسوقت تو فارغ ہو تبلیغ احکام سے اس رنج کھینچ اپنے عبادت میں مشغول ہو اور ہروقت سیر ضیائے الہی سے اپنے متخیلہ متبرکہ کو خالی کرنے سے ورزش کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونیکا جانب اپنے بالانقطاع کلی ساتھ قاعدہ حصر کی راغب ہونیکی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب ۔ جو کہ ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کا ۔ بیتفا وت رہ از کجاست تا بکجا ۔ فسوف تری اذا انکشف لک الغبار افرس تحت رجلیک ام حمار ۔ مگر تخفیف تحمل اعباء رسالت اور تو جہ اوسکی کی اور مشاق تبلیغ کو غفلت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تھی اوپر قدر عظم وشان کے مگر باہم ہونی شرکت منصب فراہم محال تھی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ اکتناہ کنہ اوسکی سے عقول قاصر الادراک قاطر اور عاجز ہین مقتضی ہوئی کہ فیمابین ان دونون مراتب کی سطر حیر تطبیق فرمائی گئی کہ نبوت خاتم اور رسالت مخلصہ خصوص خاتمیہ مطلقہ جو معرا اور مبرا ہے جمیع آفات نسب اور اضافات سے جو رتبہ عالی ہے وہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سے تجھکو عنایت ہوا اور صورت تحمل اعباء رسالت بھی مابین شکل خوشنما باندھی گئی کہ اوسکی حامل اور حافظ

اگرچہ اوس ایسی مسئلہ قابل ہیرادِ ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں سوا ہی حشو کلام اور نقصان و طوالت
رسم آشام اور کچھ نہیں مگر یا ہم ہیرایہ سخن اور کسوت کلام میں آئی لہذا سر کلام کی
حوالی است اور از انجملہ پہر بانید اسکی تحریر فرمائی ساتھ ایک نبی اولو العزم یعنی حضرت
عیسی علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھ اتباع آکر
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلہ یسیرہ کی بعد نسخ شریعت اوسکی کے بدون نسخ
مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اوسکی کی ساتھ ابقاء رسم و اسم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ما کان جو سابق میں تھی واسطی اظہار مرتبہ نبوت
اور رسالت اور نیز خاتمیت بدون ثنتی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی اور اور نبوت
کی استقلال و مضبوطی اور احکام مدین آپ فرمائی کہ باید و نباید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسوی شاید عمل ہی بنسبت انکار کی امامت کرانی سی نماز
طلب امامت صلوٰۃ مسجد اقصیٰ میں وقت عصر مجرد رونق افروزی منارہ شرقی پر بیچ مہرودتین
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حلہ عبارت ہی ایک چادر
اور ایک ازار یعنی تہبند اور سر موندھی و فرشتوں کی اور پھر طلب کرنیگی واسطے اوس کی صحن مسجد
مذکور میں زینہ کو سے خیر لعبد التی والتیا سلیم رکھنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
صغریٰ کو اور مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت ہے اور
نیز امامت کبریٰ کا بھی مسلّم رکھنا بنسبت اونکی ثابت مدین لفظ کہ میں تو واسطے قتل
دجال لعین آیا ہوں بعض تمہارا امام ہی اوپر بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز و سامان
اسی قسم کا سیف و سنان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شرائع کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معادیہ کیا بنسبت حضرت
مہدی علیہ السلام اور پھر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتظام کا بنسبت
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا احمدیہ کے علی سبیل الاتباع کے مرتبہ نیابت و نیابتیہ

اگرچہ اور ایسی مثلہ قابل ایراد ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں سوا ہی حشو کلام اور نقصان ملال ویز
رسم آشنام اور کچہ نہیں مگر یا ہم باہم پہر اسیحن اور کسوت کلام مین آئی لہذا ہر کلام را
جوالی است اور از انجملہ پہر یا امید اسکی تحریر فرمائی ساتھ ایک نبی اولوالعزم یعنی حضرت
عیسی علیہ السلام کی آخر زمان مین ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھ اتباع اُس
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلہ یسیرہ کی بعد نسخ شریعت اوسکی کے بدون تنسیخ
مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اوسکی کی ساتھ اقبار رسم و اہم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ماکان جو سابق میں تہی واسطی اظہار مرتبہ نبوت
اور رسالت اور نیز خاتمیتہ بدون نبی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی اور اور نبوت
کی استقلال مضبوطی اور احکام دین آپ فتاب فرمائی کہ بایدو شاید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسوی شاید عمل سی بنسبت انکار کی امامت کرانی سی ہنگام
طلب امامت صلوٰۃ مسجد اقصی میں وقت عصر بجز رونق افروزی منارہ شرقی پر بین جہروتین
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حلہ عبارت ہی ایک چادر
اور ایک ازار یعنی تہ بند اوپر مونڈہوں فرشتوں کی اور پہر طلب کرینگی واسطہ اوتر نی کی صحن مسجد
مذکور مین زینہ کو خیر بعد التی والتیا مسلم رکہنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
صغری کو اوپر مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت اور
نیز امامت کبری کا بہی مسلم رکہنا بنسبت اونکی ثابت بدین لفظ کہ مین تو واسطہ قتل
دجال لعین آیا ہون بعض تمہارا امام ہی اوپر بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز و سامان
اسی قسم کا سیف و سنان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شرایع کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معادیہ کیا تا زیست حضرت
مہدی علیہ السلام اور پہر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتظام کا سلطنت
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا احمدیہ کے علی سبیل الاتباع کر مرتبہ نیابت و نیابتہ

اوسکی نسبت بھی کچھ ایسا ہی ارشاد ہوتا اور بعد عصر شریف شیر خوارگی صاحبزادہ کا دربارہ تجویز
نبوت کی نسبت اونکی بدلیل ثبوت نبوۃ حضرت عیسی علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں تصریح ہی
قولہ تعالی حکایۃ کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب الآیۃ پس
ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نبی آپکا ہمعصر ہے یعنی تا حیات شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
شریف کی پس ایراد لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطی قطع شبہ وہم وجود نبوت
جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ مخل خاتمیت تھی جو
وجود نبی مذکور ہمعصر ہو یا بعد عصر ہو کہ وہ ایک حیثیت سے داخل اور بہ تفریق عصر جو باعتبار حیات
مذکورہ کی ہی بالضرور مستوجب شرکت فی النبوۃ ہی جو کہ قطعاً و ثابتہ خلاف عقیدہ اسلام ہے
قطع نظر خاتمیت سے کہ ایک امر لاحق ہی سو یہ امر شرکت مذکورہ کافی تھا لیکن ادراک اسکا ایک امر
خفی تھا بخلاف خاتمیت کی کہ وہ امر جلی ہی کہ نظر انداز ہی اور دیدہ و دانستہ ہی اوسکی طرف خواص و
عوام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ تر تھی لہذا یعنی بہذا الحسبان
المذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر میں ارشاد ہوا اور نیز موجب
تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیۃ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی
میں ای من سوای کی تفسیر کیا تس معنی اس حدیث شریف کی یہ ہیں جو ہوتا سوا میرے کوئی نبی نبیا
میرے تھا میں جو بجبارت ہی روز بعثت میرے سے تا قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت
میں عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہ قید عہد کی مراد نہو بلکہ عام
جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں سب
انبیاء علیہم السلام ایکے سوا ہوی ہیں موافق نصوص قطعیہ قولہ تعالی قد خلت من قبلہ الرسل
اور قید نبی کی ظاہر ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام جو قدیم نبی ہیں زمانہ بعد وفات شریف
میں نازل ہونگی وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی جانبی
چاہیئے کہ عدم نبوت حضرت عمر رض سبب ہوا اور اسکی عدم نبوت کسی نبی سکے

اوسکی نسبت بھی کچھ ایسا ہی ارشاد ہوا اور بعد عمر شریف شیرخوارگی صاحبزادہ کا دربارۂ عدم
نبوت کی نسبت اونکی بدلیل ثبوت نبوۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں تصریح ہی
قوله تعالیٰ فکیف نکلم من کان فی المهد صبیا قال انی عبد الله آتانی الکتاب الآیۃ پس
ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نبی آپ کا ہمعصر یعنی زمانہ حیات شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
شریف کے پس ارادہ لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطے قطع شبہ تھا واسمہ وجود نبوت
جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ مخل خاتمیت تھی جیسے
وجود نبی مذکور ہمعصر ہو یا بعد عصر ہو کہ وہ ایک عصر ہی در اصل اور یہ تفریق عصر جو باعتبار حیات
مذکورہ کی ہی بالکل موجب شرکت فی النبوۃ ہی جو کہ قطعا وفاقا خلاف عقیدہ اسلام ہے
قطع نظر خاتمیت سے کہ ایک امر لاحق ہی سو یہ امر شرکت مذکورہ کافی تہا لیکن ادراک اسکا ایک امر
خفی تہا بخلاف خاتمیت کی کہ وہ امر جلی ہی کہ نظر انداز ہی اور دیدہ و دانستہ اوسکی طرف خواص و
عام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ تر تہی لہذا یعنی لہذا الحیاۃ
المذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر میں ارشاد ہوا اور نیز موجب
تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیۃ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی
میں ایسی معنی ہوا ہی کہ تفسیر کیا پس معنی اس حدیث شریف کی یہ ہیں جو ہوتا سوا میرے کوئی نبی
میری عہد میں جو عبارت ہی روز بعثت میری سے تا قیام قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت
میں عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہ قید عہد کی مراد نہو بلکہ عام
جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں
انبیاء علیہم السلام ایکی سوا ہوئی ہیں اور فی الشئ قطعیت بقولہ تعالیٰ قد خلت من قبلہ الرسل
اور قید نبی کی ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم نبی ہیں زمانہ بعد وفات شریف
میں نازل ہونگی وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی یہ ہی
چاہیے کہ عدم نبوت حضرت عمر رض بسبب ہوا اور اسکی عدم نبوت کبھی نبی اسکے

کہ لفظ خاتم النبیین آیت خاتمیہ میں اور رسول آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجانس ہی یعنی خاتم مجانس النبیین ہے اور رسول مجانس الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
رب العالمین کو ریں کی فافہم مجال الفہم مگر تکلف تمام تر استغراق اضافی مجاز اگر کہا جاوے
تو مضائقہ نہیں ہے بخلاف آیۂ مسیحیہ کی کہ اوسمیں تو لام عہدی ہی ہے درحقیقت اگرچہ عبارت
دافع الوسواس الخ میں بھی حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی بنسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فائدہ بخش نہ ہوا چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم تفصیلی بنسبت اس قول کے مندرج قساطیس
ہیں اور حالانکہ اصطلاح علما میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سرے سے یہ بحث ہی بطور استغراق
بیکار معلوم ہوئی ہی مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق بنسبت لام کی کلام میں حسب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر مبنی ہی تحقیق کی غرضکہ یہ پہلو تفہیم ضروری الامر ہی چنانچہ
دو تین جگہہ اس قسم کی مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس نمبر ۹ و ۳۰ وغیرہ میں جو درباره
ازالہ تردیات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین ہے بس صاف باعتبار اس باب میں یہ تقریر
ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب ربانی ان دونوں آیتوں کی معنی جو سمجھنے چاہییں سو وہ یہ
ہیں کہ آیۂ مسیحیہ کی الف لام الرسل سی یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ بس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسی مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں ہا جیسا کہ سمجھنا چاہیئے الف لام الرسل
آیۂ محمدیہ سی کہ بس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں ہا لہذا یہ خاتم النبیین عن الغیر
بس اب یہ قول قائل کا کہ قرآن شریف میں آیۂ مسیحیہ میں بھی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیۂ محمدیہ میں ہے لغو ہی برابر ہی خواہ خود یک اس قائل کی الف لام آیۂ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازا ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو ہمسنگ اور ہمپلہ الف لام آیۂ محمدیہ ہرگز نہیں
ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیۂ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو در صورت
لحاظ ترتیب سلسلہ ربانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ ہمنی جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم
اور منجملہ دلیل نقلی اور شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیۂ محمدیہ میں اور عہد آیۂ مسیحیہ میں

کہ لفظ خاتم النبیین آیۃ خاتمیہ میں اور رسول آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجانس ہی یعنی خاتم مجانس النبیین ہے اور رسول مجانس الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
رب العالمین کے جو رہن کی فافہم مجال الفہم مگر تعلق تمام تر استغراق اضافی مجازی کہا جاوے
تو مضایقہ نہیں ہے بخلاف آیۃ مسیحیہ کی کہ اوس میں تو لام عہدی ہی ہے در حقیقت اگر چہ عبارات
دافع الوسواس لے بہی حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی بنسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فایدہ بخش نہوا چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی بنسبت اس قول کے مندرج قسطاس
ہیں اور حالانکہ اصطلاح علما میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سر کے یہ بحث ہی بطور استغراق
بیکار معلوم ہوتی ہی مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق بنسبت لام کے کلام میں حسب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر مبنی ہی تحقیق کی غرضکہ ہر پہلو تفہیم ضروری الامر ہی چنانچہ
دو تین جگہ اس قسم کے مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس سنجاوہ وسوہم وغیرہ میں جو دربارہ
ازالۃ ترہات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین ہے بس صاف باعتبار اس باب میں یہ تقریر
ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب ربانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنے چاہئیں سو وہ یہ
ہیں کہ آیۃ مسیحیہ کی الف لام الرسل سی یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ بس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسی مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں ہا جیسا کہ سمجھنا چاہیئے الف لام الرسل
آیۃ محمدیہ سی کہ بس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں ہا لہذا یہ خاتم النبیین ہیں لا غیر
بس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیۃ مسیحیہ میں بہی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیۃ محمدیہ میں لغو ہی پرا ہی خواہ نزدیک اس قایل کی الف لام آیۃ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازا ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو ہمسنگ اور ہم پلہ الف لام آیۃ محمدیہ ہرگز نہیں
ہو سکتا اگر چہ یہ الف لام آیۃ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو دربارہ
لحاظ ترتیب سلسلہ ربانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ ہمنے جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم
اور منجملہ دلیل نقلی در مشکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیۃ محمدیہ میں اور عہد آیۃ مسیحیہ میں

بشریتہ نہیں جاتی رہتی اور خدا ہی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا ہی دلیل ہی بشریت کی
اور خدا انہون کی قولہ تعالی وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افإن مت فہم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم سیاق کلام افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مناسب ہی
قطع نظر اس سی کہ کون خاتم ہی انمیں اور کون متقدم ہی یا متأخر یہ امور اقتضائی ہیں انمیں نسبتیہ
نہیں بلکہ لفردیۃ ہی لام عہد اور لام استغراق کا بخلاف اوس امر جامع کی جو قاطع وہم مذکور
ہی جو ماسبق الکلام لاجلہ ہی کہ بملاحظہ شان نزول آیتہ وما محمد الا رسول الآیۃ سی حاصل ہے
فافہم پس الشق یہ سی مطلب استدلال جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر
اور یہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رض لوجہ عدم صحیفہ
حصر کی منافی نہیں اسیحدیث شریف لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا کو مالکیہ دونوں حدیث
موقوف ہیں مدعا رد وحسنہ کو اور باہم معاضد ہیں اور بسبب عدم ثبوت نص صریح
دربارۂ استعداد نبوت بحق ثالث اور کسی جز کی تک سرایت نہیں ہوسکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابوبکر رض اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہی نص صریح سی بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اجلی کہ یہ امر مستلزم استحالات مذکورہ نہیں بخلاف امر خاتمیت جو اونکی
واسطہ اثبات خاتمیۃ ہی جو مستلزم استحالات عدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سابب سی سلف
صالحین کی مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعا وحتما اثر مذکور یعنی اثر ستنا بع فیہ
کو تجویز کیا پس ہرگاہ منصب نبوت بالفعل واسطہ حضرت عمر وغیرہ جو ملہمین اور محدثین
من بصیغہ مفعول باب تفعیل سی اور نیز صدیقین کی ثابت نہیں تو پہر خواہ مخواہ دریی ہونا
واسطے خاتمیت مقرونہ مخترعہ کی کچہہ ضرری ہی رخنہ اندازی ہی اہم مطالب دین میت
اور ثلمہ فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہمعصریت اور شق بعدیت جسکو جداگانہ مزعوم کرلی ہیں
حالانکہ شق واحد ہی اس اعتبار سی تفصیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں کچہ اعتبار ہی ایسے ہی شق ہوگئیں شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانکہ یہہ

بشریت نہیں جاتی رہتی اور خدا بھی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا بھی نسل ہی بشریت کی
اور خدا انہوں کی قولہ تعالیٰ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افئن مت فہم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم سیاق کلام افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم سے مناسب ہے
قطع نظر اس سے کہ وہ خاتم ہی انہیں اور کوئی متقدم ہے یا متاخر یہ امور اقتضائی ہیں انحصار نبوت یہ
نہیں بلکہ تفرقہ ہے لام عہد اور لام استغراق کا بخلاف اس امر جامع کی جو قاطع و آیہ مذکور
ہے جو ماسیق الکلام لاجلہ ہے کہ بلاحظہ شان نزول آیتہ وما محمد الا رسول الآیۃ سے حاصل ہے
فافہم پس السبق یہ ہے مطلب استدلال یہ مطلب اہل مطلب ہے ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر۔
اور یہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رضہ بوجہ عدم صحیحہ
حصر کی منافی نہیں ہے حدیث شریف لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا کو بالکہ یہ دونوں حدیث
موقوف ہیں مدعا [illegible] کو اور باہم معاضد ہیں اور بسبب عدم ثبوت النص صریح
درباب استعداد نبوت بحق تا الموت اور کسی چیز کی تک سرایت نہیں ہو سکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابوبکر رضہ اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہے النص صریح سے بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اجلٰی کر دیا امر مستلزم استحالات مذکورہ نہیں بخلاف امر جو انہم نے جو اونکی
واسطہ اثبات خاتمیت ہے جو مستلزم استحالات عدیدہ مذکورہ ہے کہ جسکی سبب سے سلف
صالحین نے مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعاً وحتماً اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
کو تجویز کیا پس ہرگاہ منصب نبوت بالفعل واسطے حضرت عمر وغیرہ جو ملہمین اور محدثین
من بصیغۂ مفعول باب تفعیل سے اور نیز صدیقین کیلئے ثابت نہیں تو پھر خواہ مخواہ دل میں ہونا
واسطے خاتم نسبۃ مفروضہ مخترعہ کی لئے کچھ شرعی سے رخنہ اندازی ہے انتہی مطالب بین بینت
در ثلمہ فی الاسلام ہے پس ہر دو شق ہمعصریہ اور شق بعدیت جسکو جدا گانہ مزعوم کر لئے ہیں
حالانکہ شق واحد ہے امر اعتباری تفصیل زمان حیات شریفہ ووفات شریف اس باب
میں لیکے اعتباری ہیں یہ ہی شق ہوگئیں شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہے چنانکہ یہ

تبھی اضافی کا اطلاق تردیکہ عیاں بھی ہے نہیں ہی فتامل غایۃ التامل۔ لیکن ہرگاہ ایسا لفظ
مذکور ہی نہ پایا گیا جو بہلا عندالضرورت بروقت حاجت سمجھو عصر ہذا کا رآمد ہوجاتا اور مسلم
اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی براءۃ ہوتی۔ اور اس روایت حدیث قدسی اور روایۃ
اعطا رمین اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا کہ سجاح بنت منذر کی جو مسیلمہ
کذاب ہتی دعوی اپنی نبوت کا کیا تہا چنانچہ حدیث شریف وارد ترمذی وغیرہ ہی ۔
سیکون فی آخر الزمان مبیر وکذاب رقابیہ سی ادعا خواتم ستہ بہی شبیہ اوسکی ہی خواتم ستہ
تو معدوم اللیاقتہ محض ہتی اس دعوی سی مگر بطرز نیابت یہ دعوی ظہور مین آیا یا اہل عصر ہذا اسی
قسطاس مستقیم جانی غور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ رض
نی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر بنسبت شرکت فی النبوۃ بدون دعوی خاتمیہ کی بوجہ
استلزام اس دعوی کی خاتمیتہ کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیتہ خاتمیہ کو جس پر بنا رعقیدہ
اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کافر قطعی اور جہنمی مذہبی یقینی کے سمجہا باجماع
تمامہ صحابہ اور باتفاق اونکی بلا خلاف وبلا نکیر مقاتلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی اللہ
ہی صرف واسطی اعلار کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی
ہین یعنی گردانا اللہ نی بول کافرونکی نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ
بعد بعثتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدیدہ کا بہی قطع نظر خاتمیتہ کہ وہ تو خود
بخود لازم آتی ہی اور منجر ہوجاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم باتفاق واجماع جمیع صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین بالمرہ بالقطع اجماعا عقیدہ اسلام نہیں محض ضلال مبین ہی لہذا
سلف صالحین اور تمام محققین نے جو اونکی متبعین ہین خصوص شراح بخاری وغیرہ
امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہ ہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی ہادی غیر نبی ہے
اور منشار اس جہاد مذکور کا بکمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض واقع
ہوا روبرو ہی آنحضرت صلعم ہی تہا اور اسکا تذکرہ ہوتا تہا چنانکہ بخاری وغیرہ میں ہے

نبی اضافی کا اطلاق تردیائے عیان بھی نہیں ہی فتامل غایتہ التامل پس ہرگاہ ایسا لفظ
مذکور ہی شایا گیا جو پہلا عند الضرورت بروقت حاجت سمجھ عصر ہذا کارآمد ہوجاتا او مسلم
اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی براءۃ ہولی۔ اور اس روایت حدیث قدسی و بروایۃ
اعطار میں اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا کہ سجاح بنت منذر نی جو مسلمہ
کذاب اپنی دعوی اپنی نبوت کا کیا تہا چنانچہ حدیث شریف وارد ترمذی وغیرہ ہی۔
سیکون فی آخر الزمان مبیر و کذاب رقیامتہ ہی ادعا خواتم ستہ بھی شبیہ اوسکی ہی خواتم ستہ
تو معدوم اللیاقتہ محض تہی اس دعوی سی مگر بطرز نیابت یہ دعوی ظہور مین آیا اہل عصر ہذا اسی
قسطاس سیزدہم جاہی غور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ رض
نی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر بنسبت شرکت فی النبوۃ بدون دعوی خاتمیتہ کی بوجہ
استلزام اس دعوی کی خاتمیتہ کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیتہ خاتمیتہ کو جس پر بنار عقیدہ
اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کافر قطعی وجہنمی اندھی یقینی کے سمجہا باجماع
تمامہ صحابہ اور بالاتفاق اونکی بلا خلاف و بلا نکیر مقاتلہ او مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی الدین
ہی صرف واسطی اعلاء کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی
ہین یعنی گردانا اللہ نی بول کافرونکی نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ
بعد بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدیدہ کا ہی قطع نظر خاتمیتہ کہ وہ خود
بخود لازم آتی ہی اور مفر ہوجاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم باتفاق واجماع جمیع صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین بالمرہ بالقطع اجماعا عقیدہ اسلام نہیں محض ضلال مبین ہی لہذا
سلف صالحین اور تمام محققین نے جو اونکی متبعین ہین خصوص شراح بخاری وغیرہ
امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی ہادی و مخبر نبی سے
اور اشارہ اس جہاد مذکور کا بکمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض واقع
ہوا روبروی آنحضرت صلعم کی تہا اور اسکا تاکید بنا ہو (اہا چنانکہ بخاری وغیرہ میں ہے)

زنتظام سلطنت میں ابدا زیر بھی پائی گئے بموجب قوله تعالیٰ وداؤد وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم وکنا لحکمهم شاهدین ففهمناها سلیمان وکلاً آتینا حکما
وعلما۔ قصہ تفاسیر میں مذکور ہی اور مشہور تو بطریق اولیٰ دال ہے رعایت اس پیرایہ
سلطنت کی درباب عطاء نبوت بنسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ
ففہمناہا سلیمان سے فوقیت رتبہ فقاہت اور رایۃ علم اور سلطنت کی ثابت ہوگئی فافہم پس
نسبت اس مسئلہ کی فہم و فقاہت درکار ہی صرف تیز تگ عقلی بیکار ہیں چنانچہ سیاق کلام
مفخر بنظام وقال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء میں دلالت ہی او پر فوقیت
علمی کے اور تقریر ہوا ان اسی کے ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح ملفظ
ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شیء کی کہ بعد میں فرمایا بالعیر لفظ وراثت کی کہ اتفاقی امر
ہی ضمناً تبعاً اور لحوقاً چنانچہ وراثت کمال علمی سے کوئی نبی محروم نہیں رہے بخلاف شوکت و
سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شیء سے اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح
ہی او پر اعجاز کی جو مقرون ہی ساتھ دعوی نبوت کی جو بحکم معنی ہی ان انبأنا النبوۃ کی پس معلوم
ہوا کہ وراثت کمال نبوت سے کوئی نبی محروم نہیں رہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو
کمال عرض اتفاقی غیر لازم ہی سائر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت
وراثت نسبی لازمی امر نہیں بلکہ رعایت وراثت سببی یعنی علاقہ افاضہ و استفاضہ علی حسب القابلیت
مراد ہی لہذا کنعان محروم رہا اور حضرت سلیمان ع کامیاب ہوئی کمال خوش نصیبی جو ہر دو قسم نعمت و دولت سے کامیاب ہوئی اور چونکہ کمال
نبوت او پر ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم ہوا لہذا یہ وراثت علاقہ
افاضت و استفاضت و افادہ و استفادت او پر رعایت نسبی کی نہ ہوئی بلکہ او پر رعایت
سابقہ ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور سے حسب لیاقت و استعداد قرار دی گئی جو معیار تحقیقات
ہوئی درجہ اول خلافت راشدہ اور دوسری خلافت کی علم درکار چنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت
آدم علیہ السلام سے ثابت ہی قوله تعالیٰ وعلم آدم الاسماء الآیۃ ہو اول نصیبہ

انتظام سلطنت میں بدرجۂ اعلیٰ پائی گئے بموجب قوله تعالیٰ وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم وکنا لحکمهم شاهدین ففهمناها سلیمان وکلّاً آتینا حکماً وعلماً قصہ تفاسیر میں مذکور ہے اور مشہور تو نظر کو اولی درالسبب رعایت اس پیرایہ سلطنت کی درباب عطاء نبوت بنسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ ففهمناها سلیمان سے فوقیت رتبہ فقاہت او راپتہ علم اور سلطنت کی ثابت ہو گئی فافہم بنسبت اس مسئلہ کی فہم فقاہت درکار ہی صرف تیز تگ عقلی بیکار ہیں چنانکہ سیاق کلام منجر بنظام وقال یا ایها الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء میں دلالت ہی اور فوقیت علمی کے اور مقرر ہوئی اسی کے ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جوکہ اصل اصول ہی کہ صریح بلفظ ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شیء کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ اتفاقی امر ہی ضمناً تبعاً ولحوقاً چنانچہ وراثت کمال علمی سی کوئی نبی محروم نہیں رہے بخلاف شوکت و سلطنت ظاہری جوکہ مستفاد ہی کلمہ من کل شیء سی اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح ہی اوپر اعجاز کی جو مقرون ہی ساتھ دعوی نبوت کی جو بمعنی سی انبأنا النبوۃ کی پس معلوم ہوا کہ وراثت کمال نبوت سی کوئی نبی محروم نہیں رہا اور سلطنت او رشوکت ظاہری جو کمال عرض اتفاقی غیر لازم ہی سایر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت وراثت نسبی لازمی امر نہیں بلکہ رعایت وراثت سببی یعنی علاقہ افاضہ و استفاضہ علی حسب القابلیت مرادہی لہذا کنعان محروم رہا اور حضرت سلیمان ع کامیاب ہوئی کمال خوش نصیبی جو ہر دو قسم نعمت و دولت سے کامیاب ہوئی دوسرا کمال نبوت اور پر ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم ہوا لہذا یہ وراثت علاقہ افاضہ و استفاضت وافادہ و استفادت اور پر رعایت نسبی کی نہوئی بلکہ اوپر رعایت سببی کے ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور سی حسب لیاقت و استعداد قرار دی گئی جو معبر بخلافت نبوت ہوئی درجہ اول خلافت راشدہ اور دوسری خلافت کی علم درکار چنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت آدم علیہ السلام سی ثابت ہی قوله تعالیٰ وعلم آدم الاسماء الآیۃ ہوا اول نصیبہ

قسطاس چہاردہم

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی حدیث کے یہہ ہی درست ہیں کہ جو اہل السنن نے سمجھی کہ
مفعول برد و فعل محذوف ہے تقدیر عبارت یہہ ہے کہ لا نرث ولا نورث شیئا من الاموال الدنیا
وبیۃ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والازار والقمیص والاداوۃ وغیرہا من الحوائج الضروریۃ
فہو صدقۃ اگر ما موصولہ ہے مگر مبتدا رہے اور صدقۃ خبر ہے البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو باعث
ہے کمال رتبہ کو جو تجرد محض ہے اور بدرجہ کمال دلالت رکہتا ہے بے تعلقی پر کہ ان ادنی امور میں بہی
واسطہ ورثہ کی خیال نفرمایا کمال الغرض کل کو کل خیالی سے تجرد کیا وہ خاصہ ظاہر ہو گیا پس مجوز رہے جو اتمہ ستہ کا
کہ مد خیال ہے کہ یہہ عقیدہ باعث زوال ہے کیونکہ شق عصا جماعۃ اہل اسلام ہے بحز دعاء اللہم اہدنا فیمن ہدیت
کے چارہ نہیں واللہ الہادی قسطاس چہاردہم تمہ اتہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
الآیہ اگر یہ کہا جاوے کہ نذیر سے مراد ہادی اور واعظ اور مذکر ہے تو یہہ قول غلط ہے اس لیے کہ
بموجب مشیت الہی جلشانہ وجود واعظ اور مذکر اور ہادی جو نذیر غیر حقیقی ہے ہر قریہ میں موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ سلب مشیتہ لنسبت نذیر حقیقی مراد ہے جو عبارت سے نبی ہے اور اگر یہ کہا جاوے
کہ در صورت مراد لفظ نذیر سے نذیر حقیقی اور پہر عدم بعثتہ اوس کے ہر قریہ میں لازم آتا ہے کہ بعض قریہ
میں نذیر حقیقی ہو بموجب نقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہے اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ سلب کلی مذکور سے مفہوم ایجاب جزئی تو ضرور ہے لیکن وجود مصداق اوسکا ضرور نہیں فافہم طرح سے کہ در
نقیض ایجاب کلی ہے نہ ایجاب جزئی الا انسے ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں مذکر اور واعظ ہوا اور بعض میں نہو پس یہہ
اعتراض مسلم نہیں فاحفظ۔ اور وارد حدیث شریف ہے لا یبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام
بعز عزیز وذل ذلیل پس قریہ کیا ملکہ ہر ایک بیت خانہ قایم از قسم عقار شہریان وقری اور امصار خانہ
بدوان از قسم خیمہ ہای لشکریان و مسافران با دیہ نشینان و اہل گذران بر درختان و زیر اکنان ما نند
بدویان عرب وغیرہ نذیر غیر حقیقی یعنی واعظ اور مذکر سے خالی نہیں رہا جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ غیر
مشترکہ ہے اور سایر طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت و بغیر مساہمت شامل و اصل ہے اور ایسی ہی
طرح علی العموم والشمول بلا تخصص اشخاص و بقاع و بلاد سامعین و واعظین اور مذکرین نایب او وارث

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی آیت کی یہہ ہی درست ہیں کہ جو اہل السنن نے سمجھی کہ
مفعول بہ دو فعل محذوف ہی تقدیر عبارت یہہ ہی کہ لا نرث ولا نورث شیئا من الاموال الدنیا
وبیۃ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والازار والقمیص والاداوۃ وغیرہا من الحوائج الضروریۃ
فہو صدقۃ اگرچہ ما موصولہ ہی مگر بتبادر معنی مرصدقۃ خبر ہی التنبہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو باعث
ہی کمال رتبہ کو جو تجرد محض ہے اور بدرجہ کمال دلالت رکہتا ہی بی تعلقی پر کہ ان اعلی امور میں بھی
واسطہ ورثہ کی خیال نفرمایا کمال التوکل کو کل علی اللہ سپرد کیا وہ خاصہ ظاہر ہو گیا پس مجوزین جو اتمہ ستہ کا
کد خیال ہی کہ یہہ عقیدہ باعث زوال ہی کیونکر شق عصا جماعت اہل اسلام سی بجز دعا اللہم اہدنا فیمن ہدیت
کے چارہ نہیں واللہ الہادی **قسطاس چہاردہم** تتمہ اتہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
الآیۃ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیر سی مراد ہادی اور واعظ اور مذکر ہی تو یہہ قول غلط ہی اس لئے کہ
بموجب مشیت الہی جل شانہ وجود واعظ اور مذکر اور ہادی جو نذیر غیر حقیقی ہی ہر قریہ میں موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ سلب مشیئۃ نسبت نذیر حقیقی مراد ہی جو عبارت ہی نبی سی اور اگر یہ کہا جاوی
کہ در صورتیکہ مراد لفظ نذیر سی نذیر حقیقی اور پہر عدم بعثۃ اوسکی ہر قریہ میں لازم آتا ہی کہ بعض قریہ
میں نذیر حقیقی ہو بموجب نقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہی اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ سلب کلی کا نقیض مفہوم ایجاب جزئی تو ضرور ہی لیکن وجوب صدق اوسکا ضرور نہیں فافہم کہ ظاہر ہی کہ
ظہور ایجاب کلی ہو یا ایجاب جزئی لازم نہیں ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں مذکر اور واعظ ہوا اور بعض میں نہو پس یہہ
اعتراض مسلم نہیں فاحفظ۔ اور وارد حدیث شریف ہی لایبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام
بعز عزیز وذل ذلیل پس قریہ کیا بلکہ ہر ایک بیت خانہ قائم از قسم عقار شہرہا ان وقری اور امصار خانہ
ہووان از قسم خیمہ ہای لشکریان ومسافران بادیہ نشینان واہل گذران بر درختان وزیر اکنان مانند
بدو یان عرب وغیرہ نذیر غیر حقیقی یعنی واعظ اور مذکر سی خالی نہیں رہا جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ غیر
مشترکہ ہی اور سائر طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت وبغیر مساہمت شامل واصل ہے اور ایسی ہی
طرح علی العموم والشمول بلا تخصیص اشخاص وبقاع وبلاد معین وبرد واعظین اور مذکرین نائب اور وارث

محل کہے جو مذکور ہی تھی اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ نے واسطے ہدایت ضروری کے جس سے مطلب نجات حاصل ہو جو اس قول المراد بہا السمع محل میں لفظ عقل کو ہادی تجویز کیا نہ خواتم بست
کو منطبق ہی تھی کہ وجہ جسمانی اور شرکت فی النبوت کی اور سبب اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماعی ہو گیا
انکار اجماع و خلاف اسکا نا روا ہی قابل اور ایک بات اور کہتا ہوں کہ یہ قیاس و اقتباس
نہایت برجا ہی اسکا ماخذ اس قبیل کی آیات ہیں افلا تعقلون سے افلا تذکرون سے و نیز الا من
اتی اللہ بقلب سلیم اور نیز افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ و نیز و ما یذکر الا اولوا الالباب
یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب کفار نے قول خاتم الانبیاء صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل تھی تو واسطے ہدایت
ضروری کی جو موجب نجات ہو چاہا اونکی عقل کے جو عقل جزوی تہی کردیا تا مرتبہ اور ہدایت
عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی ادراک کریں اور حق اور باطل میں امتیاز کریں معلوم ہوا کہ باوجود
عقل کل عقل جزوی بھی کار آمد ہی کہ محض معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق
اولی و اخری کار آمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول دین میں یعنی امر توحید اور معاد میں نہ جزئیات
میں کہ وہ بدون عقل کل جو انبیاء ہیں حاصل نہیں ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
سے درست ہوا اس باب خاص میں قابل کہنے المقام سے قسطاس پانزدہم تتمہ آیۃ و لو شئنا
لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دہو کا نہو اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتھ لفظ نبی کے دلپذیر نہیں ہو لی
تو اب لغو رسنا چاہئی کہ نذارت حقیقی خاصہ لازمہ ہی نبوت کا مانند بشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیۃ شریفہ میں و ما ارسلناک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہاں متعین المراد ہی بشارت اور نذارت حقیقی بدلالت سیاق
کلام جو لفظ ارسلناک سے تعلق القیاس اس آیۃ شریفہ و لو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا کہ
میں دلالت سیاق کلام موجود ہی ساتھ لفظ لبعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت اور بعثت سے
رسالت اور بعثت مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس رسالت اور
بعثت میں فرق ہی ساتھ لفظ کافۃ خطاب کی کہ جائز ہی بعثت غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جواب

کل کے جو مرادی نبی ہی اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام فخر الدین رازی رح نے واسطے ہدایت ضروری کے
کہ جس سے مسلک نجات حاصل ہو جو اصل فوز المراد ہی ایسے محل میں نور عقل کو ہادی تجویز کیا نہ خواتم ست
کو منتخب بھی ہے یہ کیونکہ وجہ بہ قسمت اور شرکت فی النبوت کی اور بسبب اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماعی ہو گیا
انکار اجماع و خلاف اوسکا ناروا ہی قبائل۔ اور ایک بات اور کہتا ہوں کہ یہہ قیاس و اقتباس
نہایت برجا ہی اسکا ماخذ اس قبیل کی آیات ہیں افلا تعقلون۔ افلا تذکرون۔ و نیز الا من
اتی اللہ بقلب سلیم اور نیز افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ و نیز وما یذکر الا اولوا الالباب
یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب کفار نے قول خاتم الانبیاء صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل تھی تو واسطے ہدایت
ضروری کی جو موجب نجات ہو حوالہ انکی عقل کے جو عقل جزوی تھی کردیا تا مرتبہ اور ہدایت
عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی ادراک کریں اور حق اور باطل میں امتیاز کریں معلوم ہوا کہ باوجود
عقل کل عقل جزوی بھی کار آمد ہی کہ ممد معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق
اولی و اخری کار آمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول دین میں یعنی امر توحید اور معاد میں نہ جزئیات
میں کہ وہ بدون عقل کل جو انبیاء ہیں حاصل نہیں ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
سی درست ہوا اس باب خاص میں قبال کنہ المقام۔ فسطاس پانزدہم ثمہ آیۃ ولو شئنا
لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دہوکا ہوا اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتھ لفظ نبی کے دلپذیر نہیں ہو لی
تو اسکو رسنا چاہئے کہ نذارت حقیقی خاصہ لازمہ نبوت کا مانند بشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیۃ شریفہ میں وما ارسلناک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہاں متعین المراد ہی بشارت اور نذارت حقیقی بدلالت سیاق
کلام جو لفظ ارسلناک ہی علی ہذا القیاس اس آیۃ شریفہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا کہ
میں بدلالت سیاق کلام موجود ہی ساتھ لفظ لبعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت اور بعثت سی
رسالت اور بعثت مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس رسالت اور
بعثت میں فرق ہی ساتھ لفظ کافۃ خطاب کی کہ جائز ہی بعثت غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جواب

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم - اور آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً - اور آیۃ ابعث

البعد لتشیر رسولا - اور آیۃ وبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین - یا کنایۃ مثل وبعثنا منہم اثنی

عشر نقیبا - مانند کے بیں بغرض تبرہ صادر ہوا تو معنی اصطلاحی شرعی ہوگا اسی واسطے تفسیر بیضاوی

و تفسیر مدارک التنزیل و خلاصۃ التفاسیر میں تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیۃ کی بلفظ نبی مذکور ہے

اور جس جگہ ایسا نہوگا وہاں معنی لغوی ہوگا یا از قبیل اعلام مثلاً وارد احادیث نبوی صلعم بعث

بعثا ای سریۃ یعنی لشکر جاتا کہ بعد نماز صبح مصلی ہی پر آنحضرت صلعم کا معمول شریف تہا اگر لشکر بہیجنا

کہیں منظور ہوتا تو حکم دیتے اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق میں لفظ بعث النار وارد احادیث شریفہ ہے

یعنی لشکر دوزخ اور مانند آیۃ وابعث فی المدائن حاشرین مراد حاشرین سے ملازم وغیرہ معتمد فرعون

ہیں جمع کرکے لائیں وا ہی ساحروں کو سرگاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ تمہید ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ منیرکہ

ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا میں بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد ہیں لا غیر گو

اسقدر تحقیق ضروری جو زیر دامان اس آیۃ پر کرامت کی فہم قاصر الدرک میں سر دست گذری

ظاہر کی گئی مگر ہنوز سراسر اوج بابا اس کلام معجز النظام کی بحکم لا تشبع منہ العلماء ولا تنقضی عجائبہ

و غرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی رض لانہایت تا قیام قیامت باقی ہیں - یس جاننا چاہیے

کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ پر ہدایت کا یہہ ہے اگر ہم چاہتی البتہ بہیجتی ہر بستی میں نبی تو بہیج سکتی

مگر ہم نے بخاطر تیری ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل وکرم اپنی سے بدون کسی ایسی استحقاق

کی جس سے ہمکو مجبوری ہوئی ہو تیرے سے خالی اور بیابانی سی دور ہی کوئی نبی بہیجا نہ جاتا کہ وہ اسکی

اوسکی بعثت جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدہ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ تیری ہمعصر ہو

باعتبار زمان حیات شریف روز بعثت سے خواہ تیری تابعین ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ

روز بعثت سے تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک سی زمان سی خواہ تیری بعثت

کی تعیت میں وہ نبی ہو کسی طبقہ میں طبقات ارضی سبعہ سے ہو غرضکہ از عرش تا فرش تا جی

صو بحملہ حقیقۃ و فرضاً قطعاً و قاطبۃً بہیجا نہ جاتا بخلاف عیسیٰ کے کہ وہ انبیا جدیدہ سے تہا

ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم ۔ اور آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً ۔ اور آیۃ ابعث
اللہ بشراً رسولا ۔ اور آیۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین ۔ یا کنایۃً مثل وبعثنا منہم اثنی
عشر نقیبا مانند یوشع بن نون وغیرہ صادر ہوا تو معنی اصطلاح شرعی ہوگا اسیواسطے تفسیر بیضاوی
و تفسیر مدارک التنزیل و خلاصۃ التفاسیر میں تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیۃ کی بلفظ نبی مذکور ہے
اور جس جگہ ایسا نہوگا وہاں معنی لغوی ہوگا یا از قبیل اعلام مثلاً وارد احادیث نبوی صلعم بحث
بعثاً ای سریۃ یعنی لشکر جاتا کہ بعد نماز صبح مصلی میں آنحضرت صلعم کا معمول شریف تھا اگر لشکر بھیجنا
کہیں منظور ہوتا تو حکم دیتے اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق میں لفظ ابعث النار وارد احادیث شریف ہے
یعنی لشکر دوزخ اور مانند آیۃ وابعث فی المدائن حاشرین مراد حاشرین سے ملازم وغیرہ معتمد فرعون
ہیں جمع کر کی لانے والے ساحروں کو سرگاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ تمہید ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ متبرکہ
ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا میں بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد ہیں اگرچہ
اسقدر تحقیق ضروری ہے جو زیر دامان اس آیۃ پر کرامت کی فہم قاصر الدرک میں سردست گذری
ظاہر کی گئی مگر ہنوز سربستہ اور چھپایا اس کلام معجز نظام کی بحکم لا یشبع منہ العلماء ولا تنقضی عجائبہ
وغرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی ع لانہایت تا قیام قیامت باقی ہیں ۔ پس جاننا چاہئے
کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ پر ہدایت کا یہ ہے اگر ہم چاہتے البتہ بھیجتے ہر بستی میں نبی تو بھیج سکتے
مگر ہمنے بپاس خاطر تیری ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل و کرم اپنی سے بدون کسی ایسی استحقاق
کی جس سے ہمکو مجبوری ہوئی جو ہمارے جناب عالی اور بے نیازی سے دور ہے کوئی نبی بھیجا نہ چاہا کہ وہ اسکی
اپنی بعثت جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدہ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ تیرے ہمعصر ہو
باعتبار زمان حیات شریف روز بعثت سے خواہ تیری لاحقین ہو باعتبار زمان وفات تشریف ورنہ
روز بعثت سے تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہے خواہ تیری تحت
کی تبعیت میں وہ نبی ہو کسی طبقہ میں طبقات ارضی سبعہ سے ہو غرضکہ از عرش تا فرش کا جو
ہو مجملاً حقیقۃ و فرضاً قطعاً و قاطبۃ بھیجا نہ جاتا بخلاف عیسی کے کہ وہ انبیاء جدیدہ سے تھا

ہی مجاز جسکی شان کلیہ ہی خصوص ایسی موقع بیان قواعد میں موجب للاکثر حکم الکل و نیز الغالب
العام کالمتحقق فی ادارة الاحکام علی حسب القواعد الاصولیہ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ تاویل
ہر دو حدیث مذکور ضرور نہیں بلکہ حدیث الماء من الماء منسوخ ہی اور نیز نسخ حدیث الوضوء مما مست
النار کی ساتھہ حدیث تناول لحم بحثیت اور ماننا نسخ وضوء مس ذکر کی ساتھہ حدیث ہل ہو
الا بضعة کے ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین کا ہی یا قاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی
باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے اور ثقاہت اور ضبط اور عدالت رواة کی تو رفع
عذر یہی کس اول ان سی ہر دو حدیث مذکور کی توجیہہ مذکور میں اختلاف ہی اور قطع نظر اس سے باب
تاویل اور صرف عن الظاہر عند الضرورة مفتوح ہی سلفا و خلفا بالاتفاق پس اب بعد تمہید ہذا الکلام
اور امثلہ قرآنی اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ فصیح عرب وغیرہ امثلہ نحو عربیہ بیان کیجی جاتی
ہیں جو بہ بیان کرنا چاہی اصل حقیقت یہ ہی کہ یہہ فقرہ فیہ نفسی کنفسکم از قبیل قاعدہ مشاکلة
و ازدواج سے ہی جو عبارة ہی ذکر الشیٔ بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبتہ تحقیقا او تقدیرا اسی مانند قول شاعر
کی اطبخوا لی جبة و قمیصا واقع اس شعر مسند رحمہ مختصر معانی وغیرہ کی قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبة و قمیصا یعنی کہا قوم منقادین نے فرمائش کر اور طلب کر تو کسی طعام کو نہ اوسکو
ہم اچھی طرح طیار کرین اور پکایا کریں ہم واسطی تیری پختگی اوسکی کہا میں نے پکاؤ تم واسطی میری
جبہ اور قمیص یعنی سیو تم واسطی میرے جبہ اور قمیص پس تعبیر خیاطت ساتھہ لفظ طبخ کی بسبب
وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن ظاہرہ ظاہر ہوگیا اور مانند
قول تعالی وجزاء سیئة سیئة مثلہا میں کافی تہا لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کہا ہم
من جزاء سیئة مثلہا سی معلوم ہوا کہ تکرار سیئة بسبب مشاکلة ہی علی ہذا القیاس مکروا ومکر
اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جزا دی اللہ تعالی نے یا مراد مکر سی نسبت حضرت حق تعالی کی
ہی کہ ایصال التضرر بحیثیت لا یدری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے تفسیر کبیر کی ہی جاہل
از قبیل صرف الشیٔ الصریح عن ظاہرہ ہی اور مثل اوسکی انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا انتی

ہی مجازاً جسکی شان کلیہ ہی خصوص ایسی موقع بیان قواعد میں بموجب اکثر حکم الکل و تنزیل الغالب
العام کالمتحقق فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیہ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ یہاں پر
ہر دو حدیث مذکور ضرور نہیں بلکہ حدیث الماء من الماء منسوخ ہی ناسخ حدیث الوضوء مما مست
النار کی ساتہہ حدیث تناول لحم مختبزن و رمانا النسخ وضوء مس ذکر کی ساتہہ حدیث ہل ہو
الا بضعۃ منک ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین ہی کا ہی با قاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی
باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے اور ثقاہت اور ضبط اور عدالت رواۃ کی تو رفع
عذر یہی کہ اول ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجیہہ کو میں اختلاف ہی اور قطع نظر اس سے باب
تاویل اور صرف عن الظاہر عند الضرورۃ مفتوح ہی سلفاً و خلفاً بالاتفاق پس اب بعد تمہید ہذا الکلام
اور امثلہ قرآنی اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ فصیح عرب وغیرہ امثلہ بحود عربیہ بیان کئی جاتی
ہیں جو بہ ہسیان کرنا چاہی اصل حقیقت یہی کہ یہہ فقرہ فینسی کنیکم از قبیل قاعدہ مشاکلہ
و ازدواج ہے جو عبارۃ ہی ذکر الشیٔ بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبتہ تحقیقاً او تقدیراً مانند قول شاعر
کی اطبخوا لی جبۃ و قمیصاً واقع اس شعر مسند رحمہ مختصر معانی وغیرہ کی قالوا اقترح شیئاً نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبۃ و قمیصاً یعنی کہا قوم منقادین نے فرمایش کر اور طلب کر تو کسی طعام کو تو ہم اسکو
ہم اچہی طرح طیار کریں اور پکایا کریں ہم واسطی تیری تب کہا اوسکی کہ اپنی لکایا کرو تم واسطی میری
جبہ اور قمیص یعنی سیو تم واسطی میرے جبہ اور قمیص پس تعبیر خیاطت ساتہہ لفظ طبخ کی بسبب
وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن ظاہرہ ظاہر ہو گیا اور مانند
قول تعالی و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا میں کافی تہا لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کلام اللہ
میں و جزاء سیئۃ مثلہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار سیئہ بسبب مشاکلہ ہی علی ہذا القیاس و مکروا و مکر
اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جزا دی اللہ تعالی نے یا مراد مکر سی نسبت حضرت حق تعالی کی
یہی کہ ایصال الشر بحیثیت لا یدری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے تفسیر کی ہی اور جل
از قبیل صرف الشیٔ الصریح عن ظاہرہ ہی اور مثل اوسکی انہم یکیدون کیداً و اکید کیداً ای

اثر مذکور سے ہادی غیر ہی ہیں جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نے توجیہ وجیہ کی ہے اور اوسکی قبول سے
عبارت دافع الوسواس وغیرہ عبارات سابق معہ و تعبیر عاضدہ کو وسواس پیدا ہوا اور صورت
مشاکلت اگرچہ لفظ نبی مشبہ میں مثل خرا ، سیئۃ سیئۃ مثلہا لفظ زاید بطور اقتحام ہے مگر آخر
وجود لفظ تشبیہ مقتضی ہے وجود طرفین او رعایۃ التشبیہ یعنی علاقۃ تشبیہ کو اس فقرہ اثر مذکور فی
کتب میں لیس ان الاشر اور ابھہ کا اسطرح ہے جیسا کہ مثلک لا یبخل میں مقرر ہے یعنی کچھ نظر طرف مشبہ اور علاقہ
تشبیہ اور حرف تشبیہ کی اصلا نہیں ہے سوای مشبہ بہ کی یعنی متکلم مشبہ بہ مخاطب کو کہتا ہے کہ تو
بخیل نہیں جیسا کہ محاورہ اردو میں کچھ جیسا شخص یہ کام کرے اور مشبہ کا خیال بھی نہیں ہوتا
ہے بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ تو یہ کام مت کر علی ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ ہے کہ کوئی
طبقات سترہ میں نہیں ہے خاتم النبیین صلعم کی سوای جو کہ مخصص ہیں ساتھ خاتمیت مطلقہ
کی بلا تفضیل لا غیر علی ہذا القیاس ہے توجیہ متمشی ہے نسبت آدمیت اور نوحیت اور ابراہیمیت
اور عیسائیت کی اور کچھ ضرور نہیں کہ مصدق انکا اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکۃ
سوای مشابہ وصف محمدیت محیثیت مذکورہ یعنی نبوت اصلی کہ نبوت ہر شی کا اپنی اپنی
خصائص اور لوازم کی ساتھ ہوتا ہے نفس تشبیہ کو اسمیں کچھ دخل نہیں جیسا کہ نبوت حضرت لوط
علیہما حضرت ابراہیم علیہما السلام ثابت ہوئی اور کسی کی نبوت عہد خاتمیت میں ثابت ہوئی
بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث العلمیۃ ہوں اور وصف خاتمیت
سے تو کچھ لگاؤ ہی نہیں کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور میں اثر بھی نہیں اور شرکت علمی اوراسمی سے خاتمیت کو
کچھ ضرر ہی نہیں فافہم بالفہم الاتم اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سے نہیں
بلکہ از باب تشبیہ ہے بوجہ الفاظ تشبیہ کے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ منشا اس اعتراض کا ملفوظ ہونا
لفظ تشبیہ کا ہے فقرات مذکورہ میں مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یہ امر قریب واضح ہو چکا کہ
بطور اقتحام واسطے تحسین کلام لفظ زاید ہے مانند کاف قول اللہ لیس کمثلہ شی وھو السمیع العلیم کے
اور استعمال تشبیہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں مانند زید اسد و فلان خاتم

اثر مذکور سے ہادی مخبر ہے جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نے توجیہہ وجیہہ کی ہے اور اسکے قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ عبارات میں معہ وتبعہ وعاضدہ کو وسواس پیدا ہوا اور درصورت مشاکلت اگرچہ لفظ نبی مشبہہ مستکمل جزء آیہ سیئۃ سیئۃ مثلہا لفظ زاید لطور اقحام ہے مگر آخر وجود لفظ تشبیہ مقتضی ہے وجود طرفین اور رعایۃ التشبیہ یعنی علاقہ تشبیہ کو اس فقرہ اثر مذکور میں کیونکہیں لیس الراس ہمہ کا سطرح ہے جیسا کہ مثلک لا یبخل میں مقرر ہے یعنی کچھہ نظر طرف مشبہہ اور علاقہ تشبیہ اور حرف تشبیہ کی اصلا نہیں ہے سوا ہے مشبہہ کی یعنی متکلم مشبہہ یعنی مخاطب کو کہتا ہے کہ تو بخیل نہیں جیسا کہ محاورہ اردو میں کچھہ جیسا شخص یہہ کام کرے او رمشبہہ کا خیال بھی نہیں ہوتا ہے بلکہ مراد یہہ ہوتی ہے کہ تو یہہ کام مت کر علی ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہہ ہے کہ کوئی طبقات ستہ میں نہیں ہے خاتم النبیین صلعم کی سوا ہے جو کہ مخصص میں ساتھہ خاتمیت مطلقہ کی بلا تفصیل لاحق علی ہذا القیاس بھی توجیہہ متمشی ہے نسبت آدمیت اور نوحیتہ اور ابراہیمیتہ او رعیسائیتہ کی اور کچھہ ضرور نہیں کہ مصدق انکا اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکتہ سواے مشابہہ وصف محمدیتہ محکیتہ محکیتہ مذکورہ یعنی نبوت اسلئے کہ ثبوت ہر شئی کا اپنے اپنے خصائص اور لوازم کی ساتھہ ہوتا ہے نفس تشبیہہ کو اسمیں کچھہ دخل نہیں جیسا نکہ نبوت حضرت لوط عہد حضرت ابراہیم میں علیہما السلام ثابت ہوئی اور کسی کی نبوت عہد خاتمیتہ میں ثابت نہوئی بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث العلمیتہ ہوں اور وصف خاتمیتہ سے تو کچھہ لگاؤ ہی نہیں کہ اس لفظ کا تواتر مذکورہ میں اثر بھی نہیں اور شرکت علمی اعلامی سے خاتمیتہ کو کچھہ ضرر ہی نہیں فافہم بالفہم الاتم اور اگر کہا جاوے کہ یہہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سے نہیں بلکہ از باب تشبیہہ ہے تو جب الفاظ تشبیہہ کے تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ منشا اس اعتراض کا ملفوظ ہونا لفظ تشبیہہ کا ہے فقرات مذکورہ میں مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یہہ امر قریب واضح ہو چکا کہ بطور اقحام واسطے تحسین کلام لفظ زاید ہے مانند کاف قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی وھو السمیع العلیم کے اور استعمال تشبیہہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں مانند زید اسد و فلان حاتم

ہمراہ علم کی گویا کہ وہ کہتا ہی اگر نبی سی مراد مطلق نبی ہی احادیث دوسری مین بھی نہ آل واحدی
اور تعبیر بلد یزید کو رہین جو کسی روایت مین ساتھ لفظ محمد کہم اور آدم کادم کہم جو واقع ہی تو اقتصار کرا سی
محید لتشارک فی صفتی مصوری انکو کے علاوہ سرین ہی لیس یا اثر مذکور بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تاکہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیۃ خاتمیہ اور آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الایۃ
کی جیسا کہ قسطاس مین گذر چکا ہی فافہم ولا تتوہم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہین دربارہ اثبات معانی اور مطالب کی تو پھر اثبات مطلب خاتمیہ خواتم ستہ اثر مذکور
کو کیا مانع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اسمین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سی اثبات مطلب کو نوبت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس ثبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت و قسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
بسبب مخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سراپا تمام قسطاس کا یہی مطلب ہی اور
یہہ امر علی حسب المقام والقراین معلوم ہو سکتا ہی فقط واللہ اعلم اور علی ہذا القیاس قولہ تعالی فتبارک
اللہ احسن الخالقین مجاز ہی احسن المصورین سی چنانچہ دربارہ وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی احیوا ما خلقتم ای ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاوی گی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن تصویر سازی بلحاظ جان اندازی غیر مصور سی ہوا ہی صرف خدا کی اور کیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین کو یا در پردہ دعوی خدائی
کا و انتہا اور شرایع سابقہ کو اجازۃ بھی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی اس واہمہ کی لوث
سی تطہیر و تقدیس فرمائی گئی کہ اجازت نہوئی علی ہذا القیاس اولم ییئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ
لہدی الناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا ہی بعلاقہ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس اور ناامیدی وسقوط ہوئی ہی
جبھی فقط علم ہوتا ہی نامرادی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اور اسماء انبیاء کی اثر مذکور مین
علی اختلاف الروایات مجازا صریح بطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فیمابین

ہمراہ تکلم کی گویا کہ وہ کہتا ہی کہ نبی سی مراد مطلق نبی ہی با تحدیثیا دوسری مین بہی نہ آل واحدی
اور تعبیر بذریہ مذکورین جو کسی روایت مین سا تہہ لفظ محمد کے کہ آم اور آدم کا حکم جو واقع ہی تو تشارک اسمی
حید تشارک صفی صوری کو حکے علاوہ بر این ہی لیس اثر مذکور بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تا کہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیۃ خاتمیہ اور آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الایۃ
کی جیسا کہ قسطاسون مین مذکور ہی فافہم ولا تتوہم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہین دربارہ اثبات معانی اور مطالب کی تو پہر اثبات مطلب خاتمیہ خواتم ستہ اثر مذکور
کو کیا مانع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اسمین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سی اثبات مطلب کو نوبت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس ثبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت و قسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
بنسبت مخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سرا پا تمامہ قسطاطیس کا یہی مطلب ہی اور
یہہ امر علی حسب المقام والقراین معلوم ہوسکتا ہی فقط واللہ علیم اور علی ہذا القیاس قولہ تعم فتبارک
اللہ احسن الخالقین مجاز ہی احسن المصورین سی چنانچہ دربارہ وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی احیوا ما خلقتم ای ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاویگی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن تصویر سازی بلا روح جان اندازی غیر مصور سی سوای صرف ادعا کی اور کیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین کو یا در پردہ دعوی خدائی
کا وہم تہا اور شرایع سابقہ کو اجازۃ بہی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی اس واہمہ کی لوث
سی تطہیر و تقدیس فرمائی گئی کہ اجازت نہوئی علی ہذا القیاس - اولم ییئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ
لہدی الناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا سی بعلاقہ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس اور نا امیدی وستوقت ہوتی ہی
جبکہ وقت علم ہوتا ہی نامرادی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اواسماء انبیاء کی اثر مذکور مین
علی اختلاف الروایات مجازا صریح بطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فیمابین

وہم لا یشعرون کی دفع کر دیا کہ وہی ظالم ہونگی اونکو تمہاری اس مورچہ کی خبر نہیں کیونکہ ظالم عمداً ہوتا ہی
اور وہ غافل ہیں تم اپنی اپنی بلو نمیں گھس جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک صنف مخلوق
کی فہم کرتی تہی کہ یہہ اونکا معجزہ تہا سنکر متنبہ ہوی اور واسطی اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام مورچہ مذکور
سی نکال لیا کہ خیر خواہی رعایا کی ذمہ سردار کی لازم ہی سخن متاعی نیک از ہر دوکان کس باشد
پس یہہ حسب اس قاعدہ تکمیل و احتراس کے جو جز است اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان سی
تقدیر عبارت فیہ نبی کنبیکم اور فی کل ارض نبی کنبیکم اور فیہ محمد کمحمدکم ہی فیہ ہادو نذیر کنذیرکم
وغیرہ الفاظ جو اردہ اس اثر مذکور کی ہوا سطی کہ ہرگاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبد اللہ بن عباس رض
سی صادر ہوی نظر بکمال مبالغہ وصف اُن نذیروں اور ہادیوں طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی اور کلام ہی تمام ہوگئی تو خیال واہمہ نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت و قسمت ہی تو آپ نی جو از اوسکی تکمیل اور احتراس اور
حفاظت کی اور تلافی کلام مذکور بد بنظور رکی کہ یہ لفظ فرمایا کنبیکم یعنی انبیاء مثل نبی مذکور جو صادر
ہوا تہا کہی اور اصل مطلب بھی توضیح کی کہ وہ نبی نہیں ہیں مگر مانند نبی تمہاری کی ہیں
وصف ہدایت میں اور قدم بقدم ہیں اونکی علی القیاس اور انبیاء مذکور بذکور کی پس مطلب مانند اس حدیث
کے ہوگیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور نیز اس حدیث کی من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی
خلف نبی جو نشان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت میں فافہم
اور حال قاعدہ تغلیب مذکور یہہ ہی اعطاء الشیء حکم غیرہ یا ترجیح احد المغلوبین علی الآخر اجراء المختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالیٰ و کانت من القانتین جو عبارت من القانتات تہا معدود ہوی
عورت جماعت مردوں میں سی تغلیباً یعنی واسطی غلبہ دینی کی مردونکو اوپر عورتونکی شرافتاً
اور نیز بوجہ قوت و قدرت مردونکی اوپر عورتونکی بردہ ہی عبادت و عقل و علم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء اور بحکم حدیث شریف کانت رجلیت الرای جو بین حضرت عائشہ صدیقہ رض
یعنی اتہیں مردانہ رای تغلیباً اور یا تبدیل انتم قوم تجہلون جو عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

وہم لا یشعرون کے دفع کر دیا کہ وہی ظالم ہونگی اونکو تمہاری ای مو چہ خبر نہین کیونکہ ظالم عمداً ہوتا ہی
اور وہ غافل ہین بلکہ اپنی اپنی بلاو بخبر گیس جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک صنف مخلوق
کی فہم کرتی اتی کہ یہ اونکا معجزہ تہا کر متنبہہ ہوی اور واسطی اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام موجہ مذکور
سی نکال لیا کہ خیرخواہی رعایا کی ذمہ پر سردار کی لازم ہی ع مساعی نیک از ہر دو کان کن باشد
پس یہ حسب اس قاعدہ تکمیل و احتراس کے جو چراست او تکمیس کرتا ہی کلام کی نقصان سی
تقدیر عبارت فقہی فیہ نبی کنبیکم اور فی کل ارض نبی کنبیکم اور فیہ محمد مثلکم ہی فیہ نادو نذیر کنبیکم
و بغیرہ الفاظ اور وہ اس اثر مذکور کی اسواسطی کہ ہر گاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبداللہ بن عباس رض
سی صادر ہوئی نظر بکمال مبالغہ وصف ان نذیرون اور نادیون طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی اور کلام بھی تمام ہو گئی تو خیال واسمہ نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت و قسمت ہی تو آپ نی مجوزاً اوسکی تکمیل اور احتراس اور
حفاظت کی اور تلافی کلام مذکور بدینطور کی کہ یہ لفظ فرمایا کنبیکم یعنی نبیئی مذکور جو صادر
ہوا تمہارکی اور اصل مطلب بہی توضیح کی کہ وہ نبی نہین ہین مگر مانند نبی تمہاری کی ہین
وصف ہدایت مین اور قدم بقدم ہین اونکی علی ہذا القیاس او انبیاء مذکور کی پس مطلب مانند اس حدیث
کے ہو گیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور نیز اس حدیث کی من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی
خلف نبی جو شان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت مین فافہم
اور حال قاعدہ تغلیب مذکور یہ ہی اعطاء الشئ حکم غیرہ یا ترجیح احد المغلوبین علی الآخر اجراء المختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالی و کانت من القانتین حق عبارت من القانتات تہا معدود ہوئی
عورت جماعت مردون مین سی تغلیباً یعنی واسطی ترجیح دینی کی مردونکو اوپر عورتونکی شرافتاً
اور نیز بوجہ قوت و قدرت مردونکی اوپر عورتونکی بروی عبادت و عقل و علم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء اور بحکم حدیث شریف کانت رجلیت الرای حق مین حضرت عائشہ صدیقہ رض
یعنی اتہین مردانہ رای تغلیباً اور ماتدبل انتم قوم تجہلون حق عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

ملوح اقبح ہی اور کلام میں ملک علام میں مانند لفظ بئر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی **قولہ تعالیٰ**
و بئر معطلۃ و قصر مشید اور آبار سلجہ منتہر کہ کتب احادیث میں مانند بئر بقاعہ و بئر بضاعہ و بئر
جمل اور بئر حا اور بئر اریس اور بئر رومہ قولہ صلعم من یشتری بئر رومۃ فلہ الجنۃ اور لفظ بئر حا اگر
بنا بر ترکیب علم ہی تو بفتح باء موحدہ اور اگر بکسر باء موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ بئر طرف حاء کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر کلام و کاوش اور اصرار لجد اصدار اسقدر دلایل
جلائل کو اہل ہوش ان بیکار ہی آمیزہ اختیار ہی نزار لکار روپیکار و تکرار خاطر آزار سے قرار
ہی پہر آدمی لاچار ہی فقط قسطاس نشانز دہم اور جاننا چاہیئے کہ اکثر روایات عمر و نیز حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض باوجود مرفوع حقیقی کے نہ ماننا اس اثر کی کہ جسکو
بہتر خرابی و دشواری بکمال زور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرتی ہیں
متروک العمل ہیں اور حالانکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہیں اور از قسم نفس اعمال ہیں نہ از قسم فضایل
اعمال ہیں اور نہ از قسم عقاید بتفاصیل حشریہ کہ جسمیں ادنی درجہ کی روایۃ از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ بہی معتبر ہیں بخلاف نفس اعمال خصوص فرایض نماز کہ اوسمیں قوی روایتہ درکار ہی
اور کتاب معتبر بخلاف اثر مذکور کی جو کہ منشا ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیہ متکفل ہیں اور بالاتر سبہ ہیں ہیں نفس اعمال فرضیہ سی ہی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر با اخبار مشہورات ہی اس سی قاصر ہی اور دستاویز
مثلاً حدیث عبد اللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داؤد وغیرہ صحاح ستہ میں سی درباب جمع بین الصلوتین
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جسکی علت بگمان مالک راوی خوف مطر ہی حالت حضر میں مدینہ
منورہ میں اور نیز اور روایت سنن ابی داؤد میں حدیث عبد اللہ بن عباس رض ہی یعنی سی اور سیر
تعامل سلفاً خلفاً فقہا و محدثین ہی متروک العمل ہی اور تثویب القیاس حی علی خیر العمل در باب اذان مانند کلمۃ الصلوۃ
خیر من النوم کہ کتب معتبرہ مثبت ہی اور بالکل اہل السنۃ میں متروک العمل ہی اور اسپر اجماع ہوگیا حالانکہ یہ اسمیں دو ضرب عقاید
اسلام سی نہ تھی بخلاف اوس معنی مذکور کی جو مفہوم مشتمل خاتم ستہ ہی کہ خلاف نصوص

مین جو اقع ہی اور کلام ملک علام مین مانند لفظ بئر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی **قولہ تعالیٰ**
وبئر معطلۃ وقصر مشید اور آبار سلجہ متبرکہ کتب احادیث مین مانند بئر بضاعہ و بئر بصہ و بئر
جمل اور بئر حا اور بئر اریس اور بئر رومہ قولہ صلعم من یشتری بئر رومۃ فلہ الجنۃ اور لفظ بئر حا اگر
انظار مرکب علمی ہی تو بفتح با موحدہ اور اگر بکسر با موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ بئر طرف حا کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر کد و کاوش اور اصرار بعد اصدار اسقدر دلائل
جلائل کے اہل شواہد سے کیا ہی آمیزہ اختیار ہی نزاع کا روپیکار و تکرار خاطر آزار سے قرار
ہی پہر آدمی لاچار ہی فقط قسطاس ثنا نزد ہم اور جاننا چاہئی کہ اکثر روایات موقوفہ حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض باوجود مرفوع حقیقی کے نہ ماننا اسکی کہ جسکو
بہتر خرابی و دشواری بکمال نور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرتی ہین
متروک العمل ہین اور حالانکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہین اور از قسم نفس اعمال ہین نہ از قسم فضائل
اعمال ہین اور نہ از قسم عقاید تفاصیل حشر یہ کہ جسمین اولی درجہ کی روایۃ از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ بہی معتبر ہین بخلاف نفس اعمال خصوص فرائض نماز کہ اوسمین قوی روایتہ درکار ہی
اور کتاب معتبر بخلاف ان مذکور کی جو کہ منشا ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیہ متکفل ہین اور بالاتر تبہ ہین نفس اعمال فرضیہ سی ہی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر بالاجماع اخبار مشہورات بہی اس سی قاصر ہی اور دست بدار
مثلاً حدیث عبد اللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داود وغیرہ صحاح ستہ مین سی درباب جمع بین الصلوتین
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا جسکی علت بگمان مالک راوی خوف مطر ہی حالت حضر مین مدینہ
منورہ مین اور نیز اور ابواب سنن ابی داود مین حدیث عبد اللہ بن عباس رض بہی ایسی ہی ہے اور جمیع
تعامل سلفاً خلفاً فقہا و محدثین ہی ہے متروک العمل ہے اور تنقیح القیاس جلد ہشتم علی خیر العمل دیکہا اور اذان مین کلمہ الصلوۃ
خیر من النوم کہ کتب صحیحہ مین ثابت ہے اور بالکل اہل السنن کے ترک العمل ہی اور اسپر اجماع ہوگیا حالانکہ یہ اسمین دو ضرب عقیدہ
اسلام پر نہ تہی بخلاف اوس معنی مذکور کی جو مفہوم مستمع خم العم ستہ ہی کہ خلاف نصوص

ہی آیۃ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الایۃ واقع اس سورہ احزاب میں کافی انتہی اور معہذا اسلئے اور
صورت رسول صلعم صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور مذکور یعنی اتباع حضرت
عیسیٰ والیاس علیہما السلام کی کہ اوسوقت صاحب شریعت مستقلہ نہونگی اور رسول بمعنی خاتم
النبیین کے یہ کہ نہ آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت کا تو یہ قول خود از قبیل تلخیص دلیل
ہی یا از قسم قول بالموجب ہی اور دعوی اثبات خاتمیت خواتم ستہ مفروضہ کی اسلئی کہ یہ معنی
خاتمیت کی اوسپر صادق نہیں آتی اسلئی کہ وہی صاحب ملت نہیں ہیں یعنی تابع شریعت
محمدیہ ہیں جیسا کہ اعتراف اس امر کا جو عبارت دافع الوسواس نے کیا ہی بتصریح بعض قسطاس میں
مذکور ہو چکا اور یہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جسکی خواتم ستہ تابع ہیں وہ ان ہی کی ملت ہی ایسا
مقام میں فضول ہی کیونکہ ظاہر ہی تعاریف اور حدود اور اقوال شارحہ حدیہ میں ایسی قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہیں والا نظر بادی النظر البتہ تو ادنی امتی بھی مجازاً اپنی طرف
نسبت کرسکتا ہی کہ ہم صاحب ملت ہیں جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود و نصاری
کی اطلاق شرعی ہی قرآن شریف میں جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
تعریف خاتم حقیقی کی ہی نہ کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بلا دلیل ہی والا علین مقصود ہی اسواسطی
کہ یہہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی ورنہ نبی ناسخ اوسکی ملت
کا آسکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی ہی مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ سرکو حقیقۃً و اضافۃً
حالاً و مالاً مسلمات شرعیہ سی ہی پس یہ امر باطل ہے پس درحقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملتہ
حقیقیہ کی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطی کہ اضافہ ایک امر
اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی بنظر
غور امر خارجی ہی پس خاتم اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی بنسبت خاتم تہا ویسا ہی ملتوں منسوخ
الشریعۃ الحقیقیۃ المطلقۃ والخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ نا کل ذخیرہ خاتم اضافی

ہی آیتہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الآیہ واقع اسی سورۂ احزاب مین کافی ہی اور معہذا اسلئے اور
صورت ہی رسول صلعم صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور بیٹا کی ہونگی یعنی مانند حضرت
عیسی و الیاس علیہما السلام کی کہ اوسوقت صاحب شریعت مستقلہ نہونگی اور رسول صلعم جو خاتم
النبیین ہی یہ کہنا آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت کا تو یہ قول جو از قبیل تکلف و بیجا
ہی ع از قسم قول بالموجب ہی اور دعوی اثبات خاتمیۃ خواتم ستہ مفروضہ کی اسلئے کہ یہ معنی
خاتمیت کی اوسپر صادق نہین آتی اسلئے کہ وہ صاحب ملت نہین ہین یعنی تابع شریعت
محمدیہ نہین جیسا کہ اعتراف اس امر کا جو عبارت واقع اوس رسالہ کی کیا ہی تقریر بعض قسطاس مین
مذکور ہو چکا اور یہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جسکی خواتم ستہ تابع ہین وہ ان ہی کی ملت ہی ایسی
مقام مین فضول ہی کیونکہ ظاہر ہی تعاریف اور حدود اور اقوال شارحہ حدیہ مین ایسا قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہین و الا نظر بادی کی البتہ تو ادنی امتی بھی مجازاً اپنی طرف
نسبت کر سکتا ہی کہ ہم صاحب ملت ہین جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود و نصاری
کی اطلاق شرعی ہی قرآن شریف مین جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
تو لفظ خاتم حقیقی کی ہی نہ کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بے دلیل ہی و الا عین مقصود ہی اسواسطی
کہ یہہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی ورنہ نبی ناسخ اوسکی ملت
کا آسکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی سہی مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ ہر گونہ حقیقۃً و اضافۃً
حالاً و مآلاً مسلمات شرعیہ سی ہی پس یہ امر باطل ہے پس در حقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
حقیقیہ کی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطی کہ اضافہ ایک امر
اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی نہ بنظر
غور امر خارجی ہی پس خاتم اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی بنسبت خاتم تھا ویسا ہی ملتوح
الشریعت الحقیقیۃ المطلقۃ و الخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ کل فی ضمنہ خاتم اضافی

آتا ہی اور خلاف اسکی تفسیر تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر متعلق بالقول ہے اور لزوم استحالہ کثرت
فی النبوت ہو کہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور بر ارادہ اس کے دامن خاتمیت کی واجب
الاذعان ومفترض الایمان والایقان ہی تو بہر صورت اس عقیدہ کی سویدا جان ہی اور مین
کہتا ہوں یعنی لانبی بعد انہ لانبی بعدی لعثنی سوا رکان زمان الحیات اور زمان الوفات
لانہما زمان واحد لعدم نسخ تلک النبوۃ اور علی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان بعثت حضرت
نبی آخر الزمان صلعم بوجہہ مذکور مستحیل ہے فاسلو فی التقریر الازمنۃ الثلث فافہم
قسطاس بستم جانا چاہئی کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوسواس وراقع صفحہ بارہ مین
کے کہ درصورت قبلیت وجود آواخر سلاسل تحتانیہ بنسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعوی ہے تو یہ دعوی خاتمیت اونکی ہے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
ہی تا مثل انبیاء گذشتہ کی بشرط نبوت وجود اونکی کے تو کچھ کلام نہین کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گذر چکی ہین خواہ مستقل الشریعۃ ہوں یا تابع شریعت دوسرے کی ہوں انبیاء
سابقین مین سے الا بشرط تابعیۃ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ استحالہ قساطیس
سابقہ مین گذری موجود ہین خصوص خاتمیت جو وابستہ بسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور مجمع علیہا ہے وہ وا
اونکی کہا فافہم واحفظ ـ جاننا چاہئے کہ مراد شرط تابعیۃ شریعت محمدیہ سی درباره شرکت
مذکورہ قساطیس باعتبار حیثیت العمل ہی پوری شریعت ورنہ اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
شرائع مین ہوتا ہی کہ وہ باعث افتراق اور استقلال نہین ہے مراد من حیث العقیدہ ورنہ من حیث
العقیدہ مین تو کچھ کلام ہی نہین جیسا کہ قول امام فخر رحمہ مندرجہ تفسیر حسینی تحت آیۃ وان من شیعتہ لابرہیم شاہد
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب از امام فخر رحمہ نقل میکنند کہ ضمیر عائد بحضرت رسالت کنایہ غیر مذکور و
ابرہیم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بود اما بمعنی متابع اوست زیرا کہ چون پیروان لفضل وی معترف گشتہ
ودین او را ستودہ ولیری او دعا کردہ کہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الایۃ ۔ پیش از تو آمدند بسی انبیاء ولو
گر آخر آمدی تو ہمہ را پیشوا تو ئی ہم خوان خلیل ہست تمکلان جو ان تو ہم گر آخر آمدی ہمہ را پیشوا تو ئی بسیر

آتا ہی اور خلاف اسکی تفسیر تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر متعلق بالقول ہے اور لزوم استحالہ کست
فی النبوت ہوکہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور درباره اسکے دامن خاتمیتہ کی واجب
الاذعان ومفترض الایمان والایقان ہی تو بہر صورت اس عقیدہ کی ہو ندجان ہی اور مین
کہتا ہون معنی لانبی بعدہ انہ لانبی بعدی یعنی سوا ارکان زمان الحیات اور زمان الوفات
لانہما زمان واحد لعدم نسخ تلک النبوۃ او زعلی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان بعثتہ حضرت
نبی آخرالزمان صلعم بوجہہ مذکور مستحیل ہے فاسلو فی التقریر الا زمنۃ الثلاث فافہم

قسطاس سیزدہم جاننا چاہئے کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوساوس واقع صفحہ بارہ ین
کے کہ درصورت قبلیت وجود آواخر سلاسل تحتانیہ بنسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعوی ہے تو بیشتر دعوی خاتمیتہ اونکی کے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
ہین تا بشرا انبیاء گذشتہ کی بشرط نبوت وجود اونکی کے تو کچھ کلام نہین کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گذری ہی ہین خواہ مستقل التشریعیہ ہوی یا تابع شریعت دوسرے کی ہوی انبیاء
سابقین مین سے الا بشرط تابعیتہ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ استحالہ قساطیس
سابقہ مین گذری موجود ہین خصوص خاتمیتہ جو وابستہ بسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور تجمع علیہا ہے وہ وا
اونکی کہا فافہم واحفظ۔ جاننا چاہئے کہ مراد شرط تابعیتہ شریعت محمدیہ سی درباره شرکت
مذکورہ قساطیس تابعیتہ من حیث العمل ہی پوری شریعت کی ورنہ اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
شرائع مین ہوتا ہی کہ وہ باعث الفوائد اور استقلال نہین ہے مراد من حیث العقیدہ ہے ورنہ من حیث
العقیدہ مین تو کچھ کلام ہی نہین جیسا کہ قول امام موفق رح مندرجہ تفسیر حسینی تحت آیتہ وان من شیعتہ لابرہیم بلہ
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب از امام رفیع رح نقل میکنند کہ ضمیر عائد بحضرت رسالت صلعم کنایہ غیر مذکور د
ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بود اما بمعنی متابع اوست زیراکہ چون ہمہ وان بفضل وے معترف گشتہ
ودین او را ستودہ و برای وی دعا کردہ کہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الآیۃ پس پیش از تو آمد بسی انبیاء ولو
گر آخر آمدی ہمہ را پیشوا تو ئی ہمہ خوان خلیل ہست نمکدان جن ان تو گر آخر آمدی ہمہ را پیشوا تو ئی ہا لبیر

استقلال شریعت کی ورنہ تابع ہوتی اس شریعت کی قبل نزول اسکی جو کچھ استحالات قساطیس مین مذکور
ہین بدہ موجود ہین پس جاننا چاہیئے کہ حسب حالت مین خاتمیت علی الاطلاق واسطے آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس بلا وسواس ثابت کر چکی ہوا اور اثر مذکور مین بھی اثر خاتمیت
اضافیہ کا بھی ظاہر نہیں ہوتا ثبوت خاتمیت اضافیہ کی جو باعث ہی ایسی استحالات شدیدہ مذکورہ
کا ہر چند یہ بنا رائی ہی اپنی کہ معنی اطلاق خاتم کا کیا یعنی ایسی اثر وسواس اور کیا تعبیر کیا جاوی
ایسی معلوم ہوا کہ یہ اتفاقی خطاب خاتم ایجادی ہی نہ شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اسکے صنعو
تعبیر ہوین دافع الوسواس مین نسبت حضرت حق تعالی و تبارک کی بھی خطاب یعنی عبارت مذکورلے
تعبیر کیا مگر استقرار ظاہر نہ کی کہ بدلالت عقل مستثنی کیا حالانکہ موجب مذہب ہمارے اصح و ارجح
یہی ہی اور متداول ہے اور شیٔ مختص ہے بمعنی ممکن بالمعنی الاخص ہے نہ کہ بالمعنی الاعم کہ تا کہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلمین و حکماء کی یعنی وہ ہر ممکن ہی سے ہر طرف
حاجت ظاہر الی استثناء کی نہیں ہے خصوص اصطلاح متکلمین بر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
ہونے کی لیاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خاتم کی کہ سلف و خلف سے پایا نہیں گیا پس معنی

واللہ علی کل شیٔ قدیر یہ ہی ای علی کل شیٔ من شانہ ان یکون مقدورا اور معنی اللہ خالق کل شیٔ
اور معنی ہو علی کل شیٔ وکیل ای من شانہ ان یکون مخلوقا ومن شانہ ان یکون موکولا الیہ دخل
فی وکالتہ پس بموجب حدیث شریف سنن ابی داود وغیرہ کی نہ لانا علی الاغلوطات ایسی قسم کی مغالطے
دینے کے کلام جس سے اسلام مین شورش واقع ہو اہل اسلام کو زیبا نہیں کچھ اور نظیر سے جا سکتی ہی
غرضیکہ بموجب اس قسم تقریرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت دافع الوسواس منہ صفحہ
نجم مرحوالہ البعض جو یہ ہی کہ قول صورۃ ثالث کی یعنی صورت قبلیہ خاتم کی حضرت خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہیں ہو داخل ہونا افراد النبیین مین منحصر اونکی خاتمیت کی نہیں ہے اسلئے
کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا حسب ہمارے خاتم
ثانی ہوگا تو اونکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہ ہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہوگیا اسواسطے کہ

استقلال شریعت کی ور رائج ہوئی اس شریعت کی قبل نزول اسکی جو کچھ استحالجات قسطاطیس میں مذکور
ہیں وہ موجود ہیں سوچ جانا چاہیے کہ جب حالت میں خاتمیت علی الاطلاق واسطی آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس بلا وسواس ثابت کر چکی ہوا ور اثر مذکورین ایسی خاتمیت
اضافیہ کا بھی اثر نہ ٹھہر سکی ہو ثبوت خاتمیت اضافیہ کی جو باعث ہی ایسی استحالجات شدیدہ مذکورہ
کا ہر نہ بر بنا رائی ہی اپنی کی کہ معنی اطلاق خاتم کا کیا ایسی معنی اثر دسواس اور کیا تعبیر کیا جاوی
ایسی معلوم ہوا کہ یہ الفاظ خطابات خاتم ایجادی ہیں شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اسکے صفحہ
تیسرے میں دافع الوسواس میں نسبت حضرت حق تعالی و تبارک کی ایسی خطابات شئی عبارت مذکور لکھے
نہ ٹھیرا گیا مگر استقرار ٹھہرائی کی کہ بدلالت عقل مستثنی کیا حالانکہ بموجب مذہب ہمارا و اصح و ارجح
یہی ہی اور متداول ہے اور شئی مخصوص ہے بساتھ ممکن بالمعنی الاخص کے نہ کہ بالمعنی الاعم کی تاکہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلمین و حکما کی یعنی وہ سمجھی ہیں سی ہر طرف سے
حاجت ٹھہرائی استثنار کی نہیں ہے خصوص اصطلاح متکلمین بر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
ہے ہوئی کی لیاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خاتم کی کہ سلف و خلف سی پایا نہیں گیا پس معنی

واللہ علی کل شئی قدیر یہ ہی ای علی کل شئی من شانہ ان یکون مقدورا او معنی واللہ خالق کل شئی
او معنی ہو علی کل شئی وکیل ای من شانہ انیکون مخلوقا و من شانہ انیکون موکولا الیہ پس خلل
فی وکالتہ پس بموجب حدیث شریف سنن ابی داود وغیرہ کی نہانا عن الاغلوطات ایسی قسم کی مغالطہ
دہیا کے کلام جس سے اسلام میں تعدیت واقع ہوا اہل اسلام کو زیبا نہیں کچھ او نظیر دینی چاہیے تھی
غرضکہ بموجب اس قسم تقریرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت دافع الوسواس مندرجہ صفحہ
تیرہ مرقوم الا بعض جو یہ ہی کہ قول صورۃ ثالثہ کی یعنی صورت قبایہ خواتم کی خصوصیت خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہیں او داخل ہونا افراد النبیین میں منحصر اونکی خاتمیت کی نہیں واسطی
کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا حسب ہمارے خاتمیت
منافی ہوگا تو اونکی خاتمیت اضافیہ میں کچھ فساد نہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہوگیا اسواسطے کہ

میں تو وہ تطابق سلسلہ نہ ہوگا اور بصورت خلاف اسکی لوکی امر ترتیب کو جو مقتضی ماہیۃ زمانی نہیں ضرور ہوتا
جاننے میں شقوق تمام معلوم ہوا کہ وہ امر جبر نہ مقتضائے ماہیۃ زمانی ہے وہ طبقات ہا زمانیہ جیسے اقسام اجسام و مکانی ہے
جو تقدیم ہے بخلاف زمان جو انقسام میں بھی جو حرکت سے ہی معلوم ہوا کہ ماہیۃ مکانی جس تبدل ماہیۃ زمان میں دخل کلی
ہی اور اسکا قسم رتبہ بھی جہان تک انفصال کا تعلق ہے جو تمام اسکی برخلاف ہی کسی نسبت شرف بتہ بمناسب کلی ہے
بہ نسبت اجسام مکانی کی فی نفسہ اور بالذات اور یہاں شرف و شرافت فی نفسہ اور بالذات کیا بلکہ جو دو منتشر یعنی لطیف
و دبیز وہ ہی بیشمار نوع واحد طبقات اعلی مسلخ ہی بالضرورت لازم آتا ہے نسبت اس طبقہ علیا کی یہی وہ ہی جسے لازم آیا
بہ نسبت طبقات متشتہ زمین کے یعنی خلاف سلسلہ ترتیب زمانی نسبت وہ جو خاتم حقیقی کے ہی اسی جانب میں جو خاتم حقیقی
متقدم ہوا طبقہ کی انبیاء میں جو جہت و اول ترتیب سلسلہ زمانی کے پس خاتمیت حقیقیہ میں بالکل دست بردار ہوگی
بہ نسبت جمیع طبقات زمین کے کیونکہ خاتمیت حقیقی منداخل ہو کر انسا قسمتیں مسلسلتہ ہوگئی اور خاتمیت اضافی بھی
دست بردار ہو گئی بالضرور کیونکہ بلحاظ اعتبار اضافتہ جو حقیقیہ نہا وہ ہی ہا اتم کست سلسلہ حول ہوگیا جو
مشہور ہے کہ خاتم النبیین کے جو نبی آخر الزمان ہے مبدل بہ نبی آخر المکان یا آخر الطبقۃ العلیا ہو جاتی اور جو ہم
کہ نقصان انبیاء آخر الطبقات السفلی یا انبیاء اور آخر الامکنۃ السفلی علی ہذا القیاس جانتے ہیں تمام انبیاء طبقہ زمین علیا
اگر بعد خاتم النبیین صلعم طبقہ مذکور کیا یا کہ جمیع انبیاء جمیع طبقات کا ہی بعد میں خاتم النبیین صلعم آویں تو
اب کہ ہمہ ایسے پیدا نہیں جس حالت میں ترتیب زمانی کا دخل نہ ہو اور مقتضائے مکانی کو پیدا ہوا کہ اوسکی
شان میں بھی ترتیب زمانی نہیں اور طرفہ یہ ہی کہ فقط یہ نہیں جو اثر جو اختلاف پیدا ہو گیا وجود منشا ہر واحد
کی جو وہ مکانی ہے کیونکہ بعض کا مجوز وجود خواتم ہی قبل عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کے اور بعض
اوسکا مجوز خواتم بھی بعد عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی تا بوقت [illegible] انکو وجود افراد النبیین
بعد وجود خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم ہے اور پھر وہ بھی بعض اونکا مجوز ہی جو وجود خواتم کو ساتھ معاصر خاتم
خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی یا کہ مضایقہ ہی جب ترتیب کو جو ایک سند سلسلہ ہی ہاں ٹھہرتی وہ ہی
مرعی جنکا تمکنت فی النبوۃ کی ضمن افراد یا قسمت فی النبوۃ فی ضمن افراد یا کی مضمون لگے یہی سمجھا جو ذرا
حقیقتہ یا حکما بجمیعہ شرطا یا بعینہ بعینہ محمدیہ مذکورہ اکثر قسطنطین کی وہ تو سیونہ جان اس عقیدہ کی بھی بہرصورت

یعنی تو وہ لطائف سلسلہ کو ہوگا اور یہ صورت خلاف آپکی کلام کی امر مذکور ترتیب کو جو مقتضا بانتیہ زمانی نہیں ضرور ہوتا
جاننا ہی لیکن یہ قسمت تمام علوم معلوم ہوا کہ وہ امر مذکور مقتضائے ابتیہ زمانی ہے وہ طبقات ہا اذا ہیچ اقسام اجسام و مکانات ہے
جو ترتیب ہیں بخلاف زمان جو از قسم معنی ہے جو جبر کنندہ یعنی معلوم ہوا کہ یا بیتیہ مکانی تبدیل بانتیہ زمانی دخل کلی
ہے اور اوس کا مضمر تمثیل ہی حیال کہ افضریت بھی تثنیہ ہے جو ہم اسکی بخلاف ہے کسی نسبت تشریف بہ سلب کلی ہے
بہ نسبت اجسام مکانی کی فی نفسہ اور بالذات اور یہاں سو ہم مرتبہ کا فی نفسہ اور بالذات کہا بلکہ جو وجود منتشر یعنی کثیر
دیتے ہیں وہ بینی بلکہ نوع واحد طبقات اراضی سکی بالضرور لازم آتا ہے یہ نسبت اس طبقہ علیا کی ابہی وہ جیسی کہ خاتم ابیا
بہ نسبت طبقات مذکورہ کے یعنی خلاف سلسلہ ترتیب زمانی نسبت جو خاتم حقیقی کے یہی جانا زیبا جو خاتم حقیقی
متقدم ہوا طبقہ کی انبیا ہیں جیسے وہاں ترتیب سلسلہ زمانی کے لحاظ خاتمیت حقیقیہ ہے بالکل وسیتہ برابر ہی ہوگی
بہ نسبت جمیع طبقات ارضی کے کیونکہ خاتمیت حقیقی متداخل ہو کر اسیا فقط میں مثلا نبی ہو گئی اور خاتمیت اضافی بھی
وسیتہ برابر ہی ہوگی بالضرور کیونکہ یہ لنسا اعتبار و اضافیہ ہو حقیقیہ تہا وہ بہی ۲ ما شرتمہ سلسلہ حول ہو گیا جو
مثال ہو چکا اور خاتم النبیین کا جو نبی آخر الزمان ہے مثل نبی آخر المکان یا آخر الطبقہ العلیا انکو جانیں اور جو ہم
کہ انبیا آخر الطبقات السفلی یا انبیا اور آخر الانکشتہ السفلی علی ہذا القیاس جانتے نہیں تمام انبیا طبقہ زمین علیا
اگر بعد خاتم النبیین صلعم طبقہ مذکور کیا یا کہ جمیع انبیا جمیع طبقات کا ہی بعد میں خاتم النبیین صلعم آویں تو
اب کچھ بیان نہیں جس حالت میں ترتیب زمانی کا دخل نہ تہا اور مقتضا مکانی کو پیدا ہوا کہ اوسکی
شان سے ترتیب زمانی نہیں اور طرح یہ ہی کہ خاتم نبیین جو ہم جو اختلاف پیدا ہو گیا وجود منشا و خاتم
کی جو وہ مکان ہے کیونکہ تفصیل نکا مجوز وجود خواتم سی قبل عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی اور بعض
اور کا مجوز خواتم ہی بعد عصر خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی تو جو وہ انکو وجود افراد النبیین
بعد وجود خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم مگر اور پیروہ ہی بعض انکا مجوز ہی جو وجود خواتم کو ساتہہ معاصرت
خاتم حقیقی خاتم النبیین صلعم کی ایسی کیا مضائقہ ہی جیسے ترتیب کو جو ایک سند سلسلہ ہے ہی ٹہاتی وہ ہی
نوع خلکہ تمکنت فی النبوۃ کی ضمن افراد یا تمکنت فی النبوۃ فی ضمن افرادہا کی مضمون کی ابہی سمجہا یہ جو ڈرا
حقیقتہ یا حکما بجنسہ تہرتا یا بعینہ تشریعیہ محمدیہ مذکورہ اکثر فساطین کہ وہ تو سیدھا اس عقیدہ کی ہی بہرس صورتہا

لیس لقب خلیفہ قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علیٰ ہذا القیاس واسطے حضرت داود کے یا داود
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علیٰ نفسہ۔ واسرائیل وممن ہدینا واجتبینا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث واخبار وآثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا رسے جو بلانکیر متلقی بالقبول
ہوکر متوارث ہوکر ثابت الاصل بالاجماع ہوگیا ہو سو یہ لقب بھی ہمرد ہرا جاکہ حجت شرعی ہے اس
طرح پر ہے لقب خاتم النبیین تہیں پایا گیا جانا چاہئے کہ جیسے اسماء الٰہی جل شانہ توقیفی ہیں ایسے ہی
اسماء اور القاب انبیاء علیہم السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسماء حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایت ہے جبیر بن مطعم سے انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر اور مقفی بلسان حدیث شریف
واخبار وآثار ثابت ہیں اور اور الفاظ مرادف اونکی داخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم السیاکر
کر یہ تبادر کیا او ہتحاقب او متناوب کیا وقت تلفظ یا تحریر خیال کے خطرہ کسی امر طرف
سوا ہی خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام مخصوصہ کیا بلکہ مخصوصہ سے مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر کیونکہ علم اور کنیت کی واسطے اور وںکی اجازت ہے شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
یہ حقیقتہ نہ اضافتہ نہ حالاً نہ مالاً اور لفظ پیغمبر اور رسول بھی بمعنی قاصد اور ایلچی اور رسیا ایلچی مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والاولیٰ لفظ جوہر کہ جسکا مفہوم قائم بالذات ہی باعتبار مفہوم
کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جل شانہ ہوسکتی ہی مگر شرعاً ناروا ہی اگرچہ
عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہر ہی کہ الفاظ القاب منقول تو ہوتی ہی نہیں نما لیا اور ربا
معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطے القاب شرعیہ کی نقل درکار ہی اذ لا بد لصحۃ الاطلاق من الاذن
الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول چنانچہ گذرا اقتباس نہم ہیں اسواسطے
متکلمین نے اس وجہ کی نفی اطلاق لفظ جوہر کو اوپر ذات حقتعالیٰ کی مولف کیا۔ جانا چاہئے کہ القاب
ناخوش سے حقتعالیٰ جل شانہ نے منع فرمایا۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
یعنی مت پکارو تم ساتھ لقب ناخوش کی برا ہی نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونے کی

پس لقب خلیفہ قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ علی ہذا القیاس واسطے حضرت داود کے یا داود
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ۔ و اسرائیل و ممن ہدینا و اجتبینا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث و اخبار و آثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا رہی ہو بلانکیر سلف سے بالقبول
ہو کر متوارث ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا ہو سو یہ لقب بھی بمرتبہ دوسرا جاکہ حجت شرعی ہی اس
طرح پر یہی لقب خاتم النبیین نہیں پایا گیا جانا چاہئے کہ جیسے اسمار الہی جلشانہ توقیفی ہیں ایسی ہی
اسمار اور القاب انبیار علیہ السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسمار حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایت ہے جبیر بن مطعم سے انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر او مقفی بلسان حدیث شریف
واخبار و آثار ثابت ہیں اور اور الفاظ مرادف اونکی داخل القاب نہونگی اور یہ لقب خاتم النبیا کے
کہ ستیاورکیا او متعاقب او متناوب کیا وقت تلفظ یا تحریر خیال کے خطرہ کسی امر کی طرف
سوا ہی خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام مخصوصہ کیا بلکہ مخصوصہ سے ہی مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر ہیں کیونکہ علم اور کنیت کی واسطے اور ونکی اجازت ہی شرعاً بخلاف لفظ خاتم النبیین کے
نہ حقیقۃً نہ اضافتہً نہ حالاً نہ مآلاً او لفظ پیغمبر اور رسول بھی بمعنی قاصد اور ایلچی او رسیانچی مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والا یوں تو لفظ جوہر کہ جسکا مفہوم قائم بالذات ہی باعتبار مفہوم
کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جلشانہ ہو سکتی ہی مگر شرعاً ناروا ہی اگرچہ
عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہر ہی کہ الفاظ القاب نامعقول تو ہو لی ہی نہیں تماشا اور با
معنی ہو لی ہیں اکثر مگر واسطے القاب شرعیہ کی نقل درکار ہی اذ لا بد لصحۃ الاطلاق من الاذن
الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول چنانچہ گذرا قسطاس نہم میں اسواسطے
متکلمین نے اس جگہ کو یعنی اطلاق لفظ جوہر کو اوپر ذات حقتعالی کی مزلف کیا۔ جاننا چاہئے کہ القاب
ناخوش سے حقتعالی جلشانہ نے منع فرمایا۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
یعنی مت پکارو ایکدوسرے کو ساتھ لقب ناخوش کی برا ہی نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونے کی

کا ہی مانند عتیق کے نامشروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طبیب کی جو مروج ہی او سپر اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طبیب نامشروع ہی بخلاف لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نی حجۃ اللہ البالغہ مین یہ روایت نقل کی ہے فسطاس لسبت دو قسم جانا چاہئے کہ حضرت خاتم النبیین صلعم نی اپنی خصالص مین کسیکو شامل نہین فرمایا اور دو کا ہو کسیکو کر کیون نہین بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سمو باسمی اسواسطی کہ اسمار اور اعلام اسمی مخصوص مین سے نہین ہین سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص مین شرکت نہین ہوئی ہے بلکہ کمال خصائص اوصاف سی تعلق رکہتی ہین نہ اسمار سی حتی کہ ثبوت اسکا قرآن مجید سی ہی اسورہ مریم علیہا السلام مین لم نجعل لہ من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر یحیی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہین گذرا بلکہ بعد مین بہت سوی اور چونکہ کنیت مین فی الجملہ بوی وصف پائی جاتی تہی لہذا ابتدا اسلام مین واسطی رفع ابہام ایہام شرکت وصفی کے امتناع رہا بعد حیاتی بنظر غایر لعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر ہوتا تہا کہ آواز دیتی ہی ساتہہ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوتے تو کہتی کہ آپ کو نہین آواز دی ہی بلکہ اور شخص کو پکارا تہا اجازہ کنیت کی ہی ہوگئی اسلئی کہ بدرجہ اسمار اور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے یعنی محمد ابو القاسم نام رکہنی کے ہوگئی اور جو امر کہ بعد مین ہوتا ہی آکد ہوتا ہی پہر چونکہ اصل وصف آنحضرت صلعم تہا رسول اللہ اور نبی اللہ وہ بہی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص مین اور رسل انبیا علیہم السلام ہی شامل تہی لہذا خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کوسا ئی تہا نصیب ہوئی اور ایۃ شریفۃ خاتمیۃ مین ہی شرکت لفظی اور آیات بینات مشترکات کو جو کہ منشا متشابہ لگتی کا ہوتا ہو گئی یعنی یہ آیۃ خاتمیۃ ہی مکرر ہو گئی جہ جاکہ لقب خاتم النبیین کا

فسطاس لسبت دو قسم

قسطاس مستقیم

کا بھی مانند عتیق کے نامشروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف
ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طبیب کی جو
مروج ہی اوسپر اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طبیب نامشروع ہی بخلاف
لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ نے حجۃ البالغہ مین یہ روایت نقل کی ہے **قسطاس نسبت دو حکم** جاننا چاہئے
کہ حضرت خاتم النبیین صلعم نے اپنی خصائص مین کسکو شامل نہین فرمایا اور دو کا نہو کسیکو
کر کیون نہین بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سموا باسمی اسواسطی کہ اسمار اور اعلام اسمی
مخصوصہ مین سے نہین ہین سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص مین
شرکت نہین ہوئی ہی بلکہ کمال خصائص اوصاف سی تعلق رکھتی ہین نہ اسمار سی حتی کہ ثبوت
اسکا قرآن مجید سی ہی سورہ مریم علیہا السلام مین لم نجعل لہ من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر
یحیی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہین گذرا بلکہ بعد مین بہت ہوی اور چونکہ کنیت مین
فی الجملہ ہوی وصف پائی جاتی تہی لہذا ابتدا اسلام مین واسطی رفع ابہام ایہام شرکت
وصفی کے امتناع رہا بعد حینئذ نی بنظر غایر بعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
ہوتا تہا کہ اوازدیتی ہی ساتہہ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوتے
تو کہتی کہ آپکو نہین آواز دی بلکہ اور شخص کو پکارا تہا اجازۃ کنیت کی بہی ہوگئی اسلئی کہ بدرجہ
اسمار اور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے یعنی محمد ابو القاسم نام رکہنی
کے ہوگئی اور جو امر کہ بعد نبی ہوتا ہی آکد ہوتا ہی پہر چونکہ اصل وصف آنحضرت صلعم تہا رسول اللہ
اور نبی اللہ وہ بہی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص مین اور رسل انبیاء علیہم السلام بہی شامل
تہی لہذا خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کو رسائی نہایت
نصیب نہوئی اور آیۃ شریفہ خاتمیۃ مین بہی شرکت لفظی اور آیات بینات مشترکات کو جو کہ
منشا مشابہہ لگتی کا ہوتا نہوئی یعنی یہ آیۃ خاتمیۃ بہی مکرر نہوئی جیسا کہ لقب خاتم النبیین کا

اور من بعدہ وتبعہ ومن جاء ونہ نے پس پشت ڈال کر از قبیل وراء کم ظہریا کر دیا اور ایک شور و شغب
اور فتنہ و فساد بعض المسلمین میں برپا ہو گیا غفلۃ بسیط ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی کیونکہ مرکب
ہو تو سخت دشوار ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیۃ خاتمیۃ طیبۃ کی یہ بیان کرنے
چاہئیں جو مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ صاف معنی اس اثر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
بیان کئی کہ جس سی مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوی تاکہ خلف کو بھی او سمجھنا چاہی کلام ہو وی جیسا کہ تکلف مخالفت
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تھا ویسا ہی خاتمیۃ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تھا
اور اب بھی کیا گیا ہی وبہ صحابہ رض متابعت حق اتہا چنانچہ شان میں حضرت عمر فاروق رض
کی ہی وقافا عند کتاب اللہ ترجمہ آیۃ خاتمیۃ یعنی نہیں ہیں محمد صلعم باپ کسی کا مردوں میں تمہارے
میں سی ولیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جانا چاہی لفظا مضمون جملہ
اول یعنی ما کان شیی من رجالکم تک بغیر ملایم معلوم ہوتا ہی ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین کے مگر بعد دریافت شان نزول کے نہایت چسپاں معلوم ہوتا
ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت ملک علام جل شانہ کا پس جب کہ زید بن حارثہ رض
متبنی آنحضرت صلعم نے ساتھ حضرت زینب رض کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
نا چاقی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار رہنے لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو میں اپنی حبالہ نکاح میں لاؤنگا مگر بخوف عرف یہ خطرہ بھی مخطور ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگی کہ متبنی کی زوجہ سی یعنی بہو سی نکاح کر لیا تو یہ آیۃ خاتمیۃ نازل ہوئی وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس یعنی چہپاتا تھا اپنی جی میں اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تھا اور ڈرتا تھا تو آدمیوں سی اور اللہ سزاوارتر ہی کہ ڈری تو اوس سے فلما
قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نے اوس زینب سی حاجت کو یعنی
طلاق دیدیگا تو خاوند بنایا ہمنی تجھکو اوسکا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم

اور من بعدہ و من قبلہ و من عاونہ کی پس پشت ڈال کر از قبیل وراءکم ظہریا کر دیا اور ایک شور و شغب
اور فتنہ و فساد بعض بعض المسلمین میں برپا ہو گیا غفلتہ لسبب ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی مگر جب
ہو تو سخت دشوار ہی ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیتہ خاتمیتہ طیبہ کی یہ بیان کرنے
چاہئیں جو مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ صاف معنی اس اثر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
بیان کئی کہ جس سی مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوی تا کہ خلف کو بھی وسیع جای کلام ہو وی جیسا کہ تکلف محالات
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تھا ویسا ہی خاتمیتہ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تھا
اور اب بھی کیا گیا ہی وہ یہ صحابہ رض متابعت حق تھا چنانچہ شان میں حضرت عمر فاروق رض
کی ہی وقافاً عند کتاب اللہ ترجمہ آیتہ خاتمیتہ یعنی نہیں ہے محمد صلعم باپ کسی کا مردوں تمہارے
میں سی ولیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جاننا چاہئی کی لفظاً مضمون جملہ
اول یعنی ما کان محمد ابا احد من رجالکم تک غیر ملایم معلوم ہوتا ہی ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین کے مگر بعد دریافت شان نزول کے نہایت چسپان معلوم ہوتا
ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت ملک علام جل شانہ کا پس جب کہ زید بن حارثہ رض
متبنی آنحضرت صلعم کی ساتھ حضرت زینب رض کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
نا چاقی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار ہونی لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو میں اپنی حبالہ نکاح میں لاؤنگا مگر بخوف عرف یہ خطرہ بھی مخطور ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگی کہ متبنی کی زوجہ سی یعنی بہو سی نکاح کر لیا تو یہ آیتہ خاتمیتہ نازل ہوئی وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس یعنی چھپاتا تھا اپنی جی میں اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تھا اور ڈرتا تھا تو آدمیوں سی اور اللہ سزاوار تر ہی کہ ڈری تو اوس سے فلما
قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نی اوس زینب سی حاجت کو یعنی
طلاق دیدیا تو خاوند بنایا ہمنی تجھکو اوسکا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم

ہوتا تھا کہ شاید خاتمیت بنسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا کہ مرسل بھی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع مابین نبی اور مرسل جو فرق رکھا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تاکہ شامل
ہو کل افراد کو پس رسول مقبول اور نبی برحمت مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیت
خاتمیت رسالت و نبوت ہر گونہ ہی لا غیر پس مغائرۃ عطف مذکور خصوصاً بسبب لفظ استدراک
علی قراءة التشدید و فتح لام رسول علی کونہ جزء الاسم لکن المحذوف وہو الضمیر والعائد راجعہ
صرف عطف ایا احد بفتح لام رسول علی قراءة التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کسیطرح جیسا ہی اس فرد کامل خاص کے جو یگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
حکم کن فکان ہی کہ یہی ملقب ہی ساتھ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لا غیر اور اور
اس آیۂ خاتمیت سی من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیت کی منصب رسالت بھی
شرط ہی لہذا لفظ رسول لہ اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں رسالت
کی جو امر خاص ہی پایا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جملہ خاتم النبیین
ساتھ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب آیۂ بھی ہی وکان رسولاً نبیاً پس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس و من بعدہ وغیرہ کی کہ خواتم ستہ تابع شریعت محمدیہ صلعم ہیں ہرگز ہرگز خاتم النبیین
نہیں ہو سکتی اسلیے کہ وہ صاحب شریعت نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خاتمیت سے لیے
رسالت کا حکم شرعی ہی اور ہر گاہ کہ یہ مطلب آیۂ خاتمیت سی دستیاب ہوا کہ خاتم بلا رسالت
نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا مراد نبوت سی
نبوت با رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں کا تحکم نکلا بیجا

ہوتا تھا کہ شاید خاتمیۃ نسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا گو مرسل بھی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع مابین نبی اور مرسل جو فرق رکھا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تاکہ شامل
ہو کل افراد کو پس رسول مقبول اور نبی برحمت مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیتہ
خاتمیۃ رسالت و نبوت ہر دو نہ ہی لاغیر پس بمغایرۃ عطف مذکور خصوصاً بوسیلہ لفظ استدراک
علی قراءۃ التشدید و فتح لام رسول علی کونہ جزاً الاسم لکن المحذوف وہو الضمیر والاید ربیعہ
صرف عطف ایا احد بفتح لام رسول علی قراءۃ التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کس لیے کہ جز سوا ہی اس فرد کامل خاص کے جو یگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
حکم کن فکان ہی کہ یہی ملقب ہی ساتھ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لاغیر اور اور
اس آیۃ خاتمیۃ سی من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیۃ کی منصب رسالت بھی
شرط ہی اہذا لفظ رسول اللہ اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں رسالت
کی جو امر خاص ہے پایا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جملہ خاتم النبیین
ساتھ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہ ہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیۃ بھی ہی وکان سولاً نبیاً پس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس ومن بعد وغیرہ کی کہ خواہ تمستہ تابع شریعت محمدیۃ صلعم میں ہرگز ہرگز خاتم الانبیاء
نہیں ہو سکتی اسلیے کہ وہ صاحب شریعت نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خاتمیۃ بے
رسالت نا ممکن شرعی ہی اور ہر گاہ کہ یہ مطلب آیۃ خاتمیۃ سی مستفاد ہوا کہ خاتم بلا رسالت
نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیاً مراد نبوت سی
نبوت بارسالت ہی اہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں کا نسبت نجات ہیا

تھی تو بلفظ اخاھم فرمایا مانند و الی عاد اخاھم ھوداً و الی ثمود اخاھم صالحاً کہ یہ قاعدہ کلیہ
تفسیر قرانی ہی اور نسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بیشہ تھا وہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
تھی لفظ اخاھم نفرمایا کذا قال شیخی و استاذی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز جود
بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس رسل ہونا ملائکہ در جن کا طبقات سافلہ مین ثابت اگرچہ
نزدیک جماہیر علما رسل جن نہین ہے رسول اللہ کی طرف سی کما فی فتح المبین شرح الاربعین للنووی
ولیس من الجن رسول عند جماہیر العلما حالانکہ ملائکہ سماوی ہین اور اوترنا اونکا زمین مین
واسطے خصوصیات بشری کے بشکل رجل ہوکر ثابت تحت تفسیر ببابل ہاروت و ماروت اور
کرامات اولیا امم سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جھپکنے
مین حاضر لانا تخت بلقیس کا براہ تحت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیا اس امت محمدیہ کا تو کما و کیفا بیحد حساب اور بیان
ہی باہر ہین سب کو معلوم ہی چنانچہ در مختار مین مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ مسافت
ششماہہ پر ہو اور عرصہ دراز سی ظاہر مین نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
ملسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہہ جواز و امکان طی ارض
براہ کرامت یہ مذکور بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا اور بصورت عدم تعین
صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس رتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
ابراہیم حضرت طیب حضرت طاہر حضرت قاسم حضرت امام حسن حضرت امام حسین
اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محسن صاحبزادہ
کی عدد ستہ کی تکمیل ہو سکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان سریانی شبیر شبر و مشبر کچھہ
ضرورت تلاش خواتم ستہ کی نہوتی اور بوجہہ امر حسی کے آحاد موجود طبقہ عالیہ اوسوقت
کو استعداد ہی ہوتا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
فطری نبوت سی تو کیا بلکہ نفس ایمان سی ہی محروم تھا بموجب آیتہ انہ لیس من اھلک انہ

ہی تو بلفظ اخاہم فرمایا مانند والی عاد اخاہم ہوداً و الی ثمود اخاہم صالحاً کہ یہ قاعدہ کلیہ تفسیر قرآنی ہی اور نسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بیشہ تہا وہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام ہی لفظ اخاہم نفرمایا کذا قال شیخی و اوستاذی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز جود بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس مرسل ہونا ملائکہ و جن کا طبقات سافلہ میں ثابت اگرچہ نزدیک جماہیر علماء جن ہنوز ہنین ہے رسول اللہ کی طرف سی کما فی فتح المبین شرح الاربعین للنودی ولیس من الجن رسول عن اللہ عند جماہیر العلماء حالانکہ ملائکہ سماوی ہین اور اوترنا اونکا زمین ہین واسطے فیصل خصومات بشری کے بشکل رجل ہو کر ثابت بتحت تفسیر ببابل ہاروت وماروت اور کرامات اولیاء امم سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جھپکے مین حاضر لانا تخت بلقیس کا براہ تحت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیاء اس امت محمدیہ کا تو کما و کیفاً بے حساب اور بیان ہی ہنین سب کو معلوم ہی چنانچہ درمختار مین مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ مسافت شش ماہہ پر ہو اور عرصہ دراز سی ظاہر مین نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو منسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہ جواز و امکان طی ارض براہ کرامت یہ مذکور بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تہا اور بصورت عدم تعین صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس مرتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت ابراہیم۔ حضرت طیب۔ حضرت طاہر۔ حضرت قاسم۔ حضرت امام حسن۔ حضرت امام حسین اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محسن صاحبزادہ کی عدد ستہ کی تکمیل ہو سکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان سریانی شبیر شبر و مشبر کچھہ ضرورت تلاش خواتم ستہ کی ہنوتی اور بوجہ امرحسی کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ اوسوقت کو استعداد بہی ہنوتا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد فطری نبوت سی تو کیا بلکہ نفس ایمان سی بہی محروم تہا بموجب آیتہ انہ لیس من اہلک انہ

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی رو سی خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب بعض قسطاس
مین گذرا اسپر کوئی قید عقلاً بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہی خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہرحال ناجائز ہی شرعًا کیونکہ کمتر از تحریف نہین بلکہ یہ ہوسکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیت کلام اللہ شریف مین نہوتا اور حدیث قدسی نہوتی اور اثر ابن عباس رض مین ایسا
ہی صاف مذکور ہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو توجیہ بقسمیت کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجت ہوتی اور منسلک ہوتا
سلک القاب شرعیہ مین اور بوسیلہ اس ہی ذریعہ شرعیہ کی حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود سر ایسا خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشار شرعی پایا جاتا پہر گنجایش اضافت ممکن تہی
پس بالضرور یہی وہ تفسیر اور توجیہہ اثر مذکور جو سلف کیا رسی ہوئی جس سی توفیق درمیان
آیۃ خاتمیۃ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
کی ساری کی ساری جاتی رہی کہ کون منکر ہی اثر مذکور کا ماکہ تا ابعین حج اتجم کا یہ مطلب ہی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار کرنا چاہیئی اس سی انکار اثر لازم نہین آتا بلکہ ظاہر ہوگیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین صلعم کے ہرگز ہرگز حالاً و مالاً
حقیقۃ و اضافۃ و ہجاً و فرضاً ثابت نہین اور اضافۃ اور اعتبار جو ایسا امر عارضی ہے کہ
قبیل ہی سی کہ تابع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی قابل وعقید ۔

قسطاس بست وچہارم مشتمل برتحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الاٰیۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکی ہین ان سے پہلے تمام رسول ہین کیونکہ الف لام استغراق
کا ہی الرسل مین باستثنار خاتم النبیین جانا چاہیئی کہ اس آیۃ حمیدہ سی واضح ہی کہ سوای
ہماری خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین ہین کہ جس حالت مین پیشتر اون سی سب
رسول گذر چکی اور اونکو حقتعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

قسطاس بست وچہارم

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی رو سے خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب بعض قسطاس
مین گذرا بس کوئی قید عقلاً بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہر حال ناجائز ہی شرعاً کیونکہ کمتر از تحریف نہین بلکہ یہ ہو سکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیت کلام اللہ شریف مین ہوتا اور حدیث قدسی ہوتی اور اثر ابن عباس رض مین ایسا
ہی صاف مذکور ہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو توجیہ تفسیریہ کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجت ہوتی اور منسلک ہوتا
سالک القاب شرعیہ مین اور وسیلہ اس ہی ذریعہ شرعیہ کی حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود ہر ایک خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشار شرعی پایا جاتا پہر گنجایش اضافت ممکن تہی
پس ضرور ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلفاً کیا رسی ہوئی جس سی توفیق درمیان
آیۃ خاتمیۃ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارۃ دافع الوسواس وغیرہ
کی سزا پاکی بس جای غور ہی کہ کون منکر ہی اثر مذکور کا یا یہ نا اعتبر جو اوس کا یہ مطلب سمجی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار کرنا چاہیے اس سی انکار اثر لازم نہین آتا پس ظاہر ہو گیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین کی ہرگز ہرگز حالاً و مآلاً
حقیقتہ و اضافتہ و ہجا و فرضاً ثابت نہین اور اضافتہ اور اعتبار جو ایک امر عدمی کے
قبیل سی ہی کہ تابع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی فقابل و یتقیلد —

قسطاس بست و چہارم مشتمل بر تحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الآیۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکی پہلی اس سے تمام رسول پہلی کی لام استغراقیہ
کا ہی الرسل مین باستثنار خاتم النبیین جانا چاہیے کہ اس آیۃ حمیدہ سے واضح ہی کہ سوای
ہماری خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین پہلی کہ جس حالت مین پیشتر اون سی سب
رسول گذر چکی اور اونکو حقتعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

کرنی حالت وارادہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت غلبۂ محبت کی ساتھہ رسول مقبول کے
صلعم تقاضائی بشری بشاعیۂ نزول اسکا ہوا جسوقت کہ احد مین شیطان نی آوازہ شہادت
آنحضرت صلعم غلط کردیا تھا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا اسمین واضح ہو کہ کوئی رسول ہمیشہ
بالعد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کو من حیث الشریعۃ المنسوبۃ المامورۃ الجاریۃ
القدیمۃ والمجاریۃ عادۃ باقی نہین رہا جیسا کہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی رفع
دخل ہوگیا بطور جواب وسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد مین آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسلئی کہ یہ سب منجملۂ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سے کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی مثلا یا دنیا کی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السماء بنسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبۃ نظری بنسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ قد خلت اس آیہ مین نازل ہوا بخلاف لفظ ماتوا و توفی وغیرہ فافہم اور
صرف اس ہی موت حکمی پر جو یہان واسطی ایک غرض خاص علاوہ کی ظہور مین آیا یعنی نسخ شرائع
سالفہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا بنسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہما السلام بلکہ بہ نسبت
حقیقی قطعًا بنسبت اونکی انبیاء کے ہے کہ ہر آفریدہ کی گلوگیر اور دستگیر ہوا ان ہی امر ناگزیر ہی
اور جاننا چاہیے کہ یہ سب اقسام خلو مذکور خالی نہ ہو عزل یا نسخ شریعت اونکی یا اونکی اتباع
شریعت حضرت خاتم النبیین صلعم کیونکہ یہان ہر ہی مطلب ہی خلو مذکور سی آور خلا بصیغہ
ماضی ہو کہ بلفظ قد ساتھ ظرف قبلیۃ کی زیادہ تر دلالت رکھتا ہی اوپر قطع وانہدم وجود کی
ہنی کے بطور مذکور اور جبکہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبۂ محبت مین ماجرا اس
سوی یہانتک اس کے حواسی مین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رض کو السلام علیک کا جواب نہ پایا تو شکایت
شکایت بحضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لاعلمی و لاشعوری جانبین سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی منبر پر خطبہ پڑھا اور اسمین یہ آیۃ تلاوت کی وما محمد الا رسول الایہ

کرنی حالت وارادہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت غلبہ محبت کی ساتہہ رسول مقبول کے
صلعم بتقاضائی بشریت تلبیہ نزول اسکا ہوا جسوقت کہ احد مین شیطان نی آوازہ شہادت
آنحضرت صلعم غلط کر دیا تہا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہو کہ کوئی رسول ہمعصر
یا بعد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کی من حیث الشریعۃ المنسوبۃ الامورۃ الجاریۃ
القدیمۃ والجدیدۃ باقی نہین رہا چہ جاکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی خرخشہ
دخل ہو گیا بطور جواب وسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد این آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسلامی کریسب منجملہ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سے کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی ہنود یہ ہا کی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السماء نسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبۃ نظر سی نسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ قد خلت اس آیت مین نازل ہوا بخلاف لفظ ماتا او توفی وغیرہ فافہم اور
صرف اس ہی موت حکمی پر جو یہان واسطی ایک غرض خاص کی ظہور مین آیا یعنی نسخ شرائع
سابقہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا نسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ موت
حقیقی قطعًا نسبت اونکی انیوالی ہے کہ ہر آفریدہ کی گلوگیر اور دستگیر یہان سی امر ناگزیر ہی نا
اور جاننا چاہیی کہ بسبب اقتسام خاتم مذکور خالی نہ ہوا عزل و نسخ شریعت اونکی ہے ہی اور اتباع
شریعت حضرت خاتم النبیین سے صلعم کیونکہ یہان ہر یک طالب ہی خاتم مذکوری آور خاتم یعنی
ماضی ہو کہ بلفظ قد ساتہہ ظرف قبلیہ کی زیادہ تر دلالت رکہتا ہی اوپر قطع و انعدام وجود کی تا
ہی کے بطور مذکور اور جب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبۂ محبت مین یا جو اس
سوی یہانتک اس پر جو اسی مین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رض کو السلام علیک کا جواب نہ پاکر معتا
شکایت بحضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لا علمی ولا شعوری جانبین سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی منبر پر خطبہ پڑہا اور جس مین یہ آیت تلاوت کی و ما محمد الا رسول الایہ

ہے داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین پایا جاتا ہے
جیسا کہ یہ اثر بعض بار اشارہ کرتی ہے فیہ آدم کآدمکم الخ اسلئے کہ اثر مذکور میں ایمان بالاجمال
نہیں بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی و تعیینی سمجھا جاتا ہے نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہے کہ
مؤمن بہ کا علم سربستہ ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعاً مجملاً اس کریمہ میں ہر دو صنف مذکور
ہیں قولہ ﷻ ومنهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك اور یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسماء متعین الذکر بالاستقلال سے ہوئی جاتی ہیں یعنی حضرت آدم
و حضرت نوح و حضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو ممثل ہیں کہ جنکی اوپر
ایمان تفصیلی بھی بجا ہے جو مستقل ہے نہ مانند اون انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھ ذکر
قرآن و حدیث میں نہیں سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نؤمن بمثل ما اوتی رسل اللہ
مجموعاً مجملاً مطابق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی مجموعاً مجملاً ذیل مجمل میں زمرہ جمیع انبیاء
کی بلا تفصیل اور جانا چاہئے کہ ایمان اجمالی عبارت ہے ایمان بلا تفصیل سے بنسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تا کہ غیر نبی کو شامل ہو اور وہ غیر نبی داخل ہو اور
کوئی رہ نہ جاوے حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت میں تردد اہمیں ہے بلکہ ظنی الثبوت ہیں
جیسا کہ تحقیق سے گذرا اور یہ کفایت نہیں ایمان اجمالی میں تردد یا سازش جو بدرجہ یقین معتبر
ہے تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہیں ورنہ یہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کر سکتا ہے
اسلئے کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطے رفع ایسی اشتباہ کی ہے کہ تفصیل میں خصوص تعداد تفصیلی
میں یا ہم نام یا ہم لقب یا ملتبس مانند خواتم ستہ کی ہو سکتا ہے کہ شاید غیر نبی نبی ہو جاوے یا عکس اسکا
لہذا کتب عقائد میں تحدید تعداد انبیاء در بارہ ایمان کی اولیٰ اور احوط کہا بلکہ واجب اور لابد
سمجھی گئی پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ میں داخل ہیں تو ایمان اجمالی میں داخل ہیں
و الا غیر ثابت ہوا کہ منشاء اسکا افراد قطعیہ ہیں نہ ظنیہ فافہم اور جاننا چاہئے کہ مراد منهم من
قصصنا علیک سے عام ہے اس سے کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہوں یا مذکور

ہی داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین پایا جاتا ہی
جیسا کہ یہہ اثر بعین بالاستحضار کرلی ہی فیہ آدم کآدمکم الخ اسلیئے کہ اثر مذکور مین ایمان بالاجمال
نہین بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی و تعیینی سمجھا جاتا ہی نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہی کہ
مؤمن بہ کا علم بمرتبہ ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعًا مجملًا اس کریمہ مین ہر دو صنف مذکور
ہین قولہ تعالی ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسما متعین الذکر بالاستقلال سے ہوئی جاتی ہین مانند حضرت آدم
وحضرت نوح وحضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو ممثل ہین کہ جنکی اوپر
ایمان تفصیلی ہی بجای خود مستقل سے نہ مانند اون انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھہ ذکر
قرآن وحدیث مین نہین سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نؤمن مثل ما اوتی رسل اللہ
مجموعًا مجملًا مطابق مضمون آمنت باللہ ورسلہ کی مجموعًا مجملًا ذیل وجمل مین زمرہ جمیع انبیاء
کی بلا تفصیل اوڑہا جاتا ہی کہ ایمان اجمالی عبارت ہی ایمان بلا تفصیل سی بنسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تاکہ غیر نبی کو شامل ہو اور وہ غیر نبی داخل ہوا اور
کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت ہین نزد زاعمین ہی بلکہ ظنی الثبوت ہین
چنانچہ حسب سابق گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجمالی مین نزدیک زاعمین جو بدرجہ یقین معتبر
ہی تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہین ورنہ یہہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کرسکتا ہی
اسلیئے کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطی رفع ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل مین خصوص تعداد تفصیلی
مین یا عدم تعیین لقب یا تلقیب مانند خواتم ستہ کی ہوسکتا ہی کہ شاید غیر نبی نبی ہوجاوی یا عکس اسکا
لہذا [illegible] مین عدم تعداد انبیاء در بارہ ایمان کی اولی اور احوط کیا بلکہ اوجب اور آکد
سمجھی گئی پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ مین داخل ہین تو ایمان اجمالی مین داخل ہین
ورنہ اذا ثابت ہوا کہ منشاء اسکا افراد قطعیہ ہین نہ ظنیہ فافہم اور جانا جاتا ہی کہ مراد منہم من
قصصنا علیک سی عدم سی اس ہی کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہون یا مذکور

نصوص قرآنی سی نہ روایات اخبار متواترات سی اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد سی بطور مذکور
کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف ظنی کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے چنانکہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اوسکی دلیل
ہی دیکھی ہیں اس پر ہی اکتفا کر رہا نہیں بلکہ دیلی اثبات نبوۃ کی ساتھہ قطعیت کی بلا دلیل
ہمیں بھی ملتی کہ دیلی ہی اثبات نبوۃ بالاجمال کہ بنصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع ہیں
درباره اون انبیاء کی جو واقعی النبوت ہیں جیسا کہ ہمنی عنقریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کیا ہے
پس کمال جرات سی یا کمال غفلت سے مثنوی مولانا روم ؎ دیدہ اسپی گم کرده خر دیدہ ؎ جاننا چاہیے
کیا ملکہ پوچھا جاتا ہی کہ ہرگاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور میں بشرط صالحیت افراد واسطی کفایہ
قطعیہ کی معلوم ہوئی تو پہر دخل افراد غیر صالحہ للقطعیۃ یعنی خواتم ستہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
مین محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایر متباین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیت مذکورہ اور پہر وہ مفقود مثلاً
ترکیب رسن بافتہ میں جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی بسبب امتزاج کی قوت قید کرلینے
اسپ و پیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جز کی بالانفراد یا چند جزء کی بالاجتماع جو کمتر از نصاب
ترکیب و امتزاج ہوں یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرۃ بالتنافر الذاتی پس ظاہر ہوا کہ ہیئت تالیفی
کا اثر بہی مشروط ہی واسطی ایقاع حکم مطلوب کی ساتھہ صالحیت مذکورہ کی واسطی ہمارے اجزاء مذکورہ
کی منتہا وہی اقدام پس فساد اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول برنگ محسوس کے
ظاہر ہوگیا مثلاً اجزاء کسی نسخہ مرکبہ کی تاوقتیکہ صالحیت تألف و توانس سحر گری سی محروم
ہونگی کیفیت مزاج مطلوب ہرگز حاصل نہوگی اور نسخہ مفید نہو گا قطعاً بلکہ اگر سم قاتل ہی
ہو جاوی تو کیا عجب ہی پس بدون وجود کسی منشاء قطعی النبوت اور صالحیت کی کسطرح قوت
درجہ قطعیت یا نحن فیہ میں بصورت اجمال مذکور حاصل ہوسکتی ہی ہاں البتہ ایمان اجمالی ضروری
بدین عنوان کہ جو افراد انبیاء علیہم السلام متحقق النبوۃ ہیں علم الہی جلشانہ میں ہمارا اونکی ساتھہ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی کہ قطعی الوجود او قطعی النبوۃ ہیں

النصوص قرآنی سی نہ روایات اخبار متواترات سی اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد سی بطور مذکور
کافی سمجھتی ہیں بلکہ صرف ظن کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے چنانکہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اوسکی جگہ ہی
ہاں یا دیکھی پھر اس پر ہی بنا کر و صابر نہیں بلکہ دلیل اثبات نبوة کی ساتھ قطعیت کی بلا دلیل
ہولی ہی اسلئی کہ دلیل ہی اثبات نبوة بالاجمال کے نصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع ہیں
در بارہ اون انبیاء کی جو واجبی النبوت ہیں جیساکہ ہمنی عنقریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
پس کمال حیرت سی ہا کمال غفلت ہے مثنوی مولانا روم ع دیدہ اسپی کی کرد خرد بلد ہ جانا چاہئے
کیا بلکہ پوچھا جاتا ہی کہ ہر گاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور میں شرط صالحیۃ افراد واسطی کفایۃ
قطعیۃ کی معلوم ہوئی تو پھر دخل افراد غیر صالحۃ للقطعیۃ یعنی خواتم ستۃ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
میں محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایر متباین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیۃ مذکورہ اور پھر وہ مفقود مثلاً
ترکیب رسن بافتہ میں جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی بسبب امتزاج کی قوت قید کرنی
اسپ وپیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جزء کی بالانفراد یا چند جزء کی بالاجتماع جو کمتر از نصاب
ترکیب و امتزاج ہوں یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرۃ بالتنافر الذاتی پس ظاہر ہوا کہ ہاں ہیئۃ تالیفی
کا اثر ہی شروط ہی واسطی ایقاع حکم مطلوب کی ساتھ صالحیۃ مذکورہ کی واسطی ہمارے اجزاء مذکورہ
کی ہنساوی اقدام میں فساد اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول برنگ محسوس کے
ظاہر ہو گیا مثلاً اجزاء کسی نسخہ مرکبہ کی نا دفقیکہ صالحیۃ تو الف و تو انس سے ہاگری سی محروم
ہونگی کیفیۃ مزاج مطلوب ہر گز حاصل نہو گی اور نسخہ مفید نہو گا قطعاً بلکہ اگر سم قاتل ہی
ہو جاوی تو کیا تعجب ہی پس بدون وجود کسی منشاء قطعی الثبوت اور صالحیۃ کی کسطرح قوت
درجہ قطعیۃ یا نحن فیہ میں بصورت اجمال مذکور حاصل ہو سکتی ہی ہاں البتہ ایمان اجمالی ضرور ہے
بدین عنوان کہ جو انبیاء علیہم السلام متحقق النبوۃ ہیں علم الٰہی جلشانہ میں ہمارا اونکی ساتھ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوۃ ہیں

عنوان بیان مشتبین مذکورین حاکی ہے مخصوص علیہ ہونیکی اونکی ہے کہ نام بنام اثر
مذکور ہین مذکور ہی کہ جو از قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال لیس یہ دعوی اجمال بہی غلط
گیا اور قولہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا - ان بعض الظن اثم و لا تجسسوا علاوہ
برین ہے اور یہ خواتم ستہ مانند حضرت خضر اور ذو القرنین بہی تو نہین اگرچہ یہ دونون
بہی منقطع النبوۃ نہین مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ خاتم پیغمبر
سے لو قطعی الثبوت تو یہی کہ سورہ کہف مین ہے - فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ من لدنا
علما - حق خضر مین - اور یسئلونک عن ذی القرنین الآیۃ یہ مقام مدح مین ہے اور ایسا ممدوح
الہی اولیاء اور صاحب کرامات ہوتا ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ مخمنہ
اور مظنونہ مین سی ہین یہ مطلب ہی عقیدہ اسلام کا کہ ایمان بالانبیاء والرسل بالاجمال
ضرور ہی ساتھ افراد محقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ مخمنہ
مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی مانند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذو القرنین جو غیر راجح ہین مثلا قول حق تعالی مکلفین کا کل من کان عبدی فہو
حر واقع ہوگا اوپر اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہوگا نہ کسی حر پر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل محققہ متیقنہ
نہ مظنونہ مخمنہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ تا کہ تبادل صحیح راجح رہے کہ مراد اونسی بادی
غیر نبی ہین - قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کنہ المقام و المرام پس
لغو ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا جو صفحہ چہارم مین مذکور ہی کہ اگر دلائل ظنیہ
مطلقا مفید باب نبوۃ مین ہوتی علماء متقدمین کیون آیت اقرعا یہ دلائل ظنیہ پیش
کرتی فقط اسواسطی کہ مذہب جمہور انکی نبوت پر ہی نہ لقمان اور ذو القرنین اور خضر
وغیرہ کی ہرگز نہین بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ غیر انبیاء ہین کیونکہ ظن کافی نہین ہے
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا - ان بعض الظن اثم و لا تجسسوا لیس واضح ہوگیا

عنوان بیان مثبتین مذکورین حالی کے مخصوص علیک ہوئی اونکی ہے کہ نام بنام اثر
مذکور ہین مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال لیس دعوی اجمال بھی غلط
گیا اور قوله ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا علاوہ
برین ہے اور یہ خواتم ستہ مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین بھی تو نہین اگرچہ یہ دونون
بھی مقطوع النبوۃ نہین مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ خاتم مسلم
سے تو قطعی الثبوت تو ہی کہ سورہ کہف مین ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ من لدنا
علما۔ حق خضر مین۔ اور یسئلونک عن ذی القرنین الایۃ یہ مقام مدح مین ہے اور ایسا ملہم
الہی اولیاء اور صاحب کرامات سو ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ محتملہ
اور مظنونہ مین سی ہین یہ مطلب ہی عقیدہ اسلام کا کہ ایمان بالانبیاء والرسل اجمالا
ضرور ہی ساتھ افراد محقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ محتملہ
مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی مانند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذوالقرنین جو غیر راجح ہین مثلا قول حرّ عاقل مکلف کا کل من کان عبدی فہو
حرّ واقع ہوگا اور اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہوگا نہ کسی حر پر بلکہ نہ اوسکی کسی باقی
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل حقہ متحققہ
نہ مظنونہ محتملہ محرصہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ تاولہ تاویل صحیح راجح زریۃ کہ مراد اونسی ہادی
غیر نبی ہین۔ قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کنہ المقام والمرام پس
لغو ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا جو صفحہ چہارم مین مذکور ہی کہ اگر دلائل ظنیہ
مطلقا مفید باب نبوۃ مین ہوتی علماء مفسرین کیون آنچ اوجا یہ دلائل ظنیہ پیش
کرتی فقط اسواسطی کہ مذہب جمہور انکی نبوت پر ہی نہ لقمان اور ذوالقرنین اور خضر
وغیرہ کی ہرگز نبی نہین بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ غیر انبیاء ہین کیونکہ ظن کافی نہین ہے
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا الیس واضح ہوگیا

کا اجمالاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار اونکا کفر ہوا پس سرچ تھا لفظا ہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر اونکا کافر نہین اور کوئی مکلّف بالاعتقاد نہین باطل ہوگیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہوگئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکص دلیل ہی اور کہان
تک تفتیش عبارت مذکور اور من معہ وتبجہ کیجاوی فقط اور دہو کا نہو کہ کبھی اطلاق ظن
اوپر یقین کبھی بہی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما ظنک مابدیا اور قول حضرت عمر رضی کا ہذا الظن بک واسطی سنکی در باب شکایت
مرد مان کوفہ با لحسن یصلی اور جواب اونکا کہ مین موافق سنت کی نماز پڑہاتا ہون واقع
سنن ابی داؤد وبخاری شریف سو وہ مواضع اور ہین واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی یقین اس آیتہ میمونہ مین واسطی احتمال سوء خاتمہ کی ہی لنعوذ باللہ منہ کیونکہ ملاقات
معتبر ہی ساتہہ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی الیقین ظن مستعمل ہوا علیٰ ہذا القیاس اور
بہی توجیہات وجیہہ ہین پس معلوم ہوا کہ وہان یعنی آیتہ ملاقوا ربہم مین ظن کافی ہی قطعیہ کو والا
وہ مومنین نہون یعنی در باب ایمان بالانبیا ظن کافی نہین یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہان کوئی نکتہ نہین بانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفایتہ ظن با یںمعنی نہین کہ مفید یقین ہو بلکہ
کفایتہ اوسکی بطور نفس معنی ظنیہ خالصہ ہی تو کچہہ مفید نہین چنانچہ خود اعتراف زاعمین ہے کہ منکر اونکا
کافر نہین اور ظاہر یہی مراد اونکی ہی پس اس صورت مین تو یہی حکم سرایت کرتا ہی طرف جمیع انبیا
علیہم السلام کے حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی بہی صلعم بنظر التسویہ بین سائر افراد
انبیاء علیہم السلام نفس نبوت مین یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کافر نہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل النظر کر چکی ہی عبارت واقع الوسواس ایراد
اثر مذکور سے اور رجم گئی ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء
کی ساتہہ ضروری ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی فقط

کا اجمالاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار اونکا کفر ہوا پس صریح تخالف ظاہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر اونکا کافر نہین اور کوئی مکلف بالاعتقاد نہین ہے باطل ہو گیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہو گئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکمی دلیل ہی اور کہان
تک تفتیش عبارت مذکور اور من معہ و تتبع کیجاوے فقط اور دہوکا نہو کہ کبھی اطلاق ظن
اوپر یقین کے بھی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما ظنک [illegible] اور قول حضرت عمر رض کا ہذا الظن بک واسطے سعد رض کی درباب شکایت
مردمان کوفہ ما احسن یصلی اور جواب اونکا کہ مین موافق سنت کی نماز پڑہاتا ہون واقع
سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اور ہین واسطے کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی یقین اس آیۃ میمونہ مین واسطے احتمال سوء خاتمہ کی ہی نعوذ باللہ منہ کیونکہ ملاقات
معتبر یہی ساتھہ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی یقین ظن مستعمل ہوا علی ہذا القیاس اور
بہی توجیہات وجیہہ ہین پس معلوم ہوا کہ وہان یعنی آیۃ ملاقوا ربہم مین ظن کافی ہی قطعیہ کو ورا الا
دہ مومنین نہون یعنی درباب ایمان بالانبیاء ظن کافی نہین یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہان کوئی نکتہ نہین مانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفایۃ ظن بایں معنی نہین کہ مفید یقین ہو بلکہ
کفایۃ اوسکی بطور نفس معنی ظنیہ خالصہ ہی تو کچھہ مفید نہین چنانچہ خود اعتراف زاعمین ہے کہ منکر اونکا
کافر نہین اور ظاہر یہ ہی مراد اونکی ہی پس اس صورت مین تو یہی حکم سرایت کرتا ہی طرف جمیع انبیاء
علیہم السلام کے حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی بہی صلعم بنظر التسویہ بین سائر افراد
انبیاء علیہم السلام نفس نبوت مین یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کافر نہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور قطع النظر کر چکی ہی عبارت دافع الوسواس [illegible]
اثر مذکور سی اور رجم کی گئی ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء
کی ساتھہ ضروری ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی فقط

مثل یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوآتکم وریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
غیر ذالک بخلاف جنات کی کہ اونکو تبعیتہ بنی آدم ندا مین شریک کیا مانند اس ہی آیتہ
شریفہ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے
اور مانند فبای آلاء ربکما تکذبان اور کہین ندا انہین ہوئی کہ یا بنی الجان جیسا کہ عورتون کو
اکثر تابع کیا ہی مردون کے بہت احکام مین معنیً ومراداً نہ لفظاً وعبارۃً الا ما شاء
اللہ تشجیعا لہم یا ایہا الناس اعبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی یا ایہا
الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم اور نیز صراحۃً مانند یا نساء النبی لستن کاحد من
النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول الآیۃ حالانکہ بعض جا مین مانند اس قول حقتعالی کے ندا ز
ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سب ازواج مطہرات انسان تہین کوئی بہی جن نہ تہین
اور سورہ احقاف مین مذکور ہی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما
حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین تا آیتہ ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز
فی الارض الآیۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی ہذا القیاس
حاضر ہونا جنات کا خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ مین متصل محصبہ کی متصل
مصلاہ کی جو خط الساقم مشہور ہی جنۃ المعلی مقبرہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سی کہ آنحضرت صلعم نے ایکدایرہ خطی زمین پر کہینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکے باہر ہونا وہ کہتی
ہین کہ بڑی بڑی جوان طویل القامت اوسکی پاس کو گذرتے تہی اونکو مجہہ سے اسایشہ پہونچتا
تہا چنانچہ ترمذی شریف مین روایتہ ہی کانہم الزط ایک جیل ہے ایک قوم حبش مین سے
یعنی ایک گروہ سی اونکو زط کہتی ہین اور ایک روایتہ مین اون ہی عبد اللہ بن مسعود سی ہی
زمین دور ہی اونکی آواز سنتا تہا خوب سمجہہ مین نہین آتی تہی اور بعض روایتہ سی جو ہونا
حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن
کے شاید بعضے مین ابن مسعود رض نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع بطن نخلہ

مثل یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوآتکم وریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی غیر ذالک بخلاف جنات کی کہ اونکو تبلیغیہ بنی آدم ندا مین شریک کیا ہے مانند اس سی آیہ شریفہ سنفرغ لکم ایہ الثقلان یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے اور مانند فبای آلاء ربکما تکذبان اور کہین ندا اونہین ہوئی کہ یا بنی الجان جیسا کہ عورتون کو اکثر جا تابع کیا ہی مردون کے بہت احکام مین معنیً و مرادًا نہ لفظًا وعبارۃً الا ماشاء اللہ انتہی جیسے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم اور نیز صراحۃً مانند یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن علی التخصیص بالقول الایۃ حالانکہ بعض جا مین مانند اس قول حقتعالی کے ندا ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سب ازواج مطہرات النسا ہین کوئی بھی جن نہ تھین اور سورہ احقاف مین مذکور ہی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین تا آیہ ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض الایۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی قدر القیاس حاضر ہونا جنات کا خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ مین متصل محصب کی متصل معلاۃ کی جو بغلط العام مشہور ہی جنۃ المعلی مقبرہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سی کہ آنحضرت صلعم نی ایک دایرہ خطی زمین پر کھینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکی باہر ہونا وہ کہتی ہین کہ بڑی بڑی جوان طویل القامت اوسکی پاس کو گذرتے تھی اونکو تمثیلہ اسلیئے ہو جتا تھا چنانچہ ترمذی شریف مین روایت ہی کانہم الزط ایک جیل ہے ایک قوم حبش مین سی یعنی ایک گروہ سی اونکو زط کہتی ہین اور ایک روایت مین اون ہی عبد اللہ بن مسعود سی اونہ کہ مین دور سی اونکی آواز سنتا تھا خوب سمجھ مین نہین آتی تھی اور بعض روایت سی جو ہونا حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن کے شاید اوسمین ابن مسعود رضی نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع بطن نخلہ

کہ جن کے رسول ہونے پر جمہور سلف و خلف قائم ہیں تاکہ رسل رسل ہیں مانند تحقیق امام قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہو چکا پس معلوم ہوا کہ اگلی جنات بھی تابع شریعت رسل بنی آدم سے ہوئے اور عکس اسکا کہیں قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہوتا قولہ قیل الرسل من الجن رسل الرسل الیہم لقولہ تعالی ولوا الی قومہم منذرین بیضاوی ۱۲ و فی حاشیہ قولہ رسل الرسل المراد بہ انہم یاتیکم رسل منکم رسل من الجن ارسلہم الرسل من البشر الیہم لینذرہم ویدعوہم الی الایمان فقد اتی الجن رسل لکن لا من الله بل من الانبیاء پس معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہیں یعنی ہادی نہ کہ نبی پس بموجب اس کے تحقیق مراد اثر ابن عباس رض بجا اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوے کہ ممکن ہے بموجب اس کریمہ کی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات میں زمرہ غیر مقصوص علیک سے ہو اگر ہو تو یہ خطرہ دفع ہے کہ آخر کوئی تو مقصوص علیک میں سے بھی ہوتا مانند رسل بنی آدم کی یا گول گول اشارہ ہوتا بالاجمال پس یہ شبہہ بالکل وہم ہی کہ مذہب جماہیر علما اسکی برخلاف ہے اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور جنات کی جو کچھ مذکور ہے وہ مذکور ہی ہے ازانجملہ یہ کہ اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنی بہشت کا وارث بنی آدم کو وارد احادیث سے اور وجہہ اسکی یہ ہے کہ میں کہتا ہوں عنایات خاصہ خداوندی سے

جنت میراث میں ہم بنی آدم کو جدا مجد ہمارے آدم علیہ السلام سے پہونچی — یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور وتلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا — مگر بلحاظ اس آیت کے لفظ عبادنا عام ہے شامل ہو سکتا ہے جنات وغیرہ کو بھی مگر بنظر مطلب صریح ان دونوں آیتوں کے اور اور نیز سوا انکی آیات دیگر سے خصوصیت میراث ہم بنی آدم سے متعین المراد ہیں جو انکی سے التقیا ہیں پس ان دونوں آیتوں سے مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع نعما جنت سے مخصوص ہے اولاد اتقیا کی ساتھ جو نسبت سے ہیں ساتھہ تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ ادنی مرتبہ اوس تقوی کا نفس ایمان ہے والاتحرزوہم الارشنا ہوگا نعوذ باللہ اور یہ استعداد فطری

کہ جن کے رسول بہی ہونگی پر جمہور سلف وخلف قائل ہین کہ رسل رسل ہین بانند تحقیق امام
قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہو چکا پس معلوم ہوا کہ انکی جنات بہی تابع شریعت رسل
بنی آدم ہی ہونگی اور عکس اسکا کہین قرآن حدیث سی ثابت نہین ہوتا قولہ قیل الرسل
من الجن رسل الرسل الیهم لقوله ولوا الی قومهم منذرین بیضاوی ۱۲ و فی حاشیه قوله رسل الرسل
المراد انه لم یأتکم رسل منکم رسل من الجن ارسلهم الرسل من البشر الیهم لینذروهم ویدعوهم الی
الایمان فقد اتی الجن رسل لکن لا من الله بل من الانبیاء پس معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہین
یعنی ہادی پیغ کہ نبی پس بموجب اس کی تحقیق مراد اثر ابن عباس رض یہی ہی اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی
کہ ممکن ہی بموجب اس کریمہ کی منهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات
مین زمرہ غیر مقصوص علیک ہوا ہو تو بلا بنظر دفع ہی کہ آخر کوئی تو مقصوص علیک ہین سی
بہی ہونا تہا رسل بنی آدم کی یا کون گون اشارہ ہوتا بالاجمال پس یہ شبہہ بالکل وہم ہی کہ مذہب
تمام سیر علما اسکی برخلاف ہی اور شرف بنی آدم اخبار وآثار ہین اور آیات ہین اور جنات
کی جو کچہ مذکور ہی وہ مذکور ہی سے ازانجملہ یہ کہ اسکن انت وزوجک الجنة یعنی بیشکاہ اور رفتار جنتہ سی
کہ وارد احادیث ہی اور وجہہ اسکی یہی کہ مین کہتا ہون عنایت خاصہ خداوندی سی
جنت میراث نہین ہم بنی آدم کو جدا مجد ہمارے آدم علیہ السلام سی ہونچی یا آدم اسکن
انت وزوجک الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما اور وتلک الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملون
تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا ہرگاہ اس آیت مین لفظ عبادنا عام ہی
شامل ہو سکتا ہی جنات وغیرہ کو بہی مگر بنظر مطلب صریح ان دونون آیتون کے اور
اور نیز سوا انکی آیات دیگر سی خصوصیت میراث ہم بنی آدم سی متعین المراد ہین جو انجملین سے
التقیا ہین پس ان دونون آیتون سی مفهوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع نعما جنتہ
سی مخصوص ہی اولاد اتقیا کی ساتہہ جو شائستہ ہین ساتہہ تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ ادنی
مرتبہ اوس تقوی کا نفس ایمان ہی والاخرون هم الارشاد ہونگا نعوذ باللہ اور یہہ استعداد فطری

سلیمان ؑ کو عطا فرمائی تھی سو جانا چاہیے کہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تھی باوجود امی ہونے کی علم اولین و آخرین کا بروجہ اتم حقتعالی شانہ علام الغیوب نے سب سے زیادہ عطا فرمایا چنانچہ لقب امی اگرچہ بنسبت غیر اونکی کے سخت ناموزون ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال ہجو ہی مگر اونکی نسبت فخر ہی عنایت فرمایا۔ قولہ النبی الامی الایۃ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ؛ کتب خانہ چند ملت بشست ؛ اور معہذا کلام آسمانی اور کلام بشر بلکہ بغیر کسوت الفاظی اور اقوالی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کرکے حاجت روائی اونکی اور تسلیہ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات مین موجود ہے زیادہ کہان تک کہون جسقدر رکھون گا وہ تھوڑا ہی ہے فقط فسطاس بس فتفہم

منتہلی تحقیق معنی خاتمیہ نبوت مختصر بات یہ ہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا معصر ہو باعتبار زمانہ حیات کی و متعاقب العصر ہو باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم روز بعثت اوسکی سی زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہین کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہین اور وہ معصر مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور ہو صاحب شریعت ماموره منصوبہ غیر منسوخ برابر ہی یہ کہ وہ شخص شریعت مذکورہ مین مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ درصورت ماموریتہ و منصوبیتہ استقلالاً یا اتباعاً و لحوقاً قدیم ہو یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعتہ الخاتمیہ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہی اور یہہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہین نہ حقیقۃً نہ اضافۃً ختم ہونی معنی خاتمیہ کی بات ہے واللہ لاقوۃ الا باللہ پس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور خضر نوح علیہما السلام باوجود ہونی منفرد الشریعتہ کی کہ لطباسر وجود اور نبی کا اونکی عصر مین حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہین ہوا خاتم نہین ہوسکتی پس یہہ

سلیمان ع کو عطا فرمائی تھی سو جاننا چاہیے ہماری حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد
ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تھی باوجود امی ہونے
کی علم اولین و آخرین کا بروجہ اتم حقتعالی شانہ علام الغیوب نے سب سے زیادہ عطا فرمایا
چنانچہ لقب امی اگرچہ بنسبت غیر اونکی کے سخت ناموزون ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال
ہجو ہی مگر اونکی بنسبت فخر ہی عنایت فرمایا - قولہ النبی الامی الآیۃ بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمتہ ع یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ۞ کتب خانہ چند ملت بشست ۱۰ اور معہذا کلام
آپ اور کلام بشر بلکہ بغیر کسوت الفاظی اور کلامی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کرکے
حاجت روائی اونکی اور تسلیہ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
زیادہ کہاں تک کہوں جسقدر رکھوں گا وہ تھوڑا ہی ہے فقط السلست بنفسہم
منتہلیہ تحقیق معنی خاتمیہ نبوت مختصر بات یہ ہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا ہمعصر نہ ہو باعتبار زمانہ
حیات کی اور متعاقب العصر ہو باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم روز بعثۃ اوسکی
سے زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ ہمعصر
مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور ہو صاحب شریعت ماموره منصوبہ غیر منسوخہ
برابر ہی ہے کہ وہ شخص شریعت مذکورہ میں مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند
حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ در صورت ماموریۃ و منصوبیۃ استقلالا یا اتباعا و لو قدیما ہو
یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعۃ الخاتمیہ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہی اور
یہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعا ہرگز ثابت نہیں نہ حقیقۃ نہ اضافۃ ختم ہوئی معنی
خاتمیۃ کی بات واللہ لا قوۃ الا باللہ بس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
نوح علیہما السلام باوجود ہونی منفرد الشریعۃ کی کہ لطفا سر وجود اور نبی کا اونکی عصر میں
حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہیں ہوا خاتم نہیں ہو سکتی پس یہ

کہ اور خواتم ستہ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی در باب رسالت و نبوت فیما بین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطی لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونی حضرت نوح علیہما السلام پر توجیہہ مشہور بین العلماء ہی بلا نکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجۃ مسلمۃ الکل ہے بعد طوفان جو تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور پھر جو پہلاو
ہوا تو اونہون ہی سے ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصۃ التفاسیر جنابی
مولانا محمد اعظم فاروقی تہالوسی تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ نے بحوالہ تفسیر
بحر مواج وغیرہ لکھا ہی انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان من
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سے دربارہ توجیہہ اور مبنی حدیث شریف ابن حجر
مذکور کی کہ ارجح قول یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہین یعنی اول رسل
الوالعزم ہین سو ہی یہین یعنی بصورت مشہور مذکور کچھہ خدشہ نہین پیدا ہوتا معنی مذکور بین یعنی
اضافتہ مذکورہ مین بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیتہ اضافی
اس صورت مین واسطی حضرت نوح کی نہین ثابت ہوسکتی الا بصورت اولوالعزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سو اسمین یعنی اولوالعزمی حضرت آدم علیہ السلام مین بالضرور کلام ہے
پس باعتبار پہلی معنی رہی کہ اولیتہ پہلاو مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سے ہوئی یہ نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتھہ وصف نبوت اونکی کے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جوہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہین ہی شامل ہی ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولوالعزمی سکے کہ اسمین تفاوت افراد ہی اور یہہ وصف نفس نبوت در باب
پہلاو مخلوق سکے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہی آدمیتہ آدم اول
اور آدم ثانی مین کہ اصل منشاء برکت نشو نما ظاہری او رباطنی تہا بخلاف اضافیت
خواتم ستہ فافہم اور اس توجیہہ پہلاؤ مذکور اس لقب مین ایسا دخل ہے کہ بفرض محال نسبتی
اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی سے بغیر وصف نبوت ہوجاکہ وصف

کہ اور خواتم ستہ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی در باب رسالت و نبوت فیما بین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطے لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونے کی حضرت نوح علیہما السلام یہ توجیہہ مشہور بین العلماء ہی بلا نکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجت مسلمۃ الکل ہے بعد طوفان جو تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور یہی جو پہلاؤ
ہوا التوالد اونہون ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصۃ التفاسیر جنابی
مولانا محمد کرم فاروقی تہانوی شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ نے بحوالہ تفسیر
بحر مواج وغیرہ لکھا ہی انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فانّ جمیع الناس بعد الطوفان من
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف ہی دربارہ توجیہہ اور معنی حدیث شریف ابن حجر
مذکور کی کہ ارجح قول یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہین یعنی اول رسل
اولوالعزم مین سی ہین یعنی بصورت مشہور مذکور کچھہ خدشہ نہین پیدا ہوتا معنی مذکورین یعنی
اضافیۃ مذکورہ مین بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیۃ اضافی
اس صورت مین واسطی حضرت نوح کی نہین ثابت ہوسکتی الا بصورت اولوالعزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سوا ہمین یعنی اولوالعزمی حضرت آدم علیہ السلام مین بالضرور کلام ہے
پس باعتبار یہہ ہی معنی رہی کہ اولیۃ پہلاؤ مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سی ہوئی یہ نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتھہ وصف نبوت اونکی سے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جوہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہین ہی شامل ہی ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولوالعزمی سکے کہ اسمین تفاوت افراد ہی اور یہہ وصف نفس نبوت دربا
پہلاؤ مخلوق سکے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہی آدمیۃ آدم اول
اور آدم ثانی مین کہ اصل منشاء برکت نشو نماء ظاہری اور باطنی تہا بخلاف اضافیت
خواتم ستۃ فافہم اور اس توجیہہ پہلاؤ مذکورہ اس لقب مین البتہ دخل ہے لیکن بفرض محال تشریعی
اگر صرف آدمیۃ آدم اول اور آدم ثانی ہی بغیر وصف نبوت ملحوظ ہوا کہ وصف

رسالت ان مرسلون ثلثہ کا مقرون تحدی ہوئی اور حجۃ اور برہان اوس معجزہ
کے ساتھہ ہوئی جو خاص معجزہ حضرت عیسوی تہا ابراء اکمہ اور ابرص چنانکہ علم تفسیر سے
بروایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہیں
تھی بلکہ اصطلاح شرعی تھی مگر بصورت ہوئی اونکی نبی برسر تحقیق ایسے شبہہ کہ پہر اونکو نص قرآن
مین ساتھہ لفظ مرسلون کے کیون تعبیر فرمایا بالمنظور بر طرف ہی بوجہہ اجازت حضرت
عیسی علیہ السلام کی دربارہ دعوت یا حجۃ اور برہان کے نیابۃ ضلع دیگر مین ایک قسم
استقلال رسالت کی بروی صورت معلوم ہوتی تھی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
مناسب ہوا مجازا نبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدبر اور معہذا بدلیل اتحاد نوعی
اور نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ ستہ مین بہی ہمراہ وہان کے عیسی کے
ایسی ہی اشخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہیں الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ معہ
دیگر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوہ یہہ جرح کا ہی کہ باوصف
صدق تعریف خاتمیۃ بالاضافۃ کی اوپر عیسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
کا نہ پایا جاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر پایا جاوی تو وہ خواتم ستہ خواتم اضافی نہیں
رہتی بلکہ حقیقی ہوجاتی ہین نسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اثر مذکور رفیہم محمد کمحمد و عیسی
کعیسیٰ کم کی اسلئی کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی صلعم ہونی چاہئین اور ایسی
ہی عیسی بہی ہونی چاہئین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
کی ورنہ سلسلہ اضافتہ در اضافتہ جاری ہونا چاہئی اور وہ خلاف قرارداد سے
اور زلون امر ہی اور معہذا در صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسطاس
جلی و تکمیل مین بجواب مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہئی اور یہہ اختباط پیدا ہوتا ہی کہ عیسی طبقات
سافلہ ستہ خاتم اضافی نہین ہو سکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضا یہہ
فقرہ عیسی کعیسیٰ کم کا ہی اسلئی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہئی ساتھہ درجہ خاتم

رسالت ان مرسلون ثلثہ کا مقرون تجاذی ہوئی اور حجۃ اور برہان اوس معجزہ
کے ساتھہ ہوئی جو خاص معجزہ حضرت عیسوی تہا ابرا اکمہ اور ابرص چنانکہ علم تفسیر سے
بروایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہین
تہی بلکہ اصطلاح شرعی تہی مگر بصورت ہولی اونکی نبی برسبیل تحقیق ایہہ شبہہ کہ پہر اونکو نص قرانی
مین ساتہہ لفظ مرسلون کے کیون تعبیر فرمایا بایا منظور برطرف ہی بوجہہ اجازت حضرت
عیسی علیہ السلام کی دربارہ دعوت یا حجۃ اور برہان کے نیابۃ ضلع دیگر مین ایک قسم
استقلال رسالت کی بروہی صورت معلوم ہوتی تہی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
مناسب ہوا اجازۃ نبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدبر اور معہذا بدلیل اتحاد نوعی
اور نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ ستہ مین بہی ہمراہ وہان کے عیسی کے
ایسی ہی اشخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہین الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ معہ
دیگر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوہ یہ جبرکاہی کہ باوصف
صدق تعریف خاتمیۃ بالاضافۃ کی دیر عیاسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
کا ندیا جاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر دیا جاوی تو وہ خواتم ستہ خواتم اضافی نہین
رہتی بلکہ حقیقی ہوی جاتی ہین بنسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اثر مذکور رفیہ محمد کمحمد کم اور عیسی
کعیسا کم کی اسلیئے کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی صلعم ہولی چاہیئں اور ایسی
ہی عیاسی بہی ہولی چاہئین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
کی درجہ سلسلہ اضافۃ در اضافۃ جاری ہونا چاہیئی اور وہ خلاف قرارداد ہے
اور زلون امر ہی اور معہذا درصورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسطاس
جہل و کلیم مین بجواب مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہیئی اور یہہ اختباط پیدا ہوتا ہی کہ عیاسی طبقات
سافلہ ستہ خاتم اضافی نہین ہوسکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضا صحیح
فقرہ عیسی کعیسا کم کا ہی اسلیئی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہیئی ساتہہ درجہ خاتم

اسواسطی کہ منشاء مانعیت جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان بظاہر لازم نہین آتی مگر
بنظر خفی بطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس ہین پہر قطع نظر وہ ہی استحالہ شرعیہ مذکورہ دیگر
قسطاس از قبیل التزام ما لا یلزم قبل ورود شرع جدید لازم آتی ہی بعث نبوّۃ
قسطاس بیست و ششم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوسواس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد ونسبی اضافی لیتی ہین اور
پہر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین مخدوش ہی بلکہ بوجود غلط محض ہے اسلیے کہ مآل
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ مآل ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلیے کہ ہرگاہ ہریک سلسلہ ہریک طبقہ کا بجای خود فی حد
ذاتہ اپنی طیاری مین مستقل ٹہرا تو خاتم بہی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکورہ بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز تجاوز نکریگی کہ ظاہر ہی اور خلاف مفروض
باطل ہے اور مدعی اسکا غافل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین پہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہ تعدد حقیقی مذکور باطل
ہی ہان اگر معنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پہر خاتم حقیقی بہی جو در حقیقت
خاتم حقیقی مسلّم الکل ہے وہ بہی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین تآل کار
بنظر غایر جملہ خواتم یعنی ستہ معہ خاتم حقیقی جو حقیقی ہے سب ہوجاتی ہین لفرض محال
تسلیم بہی کیا جاتا تاہم چندان حرج نہوتا بشرطیکہ عموم بعثت واسطی خاتم حقیقی کی ثابتہ رہتی
اور یہہ ہو نہین سکتا کہ درحقیقۃ عموم بعثت واسطی خاتم حقیقی ثابت ہو اور عموم خاتمیت حقیقیہ
بلا شرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت نہو اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام تہا
واسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت تجویز نہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیت
ہی کیونکر اوسمین شرکت تجویز کیجاوی اور اگر واسطی تجویز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

قسطاس [illegible]

اسواسطے کہ منشا ممانعیتہ جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان بظاہر لازم نہین آئی مگر
بنظر خفی بطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس ہین بہر قطع نظر وہ سی استحالہ شرعیہ مذکورہ دیگر
قسطاسین قبیل التزام بالا یلزم قبل ورود شرع جدید لتو لازم آتی ہی

قسطاس بیست و ششم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوساوس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد اونسی اضافی لیتی ہین اور
ہر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین مخدوش ہی بلکہ بوجود غلط محض ہے اسلیے کہ مآل
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ مآل ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلیے کہ ہرگاہ ہر یک سلسلہ ہر یک طبقہ کا بجای خود فی حدّ
ذاتہ اپنی طیاری مین مستقل ٹہرا تو خاتم بہی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکور بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز تجاوز نکریگی کہ ظاہر ہی اور خلاف مفروض
باطل ہے اور مدعی اسکا غافل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین ہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہہ تعدد حقیقی مذکور باطل
ہی ہان اگر بمعنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پہر خاتم حقیقی بہی جو درحقیقت
خاتم حقیقی مستلزم الکل ہے وہ بہی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین تاآل کار
بنظر غایر جملہ خواتم یعنی ستہ معہ خاتم حقیقی جو حقیقی ہے حقیقی ہوجاتی ہین بفرض محال
تسلیم بہی کیا جاتا تاہم چندان حرج نہوتا بشرطیکہ عموم بعثت واسطی خاتم حقیقی کی ثابت رہتی
اور یہہ ہو نہین سکتا کہ درحقیقت عموم بعثت واسطی خاتم حقیقی ثابت ہو اور عموم خاتمیت حقیقیہ
بلا شرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت نہو اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام تہا
واسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت تجویز ہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیت
ہی کیونکر اوسمین شرکت تجویز کیجاوی اور اگر واسطی تجویز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

اگرچہ تحت قدرت اللہ سب شی مذکور داخل ہیں اسمیں کلام نہیں کلام ہی فعلیت میں نہ امکان ہیں سو اسکی تحقیق کماحقہ بخوبی قسطاس مستقل ہذا میں بعبارت فارسی درج کی گئی اور فتوی اسکا بھی بعبارت فارسی بتصدیق مواہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا میں کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلا رکا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام اللہ وارد حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی فقط قسطاس ستیم جانا جاہی در صورت تعدد اوادم جوکہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہی قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور بوجہ ظنیۃ اپنی کے خود قابل استدلال نہیں یا اوادم طبقات تحتانیہ بمنزلہ اولاد حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہیں جو ابوالبشر بموجب نصوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم سے قولہ تعالی ہوالذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیرا ونساءً یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا۔ یا اور کسی آدم کی اولاد سی ہیں یا بجای خود مستقل ہیں اپنی آدمیۃ میں علی ہذا القیاس تعدد حوا ات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی ہیں تو اوسکا نشان مثل ان حضرت آدم علیہ السلام بنصوص قطعیہ درکار ہی مع نشان زوجات یعنی حواات ستہ اور استقلال اونکی اپنی ادمیت میں ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیۃ کی نشان مذکور درکار ہی پس درصورت احتمال اوسکی ضرتا میں ذاتی ثابت ہی فی الاثلثہ ثابت ہوگی بطور افراد تحت حقیقۃ واحدہ کی صرف مابہ الامتیاز تشخصی فردی کافی ہوگی کہ جسکی تمیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کرسکتی ہیں اور ظاہر ہی کہ والدیۃ اور مولودیۃ کو اسمیں کچھہ دخل نہیں متساوی الاقدام ہیں تمام افراد نفس نوعیہ میں جو حقیقۃ واحدہ ہی پس پہر دو شق مذکور بائیہ التشبیہ کیا امر ہی جو مصحح ہی فقرہ فیہ آدم کادمکم کا کیونکہ امر مبہم ہی رفع اسکا ضروری ہی آیا وہ صرف امر علمی ہے یا امر وضعی یا مرکب ہر دو اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہ او مشبہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہیں خواہ تغایر

قسطاس ستیم

اگرچہ تحت قدرت اللہ سب شی مذکور داخل ہین اسمین کلام ہنین کلام سی فعلیت مین نہ
امکان مین سو اسکی تحقیق کماحقہ بجولی قسطاس مستقل آئندہ مین بعبارت فارسی درج کی گئی
اور فتوی اسکا ہی بعبارت فارسی تصدیق مواہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا
مین کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلا رکا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام اللہ وارد
حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی فقط قسطاس سیم جانا چاہیی درصورت تعدد
او ادم جوکہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل التفتیش ہی کہ قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور
بوجہ ظنیت اپنی کے خود قابل استدلال نہین یا ادم طبقات تحتانیہ منجملہ اولاد حضرت
آدم طبقہ ارض علیا ہین جو ابوالبشر بموجب نصوص قرآنی و اخبار نبوی صلعم سے
قولہ تعالیٰ ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءً
یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا - یا اورکسی
آدم کی اولاد سی ہین یا بجای خود مستقل ہین اپنی آدمیت مین علی ہذا القیاس تعدد
حوا ات پس اگر اورکسی آدم کی اولاد سی ہین تو اوسکا نشان مثل ان حضرت
آدم علیہ السلام بنصوص قطعیہ درکار ہی معہ نشان زوجات یعنی حوا ات ستہ اور
استقلال اونکی اپنی ادمیت مین ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیت کی نشان مذکور
درکار ہی پس درصورت احتمال اوسطی ضرتا بین ذاتی ثابت ہی فی الامثلیتہ ثابت ہوگی
بطور افراد تحت حقیقتہ واحدہ کی صرف مایہ الامتیاز تشخص فردی کافی ہوگی کہ جسکی
تمیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کرسکتی ہین اور ظاہر ہی کہ والدیتہ اور مولودیتہ کو
اسمین کچھہ دخل نہین متساوی الاقدام ہین تمام افراد نفس نوعیتہ مین جو حقیقتہ واحدہ
سی پس بہر دو شق مذکور بایہ التشبیہ کیا امر ہی جو مصحح سی فقرہ فیہ آدم کآدمکم کا کیونکہ
امر مبہم سی رفع اسکا ضروری ہی آیا وہ صرف امر علمی ہے یا امر وضعی یا مرکب ہی
دو اسو اسطی کہ یہ امر یعنی مشبہ اور مشبہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہین خواہ بتغایر

قسطاس سیم

سی استحالۂ عقلی لازم آتا ہی اسلیے کہ ایک شخص بلا واسطہ نسبی صلبی جنبا تخاص کا ہو
مگر اصلاً یا واسطۃً فافہم یہہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شاہد ہی
کیونکہ متقابلین بر فرضیہ اصل و عکس ایکجا ہیں من حیث المجموع افراد ستہ ہین نہ افراد
فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرد واحد حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہین بر
اعتبار خلاف مفروض محقق لیے اعتبار ہی فافہم اور قطع نظر اس سی ہی اور خرابی
لازم آتی ہے در صورت ترتیب سلسلۂ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
بصورت بدایۃ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلۂ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلۂ ترتیب زمانی جو حاوی ہے سلسلۂ مکانی کو بوجہ
نسبت عموم خصوص مطلق سکے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہین نہ عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہی ترجیح بلا مرجح سی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہیئی آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیئی آدم طبقہ
ارض علیا کا ساتوین نسبت مین بروی پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہہ مذکور یعنی مذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہی جو کہ باعث ہی زیادہ تر دشوار ہی کا کہ بالکل اخلاق ہی بالاتر
ابہام سی ہی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اوادم طبقات سافل
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا او کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دئی جاوین کہ وہ
ابو البشر ہو پہر اوسکا طبقہ اعلی تر طبقات ہو تو عدد اراضی آٹھ ہونا چاہیئی یا کسی طبقہ ہیز
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا آوادم سبعہ سی ساتہہ کسی آدم دوسرے
کی ضرور ہی حالانکہ سب امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
بمعنی ہادی غیر نبی ہی خلاف نصوص قطعیہ ہین اور نیز خلاف قرارداد مجوزین اوادم
ستہ ہین علی ہذا القیاس حال اواسط طبقات سافلہ یعنی الواح براہیم وعیاسی فافہم

سے استحالہ عقلی لازم آتا ہے اسلئے کہ ایک شخص بلا واسطہ نسبت صلبی چند اشخاص کا ہو
مگر اصلاً باو آسلاً فافہم الا بیہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شاہد ہے
کیونکہ متقابلین میں فقط اصل و عکس ایک جانب سے من حیث المجموع افراد ستہ میں نہ افراد
فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرداً فرداً حضرت آدم طبقہ ارض علیا میں بہ
اعتبار خلاف مفروض محقق ہے اعتبار سے فافہم اور قطع نظر اس سے بھی اور خرابی
لازم آتی ہے در صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
بصورت بدایت جانب تحت سے اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو جاوے ہے سلسلہ مکانی کو بوجہ
نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سے چارہ نہیں نہ عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہے ترجیح بلا مرجح ہے جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہئے آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہئے آدم طبقہ
ارض علیا کا ساتویں نسبت میں بروے پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی مذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہے جو کہ باعث ہے زیادہ تر دشواری کا کہ بالکل اخلاق سے بالاتر
ابہام سے بھی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اور آدم طبقات سافل
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور کسی آدم بالاتر کی اولاد سے قرار دیے جاوین کہ وہ
ابو البشر ہو پھر اوسکا طبقہ اعلیٰ تر طبقات ہو تو عدد اراضی آٹھ ہونا چاہئے یا کسی طبقہ میں
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا اور آدم سبعہ سے ساتھ کسی آدم دوسرے
کی ضرور ہی حالانکہ سب امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
بمعنی ہادی غیر نبی ہے خلاف نصوص قطعیہ ہیں اور نیز خلاف قرار دادہ مجوزین اوادم
ستہ میں بھی علیٰ ہذا القیاس حال اواسط طبقات سافلہ یعنی انواع براہیم و عیسیٰ سے فافہم

حضرت ابن عباس رضی سے بجائی تفسیر اس اثر کی جیسا کہ تحقیق اسکی اثر قسطاطیس میں
کی گئی ہے مع قطع النظر استحالہ شرکت فی النبوة اور قسمت فی النبوة سے چنانکہ اثر قسطاطیس
میں نو ہی صورت ہی تہی ہی کیا مضائقہ تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیت جو ایک امر حق
ہے نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتھہ حیات کی بہ نسبت
انسان کی کہ انسانیت کو چارہ انہیں حیات سے جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہے اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہے ہرگاہ وہ نبوت سے بسبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجائز
ہے تو خاتمیت تو بطریق اولی بل اکد واوجب ناجائز ہوئی پس منشاء اضافت شرعی محض
لی اضافت رہ گیا ہرگز منشاء اضافت نہیں ہو سکتا زمان بعثہ حضرت خاتم النبیین
صلعم سے لیکر تا قیام قیامت یعنی فناء کلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین سے صلعم
باقی رہا یہہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہے روز بعثہ انحضرت صلعم سے پیشتر جو کچھہ استحالہ
اثر قسطاطیس میں مذکور ہوئی قابل ملاحظہ ہیں موجود ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع فی کل باب قسطاس ۱۳ سے ویکلم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہہ وصفی مذکور دو حال سے
خالی نہیں جمیع اوصاف میں ہے یا بعض اوصاف میں بصورت بعض اوصاف اوسکا
متعین ہونا چاہیے جو رافع الابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ وغیر جلیلہ جو وصف جامع ہے چنانچہ بظاہر یہی ظاہر ہے کیونکہ موجب بعض روایۃ
اثر مذکور لفظ نبی کنبیکم بوجہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہے پس بر ظاہر
ہے کہ منزلہ آدم علیہ ارض علیا بابت دانہ گندم اور اغوا ابلیس اضافی اور توبہ اور
سجود ملائکہ اور ہبوط بر زمین اور خلافت زمین اور فوقیت علمی اوپر ملائکہ کی اور بعدد
کعبۃ اللہ اضافی واسطے ادای مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلہ میں بسبب عدم وصول
مکلفین طبقات کی طبقہ ارض علیا میں خصوص حسب زعم بعض مثبتین جو اسم مانند حجاج
مرغوب المسلمین بالنسبت اونکی حج ساقط ہے بسبب عدم وصول کے سبب حج تک جو بیت اللہ

حضرت ابن عباس رضی ہی بجائی تفسیر اس اثر کی جیسا کہ تحقیق اسکی اکثر قسطاطیس مین
کی گئی ہی بعد عمل النظر استحالہ شرکت فی النبوۃ اور قسمت فی النبوۃ سی چنانکہ اکثر قسطاطیس
مین یہ کوہی مروی ہی تو بھی تب بھی کیا مضائقہ تھا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیت جو ایک امر حق
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتھہ حیات کی بہ نسبت
انسان کی کہ انسانیہ کو چارہ انہیں حیات سی جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہی اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہی ہر گاہ وہ نبوت ہی بسبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجائز
ہی تو خاتمیت تو بطریق اولی بل آکد ولا جب ناجائز ہوئی پس منشاء اضافت شرعی محض
لی اضافت رہ گیا ہر گز ہر گز منشاء اضافت نہین ہو سکتا زمان بعثت حضرت خاتم النبیین
صلعم سی لیکر تا قیام قیامت یعنی فناء کلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین ہی ہاے سلم
باقی رہا یہہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز بعثت آنحضرت صلعم سی بیشتر جو یہہ استحالہ
اکثر قسطاطیس مین مذکور ہوئی قابل ملاحظہ ہی موجود مین فقط والله اعلم بالصواب والیہ
المرجع والمآب قسطاس ۱۳ سی ونکلم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہ وصفی مذکور دو حال سے
خالی نہین جمیع اوصاف مین ہی یا بعض اوصاف مین بصورت بعض اوصاف اوسکا
متعین ہونا چاہیی جو رافع ابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ وغیر جلیلہ جو وصف جامعیت ہی چنانچہ بظاہر یہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایۃ
اثر مذکور لفظ نبی کنبیکم بوجہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس یہ ظاہر
ہی کہ نزلہ آدم علیہ السلام ارض علیا باعث دانہ گندم اور اغوا ابلیس اضافی اور توبہ اور
سجود ملائکہ اور ہبوط بر زمین اور خلافت زمین اور فوقیت علمی اوپر ملائکہ کی اور تعدد
کتب الہیہ اضافی واسطی اداے مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلہ مین بسبب عدم وصول
مکلفین طبقات کی طبقہ ارض علیا مین خصوص حسب زعم بعض متفقین جو اسم مانند صاحب
مرعوب المسلمین بالنسبت اونکی حج ساقط ہی بسبب عدم وصول کے سبب حج تک جا بیت اللہ

اونکا نسبت بحضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان اسمار کے
بہی ماخوذ ہین جا بجا وصف نبوت کی اثر مذکور ہین سو یہ امر مسلم ہے مگر پہر وہ
بہی استحالہ موجود ہین یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر اجماعی شرعی و عقلی ہے تضمن عطف ہین زمان
حال و استقبال کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم سی تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا کلی بموجب قولہ تعالی کل من علیہا فان و یبقی وجہ
ربک ذی الجلال والاکرام ۔ زمان استقبال اور در حقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہ عدم انتہا رنبوت خاتمیہ تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہین باقی رہی بموجب قول حقتعالی و تبارک کہ جسکی طرف کوئی نبی اور رسول
کوئی کتاب لیکر آوے ولقد ارسلناک الی امۃ قد خلت من قبلہا امم لتتلو
علیہم الذی اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمان الآیۃ اور در ضمن عطف زمان ماضی
استحالہ الزام مالا یلزم ہے کیم ۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بصورت اتباع شریعت
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مساعدین
اوسکی ہے اور بصورت غیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی اکثر
القسطاطیس سے دامنگذاری از قبیل مادونہ خرط القتاد ہے اونپر لیسا پیش
کما بیش نظر انداز ہی کرنی چاہیئے اور کہانتک سیاہی سفیدی پر سی دہوئی
جاوے ہذا واللہ اعلم بالصواب ۔ قسطاس سی ودوئیم اثر مذکور ہین
طرف جار مجرور فیہ آدم کا دکہلم کہ جسکا اثر تا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتہہ
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کا دکہلم یا متعلق ہو ساتہہ مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیہ آدم وجد الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیہ آدم
فی زمان آتے لیس در صورت ماضی دلالت اوسکی گذر چاہی سب مستثنیون ان اسمار کی

متکلم نسبت بحضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان اسمار کے
بھی ماخوذ ہیں یا بہہ وصف نبوت کی اثر مذکور ہیں سو یہ امر مسلم ہے مگر پھر وہ
بھی استحالہ موجود ہیں یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدا ہی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر اجا جی شرعی و ہم عقلی ہے ضمن میں زمان
حال و استقبال کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم سی تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا کلی بموجب قوله تعالی کل من علیها فان و یبقی وجه
ربک ذو الجلال والاکرام - زمان استقبال اور درحقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہ عدم انتہار نبوت خاتمیہ تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہیں باقی رہی بموجب قول حقتعالی و تبارک کہ جسکی طرف کوئی نبی اور رسول
کوئی کتاب لیکر آوی ولقد ارسلناک الی امة قد خلت من قبلها امم لتتلو
علیهم الذی اوحینا الیک وهم یکفرون بالرحمان الایة اور در ضمن زمان ماضی
استحالہ الزام بالا یلزم بحکم - وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بصورت اتباع شریعت
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مساعد
اوسکی ہے اور بصورت غیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی اکثر
القسطاطیس سے دامنگذاری از قبیل باد و نہ خرط القتاد ہے اور نیز لیسا پیش
کیا بیش نظر انداز ہی کرنی چاہیئی اور کہانتک سیاہی سفیدی پر ہی وہ ہوئی
جاوے ہے فقط والله اعلم بالصواب - **قسطاس سی دو دوم** اثر مذکور میں
طرف جار مجرور فیہ ادم کا ذکر کہ جسکا اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہوسکا تھا
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کا ذکر یا متعلق ہوسکا تھا مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیه آدم وجود الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیه آدم
فی زمان آتیالیس و صورت ماضی دلالت اسکی گذر جانی سب مسمیون ان اسماکی

قسطاس میں آتی ہے فانتظر فلا تکن کالحیاری فی الصحاری یا ایہا الذی لطیب المطلوب **قسطاس سی وسوئیم** اور یہ انحصار لجانتا لصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور مجامعیتہ یعنی اتحاد زمانی ہیں جو کہ متبادر ہی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر لفظ کان اور یکون جو کہ متعلق ہیں موضع ہیں واسطی لیا ہے اور صورۃ قبلیتہ و بعدیتہ ذاتی کی بابت عیدیہ کار ہی کیونکہ صورۃ یعنی ہر دو صورت جو افضل اور مفضول و علت اور معلول ایک ہی بزمان میں ہوتا ہی اور علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ بھی اس ہی قبیل سے ہے اور شرف رتبہ مجامع ہو سکتا ہی بعدیتہ زمانی کو بھی خصوص حضرت خاتم النبیین صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچھلی ہیں باعتبار زمان کی جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف رتبہ کی سابق اور افضل ہیں جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح دلالت رکھتی ہے اور اس مطلب کی جو در باب تمثیل استجارہ ہے یعنی ایک شخص نے مزدور پکڑے اول نہار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پچھلی مزدوروں کو سب سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوئی اور اور سب ناخوش ہوئی مستاجر سے تو اوس مالک یعنی مستاجر نے جواب دیا کہ یہہ میرا فضل ہے میں جسکو چاہا زیادہ دیا مزدوری معین سے کسی پر ظلم نہیں کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور نصاری اور ہم سب محمدی ہیں اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشر اور عاقب اور مقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاص اپنی واسطی فرمائی بعدیتہ زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داؤد عن ابی مالک الاشعری وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی اداہ ابو داؤد فی کتاب الفتن یہ خاتمیتہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پھر سر اسر بیجا ہی متحیر بنا پھرنا اور اگر

قسطاس سی وسوئیم

قسطا یں ہن آتی ہے فانتظر فلا تکن کالحیاری فی الصحاری یا ایہا الذی لطلب المطلوب **قسطاس سی و سوم** اور یہ استحالجات لصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور مجامعیتہ یعنی اتحاد زمانی ہن جو کہ متبادر ہی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر لفظ کان اعر ریکوات جو کہ متعلق بہ ہین موضوع ہین واسطی تبا ہے اور صورۃ قبلیتہ و بعدیتہ ذاتی کی نا ہی معیتہ دیکار ہی کیونکہ صورۃ لعینی برو صورت جو افضل اور مفضول و علتہ اور معلول ایک ہی بزمان ہین ہوتا ہی اور علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ بہی اس ہی قبیل سے ہے اور شرف رتبہ مجامع ہوسکتا ہی لعدیتہ زمانی کو بہی خصوصا حضرت خاتم النبیین صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچہلی ہین باعتبار زمان کی جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم النبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف رتبہ کی سابق اور افضل ہین جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح دلالت رکہتی ہے اوپر اس مطلب کی جو درباب تمثیل استجارہ ہے یعنی ایک شخص نے مزدور پکڑے اول نہار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پچہلی مزدورونکو سب سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوی اور اور سب ناخوش ہوی مستاجر سے تو اوس مالک یعنی مستاجر نی جواب دیا کہ یہہ میرا فضل ہے مینی جسکو چاہا زیادہ دیا مزدوری معین سے کسی پر ظلم نہین کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور نصاری اور ہم سب محمدی ہین اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشر اور عاقب اور مقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاتم اپنی واسطی فرمای لعدیتہ زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داؤد عن ابی مالک الاشعری وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ ابوداؤد فی کتاب الفتن یہ خاتمیتہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پہر ہم اسپر بہی متحیر بنا ہیں نا اور اگر

و مذکر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ لی کی
کیونکہ ہادی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور استقبال ازمنۂ ثلثہ مین پای گئی
اور تا بنیت ہوی اور ہین اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ مین
طبقات سبعہ سی بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سافلہ مین اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضاے قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس
چہاردہم مین بخوبی گذرچکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
نوعدیگر معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادم کہ الحمد انجام کار مؤید ہے معنی امام
سیوطی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہی کہ فیض اونکا یعنی اوایل کا جو معبر باوادم ہین اثر مذکور مین درباب
ہدایت تابع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا اپنی کے اور تعبد اور تشریع اپنے کی ابتدا خلق اور تعلیم عبادہ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے بنسبت پسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خیر خواہی اونکے
فوارہ صفت جوشان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ مین اور معہذا الضرام
مطلب خلافت عامہ ہر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا اوسپر وہ عزیز
مجبول اور مفطور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی مین جو متعلق ہیں بہ ہر قسم مشروحہ
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتداء خلقت النسالی نین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی کے
تعلیم ہوئی تہی ہرگونہ محض للترقی التدریجی بلا شائبہ اغراض دنیۃ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ ہر جو کہ اکثر خطائًا اصادر ہوں نہ عمدًا کہ غالب حال

ورمذکر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی وزرقانی وسیوطی وغیرہ لی کی
کیونکہ ہادی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور استقبال ازمنۂ ثلثہ میں پایی گئی
اور تا نیت ہوئی اور ہیں اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ میں
طبقات سبعہ سی بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سافلہ میں اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضا ہے قولہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس

قسطاس سی و پنجم

چہاردہم میں بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
لوعد دیگر معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادم الخ انجام کار موید ہے معنی امام
سیوطی وزرقانی وقسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہ ہی کہ فیض اولکا یعنی دائیکا جو معبر باوادم ہین اثر مذکور مین درباب
ہدایت تابع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا ارا بنی کے اور تعبد اور تشریع اسنے کی ابدا ر خلق اور تعلیم عبادہ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے بنسبت بسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خیرخواہی اونکے
فوارہ صفت جو شان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ میں اور معہذا الضرام
مطلب خلافت خاتمہ ہر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا او سپر وہ عزیز
مجبول او رمفطور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی ہین جو متعلق بیشہ ہر قسم منشرہ
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا ر خلقت النسالی مین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی سے
تعلیم ہوئی تہی ہرگونہ محض للترقی لتدبلاشبہ اغراض دینیہ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ ہر جو کہ اکثر خطاءً اصادر ہوں نہ عمداً کہ غالب حال

ان ابراہیم کان قانتا للہ حنیفا الایہ سی موافق قولہ تعالی انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں ہیں اور آوازہ انی لا
احب الآفلین یک لخت بیزاری اور تبری سب سی اور بیخ کنی شرک تبدا بر
حسنہ بموجب کریمہ تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال دبدبہ و دمدمہ لئے کانہ پیش جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر تاثیر بموجب
کریمہ قال ان اللہ یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت و مخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور منہ سے اڑ گئے بیچارہ رہ گیا اور نیز تا ہیلیس قواعد دین ساتھ
کمال صدق و یقین کے اور اخلاص دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بنا کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سوای فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی درباره شرکت بنا کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جسکا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ہ کعبہ را ہر دم تجلی می فزود
این ز اخلاصات ابراہیم بود ہ اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا اور اخلاص بنا
جامع جو شامل ہوئے اولاد اور اجداد اور اتباع کو کہ جس سے قران شریف میں
اطلاع دی ربنا ہب لی من لدنک ذریۃ طیبہ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب
اور روایت اما الیک فلا وقت ڈالنے کے آگ میں تمام ملائکہ کو صاف جواب دیا خصوصا
ملاء اعلی سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ حسبی من سوالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ علیہ

ان ابراہیم کان قانتا للہ حنیفا الایۃ سے موافق قولہ تعالی انی وجہت وجہی للذی فطر السموت
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں ہے اور آوازہ انی لا
احب الآفلین یک لخت بیزاری اور تبری سب سے اور بیخ کنی شرک تبدا بر
حسنہ بموجب کریمۂ تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال دبدبہ و دمدمہ سے بادشاہ جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر تاثیر بموجب
کریمہ قال ان اللہ یحیی و یمیت قال انا احیی و امیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت و مخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور منہ کے اوڑ گئے ہکا بکا رہ گیا اور نیز تاسیس قواعد دین ساتھ
کمال صدق و یقین کے اور اخلاص و دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بناء کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سوای فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی در بارہ شرکت بناء کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جسکا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ٥ کعبہ را ہر دم تجلی می فزود
ایں ز اخلاصات ابراہیم بود ؎ اور انواع اقسام کے مضامین کی دعاء اخلاص بناء
جامع جو شامل ہوئے اولاد اور اجداد اور اتباع کو کہ جس سے قرآن شریف میں
اطلاع دی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ اور رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب
اور روایت اما الیک فلا وقت ڈالنے کے آگ میں تمام ملائکہ کو صاف جواب دیا خصوصا
ملاء اعلی سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ حسبی من سوالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ طلب

٥ ای فی اخلاص عمل
... فی الانعام
١٢ منہ عفی عنہ

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت وجیہا فی الدنیا
والآخرۃ یعنی الدنیا نزدیک کیا ہمنی اوسکو کہ نوبت بہ سرگوشی پہونچی غرضکہ وکان عند اللہ
وجیہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز مین پائی جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسویۃ مرتبہ عیسویۃ ہی جو مظہر ہے اس امر سی یعنی شفاء مرضی اور زمینی اور اختیار
سفر بکثرت محض بغرض آسائش خلایق جو اونکی خدمت مین بسبب عذر نہین پہونچ سکتے تہے
ساتہہ اعجاز کے یعنی ابراء اکمہ مادر زاد نابینا اور ابراء ابرص مرض سفید بدن والا اور
احیاء اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلالہ اور ترک وتجرد یعنی عدم اختیار نکاح واسطے
تعاید مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان سوائے سن نکاح کے جو عہد خیر وبرکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام مین ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعیین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور غالبا رکوب بمرکب حمار اور عبادت ساتہہ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسویہ تہا
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار از ار طپانچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کر دیتا تا دوسرا طپانچہ مارے اور ترید اور تعبد اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلایق
ہے یعنی نزول مائدہ دستر خوان طعام فراخ وفراز کہ ایکبارہ او سیر طعام تناول کرتی ہزار دو ہزار
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہانا کہا سکے اور تعلیم کتاب اور نیز عنایت کتاب بحالت
صغر اور کلام وقت پیدائش کلام نصیحت وحکمت آمیز اور صلہ رحمی اور حمایت والدہ ماجدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اس قسم کے فیض سے غالبا اکثر اوصاف مین فیضیاب
ہو اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیاء اموات سی مراد احیاء قلوب مردہ ہی یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیاء اموات ہی سے حقیقتہ اگرچہ
بقلت وندرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سی نادرا ثابت ہوا کہ تفصیل اوسکی عنقریب
آتی ہے شرح آخر المراتب مین جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ محمد کم کم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ احمدیہ

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت وجیہا فی الدنیا
بخشا یعنی الیسا نزدیک کیا ہہنی اوسکو کہ نوبت بہ سرگوشی پہونچی عرضکہ وکان عند اللہ
وجیہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز مین پائی جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسویہ مرتبہ عیسویہ ہی جو مظہر ہے اس امر سی یعنی شفاء مرضی اور زمینی اور اختیار
سفر بکثرت محض بغرض آسائش خلایق جو اونکی خدمت مین بسبب عذر نہین پہونچ سکتے تہے
ساتھہ اعجاز کے یعنی ابراء اکمہ مادرزاد نابینا اور ابراء ابرص مرض سفید بدن والا اور
احیاء اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلالہ اور ترک و تجرد یعنی عدم اختیار نکاح تا استیطے
لتعاہد مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان سوائی اوس نکاح کے جو عہد جدید و برکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام مین ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعیین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور غالبا رکوب بمرکب حمار اور عبادت ساتھہ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسوی
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار از راہ طپانچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کردیتا تا دوسرا طپانچہ مارے اور تزہد اور تعبد اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلایق
ہے یعنی نزول مایدہ دستر خوان عام فراخ و فراز کہ ایکبارہ اوس سے طعام تناول کرتی تہی از روئے
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہانا کہا لیتے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بحالت
صغر اور کلام وقت پیدائش کلام نصیحت و حکمت آمیز اور صلہ رحمی اور حمایت والدہ جدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اس قسم کے فیض سے غالبا اکثر اوصاف مین فیضیاب
ہوا اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیاء اموات سی مراد احیاء قلوب مردہ ہی یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیاء اموات ہی ہے حقیقۃً اگرچہ
بقلت و ندرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سی نادراً ثابت ہوا کہ تفصیل اوسکی عنقریب
آتی ہے شرح آخر المراتب مین جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ مکہم کہم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ کے

اور اپنے حبیب کو اسکی وجہ خفی پر اطلاع الہامی ایحائی ایسی دی کہ بالکل بالطبع منفور
الطبع کردیا چنانچہ بنظر وصیت امتہ آپ نے یہ دعا کی اللهم لا تجعل قبری عیدًا اور
نیز روایت اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد تاکہ بعد وفات شریف بہی اسکا اثر محو اور
محوق رہے جای غور ہی کہ کیا رتبہ عالی پر متعالی ہے اور بنسبت حضرت آدم علیہ السلام
علم بتعلیم اسمار اشیا عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہی اور بنسبت حضرت خاتم النبیین
صلعم علم اولین و آخرین علم بتعلیم اسمار و ہم مسمیات و حقائق و معارف ہوا کہ جسمین علم
حضرت آدم بہی متلاشی ہوگیا اور کسپ گیا۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل الله
علیک عظیما۔ جیسا کہ دیلمی رحمۃ اللہ نے مسند الفردوس میں ابو رافع رض سے حدیث نقل
کی ہے کہ واسطے میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل مین اور تعلیم اسما ہوئی
ساتھ زیادتی علم ساتھ ذوات اور مسمیات کی جیسا جاننا ہی کہ یہ علم مقصود بالذات
ہی بخلاف صرف علم اسمار کی مثلاً عمدہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام مین سی اسوتہ کشتی یعنی
استقرار اوسکا اوپر پہاڑی کے تہا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول
عذاب الہی جلشانہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور
دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کمالات مین
سے جریان پتہر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہوجانا ہی بخلاف چوب
کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتہر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ
عکرمہ بن ابی جہل ایک روز کنار آب بیٹہا تہا اور دسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
صلعم مین عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو ای محمد صلعم تو پتہر جو دوسری کنارہ پر ہی
پانی مین تیر کر اسطرف چلا آوی اور غرق نہو آپ نے اشارہ کیا وہ پتہر تیر کر
اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آکھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
صلعم کی ادا کی آپ نے فرمایا کہ تجکو کیا بس کرنی ہے ای عکرمہ یہ مقدار یعنی تیری

حضرت نوح

اور اپنی حبیب کو اسکی وجہ خفی پر اطلاع الہامی ایجائی ایسی دی کہ بالکل بالطبع متنفور الطبع کردیا چنانچہ بنظر وصیّت امتہ آپ نے یہ دعا کی اللّٰھم لا تجعل قبری عیدًا اور نیز روایت اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد تاکہ بعد وفات شریف بھی اسکا اثر محو اور محوق رہے جائی غور ہی کہ کیا رتبہ عالی پر متعالی ہے اور بنسبت حضرت آدم علیہ السلام علم بتعلیم اسمار اشیار عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہی اور بنسبت حضرت خاتم النبیین صلعم علم اولین و آخرین علاوہ تعلیم اسمار و ہم مسمیات و حقائق و معارف ہوا کہ جسمیں علم حضرت آدم بھی متلاشی ہوگیا اور کھپ گیا۔ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما جیسا کہ دیلمی رحمۃ اللہ نے مسند الفردوس میں ابو رافع رضی سے حدیث نقل کی ہے کہ واسطی میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل میں اور تعلیم اسما ہوئی ساتھ زیادتی علم ساتھ ذوات اور مسمیات کی جسطرح جاننا ہی کہ یہ علم مقصود بالذات ہی بخلاف صرف علم اسمار کی مثلاً معجزہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام میں سی ایسے تکسی یعنی استقرار اوسکا اوپر پہاڑی کے تہا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول عذاب الہی جلشانہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کمالات میں سے جریان پتہر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہوجانا ہی بخلاف چوب کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتہر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل ایکروز کنار آب بیٹھا تہا اور دسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین صلعم میں عرض کیا کہ اگر تم راستگو ہو ای محمد صلعم تو پتہر جو دوسری کنارہ پر ہی پانی میں تیر کر اسطرف چلا آدی اور غرق نہو آپ نے اشارہ کیا وہ پتہر تیر کر اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آ کھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت صلعم کی ادا کی آپ نے فرمایا کہ تجکو بس کرتی ہے ای عکرمہ یہ مقدار یعنی تیری

حضرت نوح

ہین چہپا رہی ہتی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ ہی قوت رہا تیس رات دن تک یعنی ۲۰ روز تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتہر مار ہی بدن مجروح کر دیا حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتہر مار ہی بدن مبارک ابہی مجروح کر دیا اور ثنیہ مبارک منجملہ دندان شریف شہید کر دیا کفار نی روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح عذاب الہی برنگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور بعد درخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپاس خاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایۃ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب الہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شیئ او یعذبہم او یتوب علیہم فانہم ظالمون یعنی تادیبا نظر برشیہ عالی کہ تو تو رحمۃ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین تجکو زیبا نہین اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ اوسی واسطی بعض قبایل عرب کی لیے بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان اور عصیۃ کے دعا نیک کری بدین الفاظ مروبہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد دوسًا واتنا بہم یعنی یا اللہ انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا عمدہ کمالات ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطی درجہ حبیبیۃ محبوبیۃ ہی لا شک یہ مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہین اور زیادہ قبولیت کی شان ہین اور نیز قبولیت حضرت ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص و عام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہ ہی ہے اور محفوظیۃ نار نمرود مینے ساتہہ برد و سلام کی جو اثر خلت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیۃ یہ ہوا کہ واسطی

مین چھپا رہی اتھی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ ہی قوت رہا تیس رات دن تک
یعنی ۹۵۰ برس تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتھر مارے بدن مجروح کر دیا
حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتھر مارے بدن مبارک بہی مجروح کر دیا اور ثنیہ مبارک
منجملہ دندان شریفہ شہید کر دیا کفار نے روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوحؑ
عذاب الہی برنگ طوفان عام آیا اور سوائے اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور
بعد درخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپاس خاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایۃ اور اگر حسب مقتضا ہی وقت درخواست عذاب
بہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شیئ اویعذبہم او یتوب علیہم فانہم ظالمون
یعنی تا دیبا نظر برشیہ عالی کہ تو تو رحمۃ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین تجکو زیبا نہیں اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات
اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطے بعض قبایل
عرب کی بعد بددعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان او عصیۃ
کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد
دوسا وآتنا بہم یعنی یا اللہ انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا عمدہ کمالات
ابراہیم علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطے درجہ حبیبیۃ محبوبیۃ ہی لاشک یہ
مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہیں اور زیادہ قبولیت کی شان ہین اور نیز قبولیت حضرت
ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان
کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور ارام اور امن وامان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص
و عام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہ ہی ہے اور محفوظیۃ نار نمرود
سے ساتھہ برد و سلام کی جو اثر خلت ہوا تو اثر حبیبیت او محبوبیۃ یہ ہوا کہ واسطی

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد اسناد ابی ہریرہ رض تو داخل عبید ولا تنابزوا بالالقاب نہیں پس اگر مثبتین خاتم ایسی مراد رکہیں اس لقب خاتم سے تو چندان مضائقہ نہیں اگرچہ نظر بالقیاس صوری بہتر تو نہیں مگر وہ صاحب تومعنی وصفی پر جم رہی ہیں جیسا کہ اعور لقب مشہور رجال اسانید احادیث ہیں صحاح ستہ وغیرہ ہیں شائع ذائع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچہہ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت خاتم النبیین پر صلعم اور آپ لی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جو میں آپکو نہ پاؤں تو فرمایا کہ جو تجکو نہ پاوی تو تو حضرت ابو بکر کے پاس آنا پس آپ کا وعدہ متواتر ہوا کیا کچہہ بڑی فضیلت ہے کہ نائب پیغمبر وعدہ میں نائل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت ابو بکر ہے رض فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود میں ہے اور مشکوۃ شریف میں بہی ہے اور منجملہ کمالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سی وقت شب بعد نماز عشاء دو صحابہ نے قصد اپنی اپنی گہر جانا کا کیا جب راستہ دونوں کا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل مشعل مشتعل تہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بہی ویسا ہی روشن ہوگیا نام ہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث لطیف مشکوۃ شریف میں بہی ہے اور نیز بخاری وغیرہ میں علی ہذا القیاس روایۃ قتادۃ بن النعمان رض صحابی مشہور میں بعد نماز عشاء کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتہہ گذارا تہی اور رات ابر و باران کی تہی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتہہ میں دی اور فرمایا کہ اسکی روشنی میں جو پس و پیش دس دس گز ہو گی اپنی گہر جاؤ جب تو گہر میں اپنی داخل ہوگا وہان سانپ سیاہ ہوگا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکال کر ڈالدینا یہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا خود سانپ ہو جاتا تہا اور یہ عصا سانپ کش تہا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد اسناد ابی ہریرہ رضہ تو داخل عبید ولا تنابزوا بالالقاب نہیں پس اگر منتبلین ختم ایسی مراد رکہیں اس لقب خاتم سے تو چندان مضایقہ نہیں اگرچہ نظر بالتباس ضروری بہتر تو نہیں گردہ صاحب تو معنی وصفی پر جم رہی ہین جیسا کہ اعرج لقب مشہور رجال اسانید احادیث ہین صحاح ستہ وغیرہ ہین شائع وایع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچہہ دلالت ہی شرف ستیہ حضرت خاتم النبیین پر صلعم اور آپ لی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جب مین آپکو نہ پاؤن تو فرمایا کہ جو مجکو نپاوی تو تو حضرت ابو بکر کے پاس آنا پس آپ کا وعدہ منوا ہوا کیا کچہہ بڑی فضیلت ہے کہ انبیائے وعدہ مین شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت ابو بکر ہے رضہ فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود مین ہے اور مشکوۃ شریف مین بہی ہے اور منجملہ کمالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سی وقت شب بعد نماز عشا دو صحابہ نے قصد اپنی اپنی گہر جانا کا کیا جب راستہ دونوں کا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل شمع مشتعل تہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بہی ویسا ہی روشن ہو گیا نام ہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث نیز مشکوۃ شریف مین بہی ہے اور نیز بخاری وغیرہ مین علی ہذا القیاس روایت قتادہ بن النعمان رضہ صحابی مشہور مین بعد نماز عشا کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتہہ گذارا تہی اور رات ابر و باران کی تہی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتہہ مین دی اور فرمایا کہ اسکی روشنی مین جو پیش و پس دس دس گز ہو گی اپنی گہر جا اور جب تو گہر مین اپنی داخل ہو گا وہان سانپ سیاہ ہو گا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکالکر ڈالدینا یہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا خود سانپ ہو جاتا تہا اور یہ عصا سانپ کش تہا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

یہ کلمہ الم تر قران مجید مین نسبت آنحضرت صلعم موجود و مسطور ہے جاننا چاہیئے کہ اس درخواست
پر حضرت موسی علیہ السلام نے داغ لن ترانی کہا یا اور خاتم النبیین صلعم سے خود درخواست
کی درخواست ارشاد ہی اور ہدایتی یعنی دیکھہ تو طرف رب اپنی کی آوز فرق درمیان
ان دونون امر کے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد
اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلبتا نہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی بی باکانہ
مدہوشانہ اور آنحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد دوافر اپنی کے اس امر کو محال
جانکر درخواست رویتہ نکی اور پاس ادب رکھا اور مدہوش نہ ہوی اور نہ بیباک ہوی مانند
حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکھا تو ان طرف رب اپنی کے یعنی دیکھہ
تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف
حضرت موسی کے کہ اونکو ارشاد ہوا کہ توجہ دے لی ہے ایک امر محال کے نسبت اس
دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جایز ہے اس عبارت مین بطور
مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلال کے حوالہ طرف جبل طور سیناء کی ہوا فافہم
فافہم کنہ المقام اگرچہ معنی الم تر کی اور روایات مین مانند الم تر ان الفلک تجری
فی البحر الم تعلم مین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم تر الی ربک
کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین ہوتی لہذا یہ
توجیہہ جوینی کی یہ سب صحیح ہے یعنی دیکھہ اب جاننا چاہیئے کہ رتبہ عالی کونسا ہے
اور ان استقر مکانہ فسوف ترانی اس آیتہ مین رد ہی مذہب شیعہ رفضہ او معتزلہ
پر کہ وہ منکر ہین رویتہ الہی سے مطلقاً دار دنیا اور دار اخری مین اسواسطی کہ
استقرار جبل ممکن تہا تو تعلیق بالمحال مطلقاً نہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقاً
محال نہین بلکہ محال ہے ساتہہ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسی کو بسبب قلت
استعداد کے حکم درزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت نار شجری مین اور ندا ہوئی یا موسی

یہہ کلمہ الم تر قران مجید مین نسبت آنحضرت صلعم موجود نہیں ہے جاننا چاہیئے کہ اس جوابت پر حضرت موسی علیہ السلام نے دراغ لن ترانی کہا یا اور خاتم النبیین صلعم سے خود درخواست کی درخواست ارشاد ہی اور ہدایتی یعنی دیکھہ تو طرف رب اپنی کی آوز فرق درمیان ان دونوں امر کے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلبتانہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی لی باکانہ مدہوشانہ اور انحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال جانکر درخواست رویتہ نکی اور پاس ادب رکہا اور مدہوش نہ ہوی اور نہ بیباک ہوی مانند حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکہا تو ان طرف رب اپنی کے یعنی دیکہہ تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف حضرت موسی کے کہ اونکو ارشاد ہوا کہ توجہ دربی ہے ایک امر محال کے نسبت اس دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جایز ہے اس عبارت مین بطور مناظرہ کی بصورت الزام حجہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سیناء کی ہوا فافہم فافہم کنہ المقام اگرچہ معنی الم تر کی اور روایات مین مانند الم تران الفلک تجری فی البحر الم تعلم مین ہین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم ترالی ربک کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین ہوتی لہذا یہ توجیہہ جوہینی کی یہ سب صحیح ہے یعنی دیکہہ اب جاننا چاہیئے کہ رتبہ عالی کونسا ہے اور ان استقر مکانہ فسوف ترانی اس آیتہ مین رد ہے مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ پر کہ وہ منکر ہین رویت الہی کے مطلقًا دار دنیا اور دار اخری مین اسواسطی کہ استقرار جبل ممکن تہا تو تعلیق بالمحال مطابقًا نہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقًا محال نہین بلکہ محال ہے ساتہہ قید اس دار دنیا کی در حضرت موسی کو بسبب قلت استعداد کے حکم درزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت نار شجری مین اور ندا ہوئی یاموسی

صحابی رضہ کا ہاتھ ابلیس شیطان لعین کو جسوقت چوری کرکے لے چلا تھا غلہ وغیرہ صدقات
کو دفعۃً یقیناً الی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے او پر یعنی صدقات کے اور منت سماجت کرکے
جھوٹ بول کر کہ پھر نہ آؤ ونگا خلاصی پائی دو رات یہہ معاملہ رہا اور آنحضرت صلعم مواہ
الحجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شبینہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ای ابو ہریرہ اور فرمانی سبب
کہ کلکو وہ پھر آویگا اور تعلیم کر گیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ مجکو چھوڑ دی پھر نہ آؤنگا
لایقربک شیطان لعین اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بھاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جھوٹا ہے مگر اس تعلیم آیۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہے
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبھی نفع دین کا مرد فاسق سے بھی ہوجاتا ہے اور اخذ امر مشروع
کا فاسق سے جائز ہی بشرطیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کری چنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور منجملہ اعجاز جلیلہ تسخیر
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا ہے کہ مسافت صباح و مساء آمد و رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تھی براق آنحضرت صلعم کا بھی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافر قدمہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی تھی وہان اپر اوسکا قدم پڑتا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تھا آپ کا لشکر جن اور انس اور ملایک ملکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاست
مرکب براق اور معیدہ نقابت و جیداری طرقوا طرقوا اور الیک الیک گویا ان یعنی ہٹو
بڑھو ایک طرف ہو جاؤ الگ ہو جاؤ ویکجا ل شاطری و چستی و چالاکی حضرت جبرئیل علیہ السلام
حاضر رہے اور پھر اپنے مکان سے سبر ہو گیا و نکیا یعنی سدرۃ المنتہی ہے ---- اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات سی حضرت عیسی علیہ السلام کے ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور

صحابی رضہ کا ہاتہ ابلیس شیطان کو جسوقت چوری کرکے لے چلا تہا غلہ وغیرہ صدقات
کو وقت لقیناتی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اوپر لینی سدقات کے اور منت سماجت کرکے
جہوٹ بول کر کہ پہر نہ آؤنگا خلاصی پائی دو رات یہہ معاملہ رہا اور آنحضرت صلعم ہمراہ
الحجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شبینہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ای ابو ہریرہ اور فرماتی رہے
کہ کلکو وہ پہر آویگا اور تعلیم کر گیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ مجکو چہوڑ دی پہر نہ آؤنگا
لا یقربک شیطان اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جہوٹا ہے مگر اس تعلیم آیۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہی
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبہی نفع دین کا مرد فاسق سے بہی ہوجاتا ہی اور اخذ امر مشروع
کا فاسق سے جایز ہی بشرطیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کرے چنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ لیوید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور منجملہ اعجاز جلیلی تخت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر کل مسافت صباح و مساء آمد رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تہی براق آنحضرت صلعم کا ہی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافر قدمہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی تہی وہان اوسکا قدم پڑتا تہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تہا آپ کا لشکر جن اور انس اور ملایک بلکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاحت
مرکب براق اور رعیدہ نقابت وجہ بلادی طرقوا طرقوا اور الیک الیک کو یان لعنی سطح
پر ہو ایک طرف ہوجاؤ الگ ہوجاؤ دیکہاں شاطری و حسبتی وچالاکی حضرت جبرئیل علیہ
حاضر ہے اور رہبر اپنے مکان سے بسر ہوتا و نکیا لعنی سدرۃ المنتہی سے - اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات سے حضرت عیسی علیہ السلام کے ابراء اکمہ مادر زاد نابینا اور

ما بین ظہر اور عصر کے منہہ کی بل گر کر مر گئی انصار کی عورتان اور مرد آکر گریہ وزاری
کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونسی آواز سنی کہ کہتی ہے
محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول
وصدق وصدق ہذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت
نہایت موید ہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات دربارہ معجزات بہت کچھہ
مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ
ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہو گئی ہون
اور زندہ ہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی بے تنقیح اس امر کی
بالمعاینہ کرلی ہی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی ہی مین سے امتیاز
درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اور قطع نظر اس سے
احیار اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات سی معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام
اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع
شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی ہو
ہمکو اوسکی پیروی لازم نہین لیا ممکن عقلی ممتنع شرعی مین مانند سحر کی یہہ امر اس
قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل مین عقلاً وہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص
عیسوی مین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیا تک انبیا پیشین اور انبیا سابقین ما
تک یا اونکی اتباع تک تجاوز نکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے
قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءا ثم
ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

ما بین ظہر اور عصر کے منہہ کی بل گر کر مر گئی انصار کی عورتان اور مرد آ کر گریہ وزاری کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونسی آواز سنی کہ کہتی ہے محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول وصدق وصدق ہذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نی کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت نہایت مویدہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات دربارہ معجزات بہت کچہہ مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہوگئی ہون اور زندہ ہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی بے تنقیح اس امر کی بالمعاینہ کرتی ہی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی ہین سے امتیاز درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اور قطع نظر اس سے احیاء اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات مین سی معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی ہو اسکو اوسکی پیروی لازم نہین لیکن ممکن عقلی ممتنع شرعی ہین مانند سحر کی یہہ امر اس قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل ہین عقلاً وہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص عیسوی ہین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیاء تک انبیاء سابقین اور انبیاء سابقین تک یا اونکی اتباع تک تجاوز نکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءا ثم ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنا لاؤ ورنہ دس کوئی آیۃ کوئی
صورت جو جز ہے بلا تفصیل و بلا تعیین بنا لاؤ فافہم اور جاننا چاہئے کہ خارج کرنا ملائکہ
کو اس آیۃ میں سے اور نہ شامل کرنا انکا ساتھ جن والانس کے باوجود ہونے کے
ذوی العقول میں سے اس وجہ سے ہے کہ ملائکہ معصوم ہیں مدعی اور معارض اور متحدی
قرآن شریف کی نہ تھے اور منہ اضمناً عجز ملائکہ بھی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ ہرگاہ جن
والانس باوصف ہونے موصوف الشرارہ اور الشاراموز کی عاجز آئے تو ملائکہ تو بطریق اولی
عاجز ہیں اور سب اگروہ ملائکہ میں اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہیں اونکی نسبت خود
لفظ امین قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی بات کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار قدیر اور یہ عرض جواب جانب ملائکہ ہے کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانے حق تبارک وتعالی کے انی جاعل
فی الارض خلیفہ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تھا بلکہ بطور مناصحت حسب لیاقت اور حوصلہ اپنے
کی تھا براہ بے علمی کے جسکا جواب یہ پایا قال انی اعلم ما لا تعلمون اور بطرز امتحان کی تھا
اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر بزبان عبری تھا
اور قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی ہے کہ زبان عربی افصح اور ابلغ ہے سب
زبانوں سے اور فائق وارد احادیث مشاہیر ہے لسان اہل الجنۃ عربی اگرچہ بطور
روایت قرطاسی کے بعض حواشی درمختار پر نظر سے گذرا کہ زبان اہل جنت کی دری
ہے اور دری زبان فارسی لغت بلخ ہے فقط اور اگر خطرہ گذرے کہ توریت اور کتب منزلہ
اور فرقان حمید دونوں کلام الہی ہیں پھر تفاوت فصاحت و بلاغت کیا ہے جواب یہ ہے کہ گو ہی متفاوت الفصاحۃ والبلاغت ہیں آیات
کہ بعض کلام الہی پر بعض کے فائق ہی فصاحت و بلاغت میں با ارادہ الہی واسطے اظہار شرف رتبہ کے مانند تفاوت مراتب پیغمبر کے رسل علیہ السلام
کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ایسا تفاوت جو مشابہ اور مساوی ہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ غیر نبی اور غیر رسول مساوی ہیں نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضائے لفظ

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنا لاؤ ورنہ دو کوئی آیۃ کوئی صورت جو جزء ہے بلا تفصیل و بلا تبیین بنا لاؤ وفافہم اور جانا چاہئے کہ خارج کرنا ملائکہ کو اس آیتہ مین سے اور نہ شامل کرنا اونکا ساتھہ جن و انس کے باوجود ہونے کے ذوی العقول مین سے اس وجہ سے ہی کہ ملائکہ معصوم ہین مدعی اور معارض اور متحدی قرآن شریف کی نہ تہی اور معہذا ضمنا عجز ملائکہ ہی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ سرگاہ جن و انس باوصف سعی موحد النشار اور النشا آموزی عاجز آئی تو ملائکہ تو بطریق اولی عاجز ہین اور سب گروہ ملائکہ مین اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہین اونکی نسبت خود لفظا مین قرآن شریف مین نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی بات کو جسکی عظمت کا اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار قدیم ہو اور یہ عرض جواب جانب ملائکہ سی کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانی حق تبارک وتعالی کے انی جاعل فی الارض خلیفۃ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تہا بلکہ بطور مناصحت حسب لیاقت اور حوصلہ اپنے کی تہا براہ بی علمی کے جسکا جواب یہ پایا قال انی اعلم مالا تعلمون اور بطرز امتحان کی تہا اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر بزبان عبری اور قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی ہے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہی سب زبانون سے اور فایق وارد احادیث سنا ہم ہی لسان اہل الجنۃ عربی اگرچہ بطور روایت قرطاسی کے بعض حواشی درمختار بنظر سی گذرا کہ زبان اہل جنۃ کی دری ہے اور دری زبان فارسی لغت بلخ ہے عطا اور اگر خطرہ مخطور ہوکہ اور کتب منزلہ اور فرقان حمید دونون کلام الہی ہین جہ تفاوت فصاحت و بلاغت کیا ہی جو ایات بحد کری متفاد الفصاحت بلاغۃ جمیع کہ بعض کلام الہی بر بعض کے فایق ہی فصاحۃ و بلاغت مین بارادۂ الہی اسلئے اظہار شرف رتبہ کے مانند تفاوت مراتب جیسا کہ رسل علیہ السلام کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ایسا تفاوت جو منشا ہے اور مساوی ہو کلام مخلوق کے جیسا کہ ہر نبی اور ہر رسول مساوی ہین نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضائی لفظ

ہے اور منشا ریشس آن مدار تقسیم کی امور کا فضلا کو باوجود مبالات ہوتا ہی یا غفلت
اوقات ہو یہ منجملہ سوء تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال پس اس قسم کے باتون ہی بنظر
مناصحت بیچارگی و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانبیاء ہی بحکم حدیث
شریف الدین النصیحۃ الحذر الحذر **قسطاس سی و ششم** معلوم ہوکا ہو اس توجیہہ پر کہ
بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ نبی کنبیکم سی ظاہر ہی کہ صرف
تشبیہہ فی التسمیہ ہی مراد نہین بلکہ تشبیہہ فی المرتبہ والوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی
یعنی لکل مبطل محق مطابق مسلمی کہ اول تو یہہ نظیر مذکور صرف تشبیہہ وصفی ہے کی اسی موضوع
سے بغیر لحاظ التسمیہ کی اور معہذا اگر از قبیل تشارک وصفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکور مین کہا جاوی تو مضایقہ نہین کیونکہ روایت فیہ محمد کمحمد کہم ہی ہے نامہا
اور انبیاء علیہم السلام کی نامون کے جیسا کہ اونمین تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پہر بہی تو خاتمیت خواتم ستہ اس حجت سے ثابت نہین ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت مین تشبیہہ ثابت ہوتی ہے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہہ ہی درباره
وصف ہدایت اور نذارۃ غیر حقیقی کے اور تذکیر اور توعیظ کے موافق توجیہہ امام قسطلانی
اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسط ہیون سابقہ مین
مدلل ہو چکا اور مستقبلہ مین ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتہہ وصف خاتمیتہ کی یعنی خاتمیتہ مطلقہ کی اول تو تشبیہہ مین
جمیع اوصاف ملحوظ نہین ہوتی والا پہر خاتمیتہ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از عرش
تا فرش جو خاصہ مختصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیتہ
اضافیہ مقیدہ اسلیے کہ وصف خاتمیتہ مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی مین سی ہے
صلعم یعنی یہ خواتم ستہ بہی خاتم مطلق ہین مانند حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس و صف
مذکور بالاطلاق مین نہ خاتم اضافی ہین وہو خلاف المفروض اور اضافیہ اور شی ہے

قسطاس سی و ششم

سے اور منشاء پیش آمد اس قسم کی امور کا فضلا ء کو باوقات سوالات ہوتا ہی یا عجلت اوقات سو یہ منجملہ سوء تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال پس اس قسم کے باتون ہی بنظر مناصحت بہاگری و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانبیاء ہی بحکم حدیث شریف الدین النصیحۃ الحذر الحذر

قسطاس سی و ششم

دہو کا ہوا اس توجیہ پر کہ بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ نبی کنبیکم سی ظاہر ہی کہ صرف تشبیہ فی التسمیہ ہی مراد نہین بلکہ تشبیہ فی المرتبہ والوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی یعنی لکل مبطل محق معطا صیلئی کہ اول تو یہہ نظیر مذکور صرف تشبیہ وصفی ہے کی الی موضع ہے بغیر لحاظ التسمیہ کی اور معہذا اگر از قبیل تشارک وصفی او ر تشارک اسمی علی اختلاف الروایات اثر مذکور مین کہا جاوی تو مضایقہ نہین کیونکہ روایت فیہ محمد کمحمد بھی ہے ناملہ اور انبیاء علیہم السلام کی نامون کے جیسا کہ اونمین تشارک اسمی اور وصفی ہے اور قطع نظر اس سے پہر بہی تو خاتمیۃ خواتم ستہ اس حجت سی ثابت نہین ہوئی بلکہ صرف مرتبہ نبوت مین تشبیہ ثابت ہوئی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہ ہی بارہ وصف ہدایت او ر نذارۃ غیر حقیقی کے اور تذکیر اور توعیظ کے موافق توجیہ امام قسطلانی اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسون سابقہ مین مدلل ہوچکا اور مستقبلہ مین ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتہہ وصف خاتمیۃ کی یعنی خاتمیۃ مطلقہ کی اول تو تشبیہ مین جمیع اوصاف ملحوظ نہین ہوتی والا پہر خاتمیۃ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از عرش تا فرش جو خاصہ مختصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیۃ اضافیہ مقیدہ اسلئی کہ وصف خاتمیۃ مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی مین سی ہے صلعم یعنی یہہ خواتم ستہ بہی خاتم مطلق ہین مانند حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس وصف مذکور بالاطلاق مین نہ خاتم اضافی ہین وہو خلاف المفروض اور اضافیہ او رشی ہے

خاتم النبیین ہیں پس امتہ بھی اونکی خاتم الامم ہے لان محمدا صلعم خاتم النبیین فامتہ خاتمۃ
سائر الامم من تفسیر المدارک اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہیں اور منشا و شرعیہ کیونکہ وجودات
خاتمیہ ساتہہ وصف خاتمیہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیہ نبوت حقیقیہ متحقق
الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہی ہے اور خاتمیۃ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا
بنصوص قطعیہ قرآنیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحابیہ بلکہ کتب منزلہ سابقہ مقرون العلامات
ثابت ہی نحن الآخرون السابقون وایت حدیث شریف وارد صحاح وغیرہ کافی ہے
اکثار اس باب میں موجب اطالۃ ہی معلوم ہر کہ ومہ ہی پس بہرحال ہر دو صورت
مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل وصورت استعارہ اس تشبیہ سی مطلب اہل مطلب
ہرگز بر آر نہیں تاوقتیکہ منشا تشبیہ شرعی نہو اور لفظ خاتم اثر مذکور میں بتصریح نہ ہو
پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور میں لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہیں مسمی باسماء
مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہ امور محسوسہ میں ہو یا معنویہ میں منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف
اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہی ہے پس برین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور میں
اجتماع وجود اور عدم محل واحد میں پس ما نحن فیہ میں محل نزاع اضافتہ نہیں ہو سکتا
بلکہ محل نزاع تشبیہ ہی نفس نبوت میں جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام الشرکت
فی النبوت ہی مع قطع النظر عن الخاتمیۃ اور اگر اثبات تشبیہ منظور مثبتین اضافتہ ہوتا تو حسب
قواعد غیر شرعیہ ممکن تہا مگر اوسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتین یا
توارد شریعت یا تکرار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قسطاس سابقین
مفصل گذرا الا بطریق مجاز ذو استعارہ مراد ہادی غیر نبی لئی جاویں حسب اقتداء
سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی وغیرہ تو ہر لا اعتبار کنندان سے ہے اور یا صورت
مطلب بر آری بتصریح بدین لفظ ہوئی فیہ خاتم کنبیکم مگر پہر یہ بہی بصورت تشبیہ ہوئی
نہ بصورت اضافتہ بدلیل مذکور الا تجوزا توجہہ وجود منشا اضافتہ مگر پہر بہی احتیاج

خاتم النبیین ہین لپس امتہ بھی اونکی خاتم الامم ہے لان محمدا صلعم خاتم النبیین فامتہ خاتمت سائر الامم من تفسیر المدارک اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہین اور منشا ء شرعیہ کیونکہ وجود امت خاتمیتہ سابقہ وصف خاتمیہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیتہ نبوت حقیقیہ متحقق الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیتہ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا بنصوص قطعیہ قرانیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحیحہ بلکہ کتب منزلہ سابقہ مقرون العلامات ثابت ہی نحن الآخرون السابقون روایت حدیث شریف وارد صحاح وغیرہ کافی ہے اکثار اس باب مین موجب اطالتہ ہی علوم مرکوزمہ ہی لپس بہر حال ہر دو صورت مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل وصورت استعارہ اس تشبیہ سی مطلب اہل مطلب ہرگز بر آر نہین یا وقتیکہ منشا تشبیہ شرعی نہو اور لفظ خاتم اثر مذکور مین بتصریح نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور مین لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہین مسمی باسماء مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہ امور محسوسہ مین ہو یا معنویہ مین منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے لپس برین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور مین اجتماع وجود اور عدم محل واحد مین لپس ما نحن فیہ مین محل نزاع اضافتہ نہین ہو سکتا بلکہ محل نزاع تشبیہ ہی نفس نبوت مین جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام شرکت فی النبوت ہی مع قطع النظر عن الخاتمیتہ اور اگر اثبات تشبیہ منظور متشبثین اضافتہ ہوتا تو حسب قواعد عربیہ ممکن تھا مگر اوسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتین یا توارد شریعت یا تکرار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قسطاس سابق مین مفصل گذرا الا بطریق مجاز واستعارہ مراد ہادی غیر نبی لی جاوین حسب اقتدار سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی وغیرہ تو ہر لا اعتبار کنندان سے ہے اور با صورت مطلب بر آری بتصریح بدین لفظ ہوتی فیہ خاتم کنخاتمکم مگر پھر یہ بھی بصورت تشبیہ ہوتی نہ بصورت اضافتہ بدلیل مذکور لا تجوز الوجہ وجود منشا اضافت مگر پھر بھی احتیاج

قسطاس سی و پنجم

ہے بلکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اوپر جہت وصفی اور رتبی کے وہ بروایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور رتبی کو اوس روش پر جو کہ منشا ہی ثبوت خاتمیہ اضافیہ مزعومہ
کا یہیں معلوم ہوا کہ وہاں ہادی غیر نبی ہیں مسمی باسماء انبیاء آدم و نوح تا محمد صلوات اللہ
علی نبینا و علیہم السلام جو مشابہ ہیں ساتھ ہر ایک نبی طبقہ علیا سے اپنی کے نفس یا اسمیہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فخیمہ اور اخلاق فاضلہ میں قدم بقدم اونکی اتباع میں
فقط لاغیر الحذر الحذر واللہ علیم وعلمہ اتم **قسطاس سی و پنجم** اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے اثار کا انکار کرنا جیسے یہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور ہر شذوذ قادح
صحت نہیں گو قطعی الثبوت نہیں جو مفید یقین ہو اور تکلیف عقیدہ اوسکی کیجاوے اور اوسکی
منکر کی تکفیر کیجاوے کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حد تواتر کو نہیں پہونچی البتہ حضرت
ابن عباس رض سے مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بھی نہیں ہوا
جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداع تو نہیں اسلیے کہ ائمہ حدیث نے بعد تصحیح کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سے نہیں قسطاس رفع شبہہ مذکور یہ ہی کہ اولًا
اسکا انکار اہل تحقیق نے سلفًا و خلفًا نہیں کیا بلکہ اسکی اصلاح بدینطور کی کہ جس سے اثر
مذکور میں اور آیتہ خاتمیہ میں تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسطاسوں میں مذکور ہو چکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل اشتباہ کو خلجان پیدا ہوئی کہ نوبت اوسکی بطول پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہ ہی کہ ثابت اوسکا ہی ساتھ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہیں ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہیں معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیہ کے جسکا امام شافعی انکار کرتے ہیں مبتدع ہرگز نہیں بلکہ پیشوای اہل سنت و جماعت
ہیں کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھ دلیل ظنی کے نہ ساتھ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع
بھی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہیں **قولہ تعالی** ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

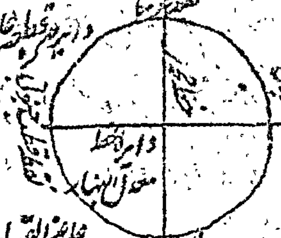
سے بلکہ خلیہ ہی جہتہ علمی کو او پر جہت وصفی اور رتبی کے وہ بروایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور رتبی کو اوس وقت پر جو کہ منشا ہی ثبوت خاتمیہ اضافیہ مزعومہ
کا ہیں معلوم ہوا کہ وہان ہادی غیر نبی ہین مسمی باسما انبیا آدم و نوح تا محمد صلواۃ اللہ
علی نبینا و علیہم السلام جو مشابہہ ہین ساتھہ ہر ایک نبی طبقہ علیا سے اپنی کے نفس ایتیہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فخیمہ اور اخلاق فاضلہ مین قدم بقدم اونکی اتباع مین
فقط لا غیر الحذر الحذر واللہ اعلم و علمہ اتم **قسطاس سیوم** اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے آثار کا انکار کرنا جیسے یہہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور یہہ شذوذ قادح
صحتہ نہین گو قطعی الثبوت نہین جو مفید یقین ہو اور تکلیف عقیدہ اوسکی کیجاوے اور اسکی
منکر کی تکفیر کیجاوے کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حد تواتر کو نہین پہونچی البتہ حضرت
ابن عباس رض سے مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بہی نہین ہوا
جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداع تو نہین اسلیے کہ ائمہ حدیث نے بعد تصحیح کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سے نہین قسطاس رفع شبہہ مذکور یہہ ہی کہ اولاً
اسکا انکار اہل تحقیق نے سلفاً و خلفاً نہین کیا بلکہ اسکی اصلاح بدینطور کی کہ جس سے اثر
مذکور مین اور آیہ خاتمیہ مین تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسطاس مین مذکور ہو چکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل شتباہ کو خلجان پیدا ہوئی کہ نوبت اوسکی بطول پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہہ ہی کہ ما ثبت اوسکا ہی ساتھہ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہین ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہین معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیہ کے جسکا امام شافعی انکار کرتے ہین مبتدع ہرگز نہین بلکہ پیشوای اہل سنت و جماعت
ہین کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھہ دلیل ظنی کے نہ ساتھہ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع

ہی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہین **قولہ تعالیٰ** ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

بالاجزار الحیثیة المتباینة الحقایق ای العین والاعتبار لازم آتا ہی وہ باطل ہے قطعا
یہ محض ایک بنار عقلی ہے بلکہ درصورت اعتراف نفس نبوت انبیا راگرچہ کچھہ ضرر خاتمیت حقیقی
کو نہین پہونچتا چنانکہ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود مضر نہین ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
دعوی نبوت صرف یہی نسبت خواتم ستہ حسب تحریر ان صاحبون مدعیان لئے کیا یعنی استحالہ
شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور او استحالہ الزام بالا یلزم قبل ورود
الشرع بموجب قولہ تعالی وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا اور خلاف سنت اللہ ہوا جو قول
حقتعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا یا توارد شریعت یا تکرار شریعت وغیرہ جو اکثر قسطاطیس
مین دلائل مفصل مذکور ہین لازم آتی ہین اور مع ہذا غور درکار ہی کہ خاتمیت مطلقہ ایک معنی بسیط
ہی کہ شیوع اور شمول اوسکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہون یا صنفی علی نحوہم علی ہذا القیاس بسیط ہی خصوص صفت اطلاق کہ شرح حقیقتہ
اور بیان عنوان اوسکا ہی نہ ازقبیل قید ہی اوسکو یعنی خاتمیت مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھہ آسیب ہرگز نہین پہونچتا نہ اوسکو انفراد ہی اور نہ انبیا اور انقضا خواہ افراد
ارض کثیرہ ہون یا تخلل تہ متصلہ یا منفردہ ہون یا منفصلہ منفکہ اور یہہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث مین ہین ازقبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر اوسکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر اوسکی رسائی وہانتک کہان اور انکار اس
امر سے جو مستلزم معنی تخصیص کو اور باقی رہ جاتی ایک حصہ کو متجانسات حصونکی غلط ہوجانا
اثر مذکور کا ہرگز نہین لازم آتا چنانچہ شراح بخاری وغیرہ کی بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رضہ
ساتہہ حدیث قدسی مذکور کی اور بہ تبعیت اونکی اس حقیر نے بما لا مزید شرح وبسط معنی بیان
کئی کہ جس سے تطبیق بین المعنیین یعنی معنی آیتہ خاتمیہ اور معنی اثر مذکور بین حاصل ہوئی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور تغلیط معنی مذکور دو امر ایسی متغایر ہین اور متوازی کہ اسکی
غلطی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہین کیونکہ انکین علاقہ ملاقات منقطع ہی اس لوجہہ

بالاجزاء الحسینیۃ المتباینۃ الحقائق اعنی العین والاعتبار لازم آتا ہی وہ رد باطل ہے قطعًا
یہ محض ایک بنار عقلی ہے بلکہ درصورت اعتراف نفس نبوت انبیا اگرچہ کچھ ضرر خاتمیت حقیقی
کو نہیں پہونچتا چنانکہ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود مضر نہیں ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
دعوی نبوت صرف یہی نسبت خواتم ستہ جسطرح ان صاحبوں مدعیان نے کیا الٹی استحالہ
شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور اور استحالہ الزام بالا یلزم قبل ورود
الشرع بموجب قولہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور خلاف سنت اللہ ہوا جو قول
حقتعالی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا یا توارد شریعت یا تکرار شریعت وغیرہ جو اکثر قساطیس
بین ردّ مفصل مذکور ہیں لازم آتی ہیں امر معتد اعوز درکار ہی کہ خاتمیت مطلقہ ایک معنی بسیط
ہی کہ شیوع اور شمول اوسکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہوں یا حصصی علی نحو ہم علی ہذا القیاس بسیط ہی خصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقت
اور بیان عنوان اوسکا ہی نہ از قبیل قید ہی اوسکو یعنی خاتمیت مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھ آسیب ہرگز نہیں پہونچتا نہ اوسکو انفصال ہی اور نہ انبیا اور انفصال خواہ افراد
ارض کثیرہ ہوں یا بتخلخلہ متصلہ ما نتزعہ ہوں یا منفصلہ منفکہ اور یہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث میں ہیں از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر اوسکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر اوسکی رسائی وہانتک کہاں اور انکار اس
امر سی جو مستلزم ہی تخصیص کو اور باقی رہ جاتی ایک حصہ کو مخالف سات حصونکی غلط ہو جاتا
اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا چنانچہ شراح بخاری وغیرہ نے بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رضی
ساتھہ حدیث قدسی مذکور کی اور بتبعیت اونکی اس احقر نے بما لا یزید شرح ولبسط معنی بیان
کئی کہ جس سے تطبیق بین المعنیین یعنی معنی آیتہ خاتمیہ اور معنی اثر مذکور میں حاصل ہوئی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور تغلیط معنی مذکور دو وجہ الیسی متغایر ہیں اور متوازی کہ اسکی
غلطی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہیں کیونکہ انمیں علاقہ ملاقات منقطع ہی لیس وجہہ

لہذا ربع مسکون کا اطلاق ہے۔ پہر کچھ ضرورت نہیں طرف آبادی کرات تسعہ باقیہ منفصلہ جنوبیہ بالطبقہ
المنقلبۃ کے صورت آبادی سیاہ بر لقاع قطعہ خشکیا ارض علیا کی السبب زیادہ مساحت اوسکی کے نسبت طبقات
عالیہ ارضی سے جیسا تمام کی تقریباً عنقریب فافہم صورتہ ہٰذا فقط



پس اب کچھ ضرورت نہیں طرف ایجاد خوارق ستہ دربارہ حصول
غرض مطلوب شرعی یعنی للاکثر افراد ابقہ بلا موجودتہ دیگر توجیہات
اور معنی اثر کو نہ ہی ہر بار ہی بتقویۃ توجیہات منقولہ ہمارا کہ لا
دائرہ قطعیہ بالای کرہ ارض باشد محاذی القیاس بیجل و غیرہ مذکورہ سایر قسطاس و رعلد طبقات سبعہ اور
کرویت ارض اور سب لوازم ضروری بجا ہی خود قایم رہتی ہیں مگر تحقیق تنزل امر بینہن کی اس
صورت میں جو موجب التباس ہے اس باب میں وہ مفصل عنقریب قسطاس آیندہ میں مذکور ہوگی
جو کہ رافع شبہات ہی گو طبقات ملتصقہ ہی ہوں تنزل امر بینہن کو کچھ آسیب نہیں فقط۔

قسطاس سی و نہم جاننا چاہیے کہ آنیان صیغہ واحد بنسبت ارض کے قرآن شریف میں
بوجہہ جامعیتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد اور کثیر کے اور مراد بہی یہان
اوس سی کثیر باوجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس جگہ میں کلام
نہیں چنانچہ بعض روایات اخبار صحیحہ میں لفظ جمع ارضین بہی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف
ماہیتہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی نہی ہین بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس
مختلفہ سی بنی ہین جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر میں موجود ہیں گو کہ اہل شرع کو اختلاف تعداد سبعہ طبقات ارض میں نہیں الا اختلاف
ہی فصل بین الطبقات مین بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ ملتصقہ ہین موافق
قول اہل ہیئۃ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات
والارض کانتا رتقا ففتقناہما۔ یعنی کیا نہیں جانا کافروں نے کہ آسمان اور زمین تہی متصل
ملی ہوئی پس کردیا ہمنی جدا ان دونوکو فقط لیکن بنظر غور یہ معنی ہین کہ یہ دونون صنفت
من حیث المجموع بافرادہا کانت افراد کل واحد من الصنفین متصلۃ فیما بینہا او منفصلۃ

لہذا ربع مسکون کا اطلاق ہے۔ پہر کچہہ ضرورت نہین طرف آبادی کرات ستہ باقیہ منفصلہ محویہ بالطبقہ العلیا کے صورت آبادی سیاہ برلقاع قطعہ محکیا ارض علیا کی السبب زیادہ مساحت اوسکی کے نسبت طبقات عالیہ ارضی ستہ سیا تا کی لتقریبا غالبا فافہم صورتہ ہاذا فقط



پس اب کچہہ ضرورت نہین طرف ایجاد خوارم ستہ دربارہ حصول غرض مطلوب شرع کے یعنی للکافر افراد اثبتہ بلا موقعہ دیگر توجیہا اور معنی اثر کو نہی برابر سی تقویتہ توجیہات منقولہ مسماۃ کے لا بیجل وغیرہ مذکورہ سابق قسطاطیس و رعد و طبقات سبعہ اور کرویت ارض اور سب لوازم ضروری بجا ہی خود قایم رہتی ہین مگر تحقیق تنزل امر بینہن کی اک صورتہا ہیج موجب القیاس ہے اس باب مین وہ مفصل عنقریب قسطاس آیندہ مین مذکور ہوگی سو کہ از شبہات ہی کو طبقات متصفہ ہی ہون تنزل امر بینہن کو کچہہ آسیب نہین فقط۔

قسطاس سی و نہم جاننا چاہیی کہ اتیان بصیغہ واحد نسبت ارض کے قرآن شریف مین بوجہہ جنسیتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد اور کثیر کے اور مراد ہی ہان اوس سی کثیر باوجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس علے وہین کلام نہین چنانچہ بعض روایات اخبار صحیحہ مین لفظ جمع ارضین بہی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف ماہیتہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی ہی ہین بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس مختلفہ سی بنی ہین جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر سے جو ہویدا ہے واضح ہو کہ اہل شرع کو اختلاف ہے اعتقاد سبعہ طبقات ارض مین اختلاف ہی فصل بین الطبقات مین بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ ملتصقہ ہین موافق قول اہل ہیئتہ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناہما یعنی کیا نہین جانا کافرون نے کہ آسمان اور زمین تہی متصل ملی ہوئی پس کر دیا ہمنی جدا ان دونو کو فقط لیکن بنظر غور یہ معنی ہین کہ یہ دونون صنف من حیث المجموع باافراد ہا کانت افرادکل واحد من الصنفین متصلۃ فیما بینہما وانفصلنا

کے اور یہہ لفظ خاتم بہر مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور بوصف نبوت متصفاً مذکورہ میں بحث ہی لیس گو نہ مسلوب التاویل
ہی قطعاً وحالاً ومالاً تحقیقاً وتقدیراً واتفاقاً لیس سو خاتم کا کوئی مماثل ہی نہیں حق تعالیٰ
نہ اضافۃ اس صفت خاص میں کسیطرح جو جایل الا دیل ہو کر محتاج ہو طرف دست متفکرہ کی اسکی ترجیح کسی تاویل یا توجیہہ
یا طرف کسی تعمیم او تخصیص کے یا طرف استثناء کی فافترقا فافترقا بیّنا کالامور کل الافتراق والله اعلم بالصواب
پس اسقسم کا قیاس ہیر دوان ز قیاس ہے قرآن شریف میں کیا کیا شیء نازل نہیں لفقت نزل
فی القرآن کو کیا دخل ہے استلزام اتحاد ومفاد مراد میں کہ اظہر ہی پس ہم جب ان تحقیقات
کی بحثی اثر مذکور کے جو مستلزم ہیں تطبیق بین الایۃ والاثر المذکورین کو جو موید او مشید ہیں
توجیہہ لفظ نبی کو بمعنی ہادی واعظ مذکر مخبر ہی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کی
جو بیر لغوہ کیا بلکہ صریح وہ ہی معنی ہیں جو خود صاحب اثر لی رضا ساتھہ حدیث قدسی کی تفسیر کردی
او روا سطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتھہ لفظ نبی کے متغیر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استعمالات شارع میں ثابت ہیں کہ وہ مشتمل ہیں خلاف واقع میں چنانچہ بعض قسطلانی نے
اسکی مجملی شرح وبسط ہی وہ شبہہ جہوٹ بولنی کا عیاذاً جو جانب حضرت عبد اللہ ابن عباس رض
امام المفسرین اعدل الصحابہ میں سے ہیں جسکو بیراہ نہمت جانب اہل ترجمہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہیں مرتکز خیال بعض فاضل مشبہین خواہ مت تہا بنا بیت الہی جلبتانہ زائل ہو گیا اور لا تکہ
فقرۃ المعاریض مندوحۃ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی متبرا ہیں کذب سی شرعاً مثلاً لفظ عدد تعیین
او جسامتہ کا دربارہ بیان بعد مسافت فیما بین زمین وآسمان وارد احادیث ہی او اوسکی
سب محدثین نے توجیہہ یہ ہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہیں بلکہ بطور قدر مشترک مطلق بعد مسافت
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس وامثلہ بسیار در اخبار و آثار ہیں فادرک - اور موجبین اہل
تحقیق اس تہمت رفض او اعتزال او خروج سی جو ریختہ قلم بعض فضلا ہی محفوظ رہی الحمد للہ

سکے اور یہہ لفظ خاتم بہر مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور بوصف نبوت منفیہا مذکورہ مین بحث ہی لیس گو نہ مسلوب التاویل
ہی قطعًا وحالًا ومالًا تحقیقًا وتقدیرًا وانفیا فی لیس سو خاتم کا کوئی مماثل سی ہا ہمن حق تعیہ
نہ اضافۃ اسی صفت خاص مین کسیطرحبر جو قابل الا دیل ہو کر محتاج ہو طرف ادت مشکلہ کی اسکی ترجیح کیتا کی ایا توجیہہ
یا طرف کسی تعمیم اور تخصیص کے یا طرف استثنا کی فافترقا فافترقا بیننا کلا مو اکل الافتراق والله اعلم بالصواب
لیس اسقسم کا قیاس بیرون از قیاس ہے قران شریف مین کیا کیا تبھی نازل نہین لفتن نزول
فی القران کو کیا دخل ہے استلزام اتحاد مفاد مراد مین کہ اظہر ہی لیس بموجب ان تحقیقات
کی ہستی اثر مذکور کے جو مستلزم ہین تطبیق بین الایۃ والاثر المذکورین کو جو موید اور مفید ہین
توجیہہ لفظ نبی کو بمعنی ہادی واعظ مذکر بغیر نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کی
جو بیرتوہ کیا بلکہ صریح وہ ہی معنی ہین جو خود صاحب اثر لی رض ساتھہ حدیث قدسی کی تفسیر کرچکی
اور واسطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتھہ لفظ نبی کے متغیر فرمایا کہ مبالغات لغرض مصالح
استعمالات شارع مین ثابت ہین کہ وہ متضح ہین خلاف واقع ہین چنانچہ بعض قسطلاس مین
اسکی تجویلی شرح وبسط ہی وہ شبہہ جہوٹ بولنی کا عمدًا جو جانب حضرت عبدالله ابن عباس رض
امام المفسرین اعدل الصحابہ بین سے ہین جسکو براہ تہمت جانب اہل الحدیث جرحہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہین مترکر خیال بعض افاضل متبحر جزاکم ستہ تہا لغایت الہی جلبتانہ زائل ہوگیا اور لانکہ

فقرہ المعاریض منادحۃ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی معتبر ہین کذب سی شرعًا مثلًا لفظ عدد سبعین
اور خمسمائۃ کا دربارہ بیان بعد مسافت فیما بین زمین وآسمان وارد احادیث ہی اور اسکی
سب محدثین نے توجیہہ یہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہین بلکہ بطور قدر مشترک مطلق بعد مسافت
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس وامثلہ بسیار در اخبار وآثار ہین فادرک۔ اور موجبین اہل
تحقیق اس تہمت رفض اور اعتزال اور خروج سی جو بخیۃ قلم بعض فضلا ہی محفوظ رہی الحمد للہ

وحی کو کنایۃً بلفظ مثلث اپنی قوم سے بیان کیا بوجہ صرف ناہمواری قوم کے اور خوف از رسائی سے یا براہ تواضع اور مانند قول حقتعالی و تبارک کی اولیس الّذی القادر علی ان یخلق مثلہم بلی و ہو الخلاق العلیم سے بمعنی مماثلت فی الماہیتہ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اوپر پیدا کرلے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر ذوی العقل جو راجع ہی طرف جن والنس اور ملک کی جو عامر ہین سموات اور ارض کے شرافۃً ہی کہ افراد شریفہ مخلوقات سے ہین جو اسطی دلالت کرلی کے اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ مین سے ہون اسلیے کہ وہ سب داخل ہین تحت قدرت حضرت حق مطلق جلشانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہ ہین شب گزاری کرتا ہون نزدیک اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی مماثل ہی ہو کہ جسکو سلب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا نفس ماہیۃ بشریۃ مین اور خصوصیۃ ہی وصف وحی مین ایسا ہی ہین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ حدیث مذکور مین اور مثال مشابہت وصفی کی یہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہ ہی وصف جود اور سخا مین بہ مماثل ہے تا کہ لازم آوی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف مگری مین مبائن ہے پس معلوم ہوا کہ منشا رصد لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیت شریفہ مین و من الارض مثلہن یعنی اوس اثر مین بہی اس ہی قسم کی مثلیۃ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم و نوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص ہے اور وہ وصف تذکیر اور موعظہ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بایں معنی کہ پیغام سلطانی ہین اونکی جو پیغام رسان ہین جنات کو جانب انبیاء القدسی اور یہہ اعلاوہ بریں سے کہ مسمّی بہی ہین ساتھہ ان ہی اسماء مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تبارک اسمی کے مانند تحقیق شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید او تشیید و تشریح تا آخر قسطاس مین ہوتی چلی آئی ہے

جوحی کو کنایۃً بلفظ مثلت اپنی قوم سے بیان کیا بوجہ صرف ہمواری قوم کے اور خوف از رسالت
سے یا براہ تواضع اور مانند قول حقتعالی و تبارک کی اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو
الخلاق العلیم یعنی مماثلت فی الماہیۃ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اوپر پیدا
کرنے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر ذوی العقل جو راجع ہی طرف جن والنس ورملک کی
جو عام ہین سموات اور ارض کے شرافۃً ہی کہ افراد شریفہ مخلوقات سی ہین واسطی دلالت کرنی
کی اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ مین سی ہون اسلئی کہ وے داخل
ہین تحت قدرۃ حضرت حق مطلق جلشانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے ایکم مثلی انی
ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہہ مین شب گذاری کرتا ہون نزدیک
اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی
مماثل ہی ہو کہ جسکو سالب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف
خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا نفس ماہیۃ بشریۃ مین اور
خصوصیۃ ہی وصف وحی مین ایسا ہی ہین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ
حدیثیا مذکور مین اور مثال مشابہۃ وصفی کی یہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہہ ہی وصف
جود اور سخا مین نہ مماثل ہے تاکہ لازم آوی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف
دیگری مین مباین ہے پس معلوم ہوا کہ منشا ورود لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل
ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیۃ شریفہ مین ومن الارض مثلہن یعنی اوس اثر مین
بہی اس ہی قسم کی مثلیۃ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم ونوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص
ہے اور وہ وصف تذکیر اور توعیظ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بایں معنی کہ پیغامبر
ہین اونکی جو پیغام رسان ہین جنات کو جانب انبیاء الہی اور نیز علاوہ برین سے
کہ مثبتی بہی ہین ساتھہ ان ہی اسمار مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تشارک اسمی کے مانند تحقیق
شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید اور تشیید وتشریح تاآخر قسطاطیس مین ہوتی چلی آئی ہے

اس سے اور طبقات مذکورہ ارض میں خلو ہو یا نہو واسطے ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موقوف
علیہ ہی وجود خواتم مفروضہ کا جو مقتضی اور مستلزم تھا خلو مذکور کو بس کچھ ضرورت نہیں ہی خواتم ستہ
کی اور نہ خلو طبقات سافلہ کی بسبب کفایت کرنی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو مشار الیہ
صریح ہے آیات قرآنی میں باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات ضمیر
الکتب جا بضمیر تثنیہ نازل ہوئی اور اس آیۃ میں تدبر کریں کیوں تغیر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مؤنث جو
نقط بینہن میں ہے تو جواب اوسکا یہہ ہی تا کہ تغیر اسلوب دلالت کری اوپر طبقات متعددہ
کے بھی ملتصقہ لاصقہ ہوں یا منفصلہ فتقہ ہوں یہہ امر آخر ہی اور ہر گاہ نزول وحی کا ہوا اور میان
محدب یعنی سطح روئی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہر حال نزول ثابت ہی درمیان ہر دو طبق کے بالضرور اگر یہہ کہا
جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہہ ہیں کہ اوپر سے نیچے کو جاوی یعنی بہر حال آسمان سے
طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقر ہی اوسکا اسواسطے کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود باجود اس
ہی طبقہ میں ہے اور پہر بواسطہ اونکی پہنچی سکے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالا دست ملازمان
ماتحت کو پہونچتی ہیں پہونچی یعنی اول آنکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچی بس جاننا چاہیے
کہ یہہ عبارت ایسمیہ مذکورہ خود مفصل ہے اسلیے کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہ وہیں منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ
وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول اوسکو لازم آیا پہر نیچے کے طبقات کو پہونچنا طبقہ ارض علیا سی یہہ امر
آخر ہی اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول جدا ہیں وصول اور نزول فرق زمین و
آسمان ہے اور منشا اس ورود شبہہ کا کلام فضلاء میں یہہ لفظ ہی کہ اول آنکو وحی آئی اور پہر
بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد ہیں اوروں کو بھی وحی آئی اگر لفظ اول
نہو یہہ واہمہ جبر تفع ہے اسواسطے کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پر جو نبی ہیں یعنی خاتم النبیین
پر صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو سعی ہیں یعنی علوم و معلوم ہیں وہ بطور متعارف...

اس سے اور طبقات مذکورہ ارض میں خلو ہو یا نہو واسطہ ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موقوف
علیہ ہی وجود خواتم مفروضہ کا جو مقتضی اور مستلزم تہا خلو مذکور کو پس کچہ ضرورت نہی خواتم ستہ
کی اور نہ خلو طبقات سافلہ کی بسبب کفایت کرنی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو مشار الیہ
صریح ہے آیات قرآنی میں باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات ضمیر [illegible]
الکتب یا ضمیر تثنیہ نازل ہوی اور اس آیتہ متبرکہ میں کیوں تغیر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مونث جو
نقطہ بینہن میں ہے تو جواب اوسکا یہہ ہی تا کہ تغیر اسلوب دلالت کری اوپر طبقات متعددہ
کے بہی ملتصقہ رتقہ ہوں یا منفصلہ فتقہ ہوں یہہ امر آخری اور ہر گاہ نزول وحی ہوا اور میان
محدب یعنی سطح روی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہر حال نزول ثابت تہی درمیان چودہ طبق کے بالضرور اگر یہہ کہا
جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہہ ہیں کہ اوپر سے نیچی کو جاوی یعنی بہر حال آسمان سے
طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقر ہی اوسکا اسواسطی کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود باجود اس
ہی طبقہ سے ہے اور پہر بواسطہ اونکی نیچی کے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان
ماتحت کو پہنچتی ہیں پہونچی یعنی اول آپکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچی پس جاننا چاہیے
کہ یہہ عبارت تحذیر مذکور خود فیصل ہے اسلئے کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہ وہیں منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ
وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول لازم آیا بعد نیچی کے طبقات کو پہونچا طبقہ ارض علیا سے یہہ امر
آخری اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول جدا ہیں وصول اور نزول فرق زمین و
آسمان ہے اور منشاء ورود تحذیر کلام فضلا میں یہہ لفظ ہی کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر
بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد میں اونکو بہی وحی آئی اگر لفظ اول
نہو یہہ واہمہ مرتفع ہے اسواسطی کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پر جو نبی ہیں یعنی خاتم النبیین
پر صلعم لیکن بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو معنی ہیں یعنی علوم و معلوم ہیں وہ بطور متعارف

کے طبقات کے انبیا رکو بطور ملازمان بالا دست ملازمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا رموہم واہمہ اور موجب التباس تک سا ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالی پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول اوپر سے نیچے اوترنے کو کہتے ہیں واسطے اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید ہیں اور معہذا تحقیق کیفیت معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطے تسہیل اس مطلب آیۃ یتنزل الامر بینہن کے ایک تصویر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب سمجھ لینا چاہیے - ہرگاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمانوں کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چپک تو اوسکی واسطے ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط محرجہ از مرکز کا نہایت کا رتا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ ہے پہونچی وہ جانب علو بھی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی ہونے کے اسواسطے کہ وہ جانب علو مذکور منزل سے نازل کے کیونکہ وہ مماس ہے پس اب جسطرف کو جانب آسمان سے نازل ہوکر منتہی ہوگا وہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہرحال باتفاق تحقیق مشتبہہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبتا اور محویات کی وصول کہا جاویگا کہ آخر ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہرچند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر مقتضای الفاظ عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھہ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند **قوله تعالی** فی جذوع النخل کے یا لفظ علی کلہن سے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعلا رحقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ مفسر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کا واحد منہن بھی اگر نازل ہوتا تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اوپر مطلب اس آیۃ کی کریمہ واوحی فی کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کہ طبقات کے انبیا کو بطور ملازمان بالادست ملازمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب
مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا موہم واہمہ اور موجب للبس تھا سو ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح
کی گئی جو دافع التباس و ایہام ہے انشاء اللہ تعالی پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
اوپر سے نیچے اوترنے کو کہتے ہیں واسطے اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں رہا معہذا تحقیق کیفیت
معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطے تسہیل اس مطلب آیۃ یتنزل الامر بینہن کے
ایک تصویر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب ہی بیان ہوا چاہئے - ہر گاہ زمین تشکل کری ہے اور محوی آسمانون
کی ہے کیونکہ وہ بھی تشکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت
جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چاہئے تو اوسکی واسطے ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
محرجہ از مرکز کا نہایت کا رتا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
سے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی ہونے کے اسواسطے کہ وہ جانب
علو مذکور متنزل سے نازل کے کیونکہ وہ مماس ہے پس اب جسطرف کو جانب آسمان سے نازل
ہو کر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہر حال مع لوازم
تحقیق منشبہم مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوے گا کہ آخر
ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ
نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر بمقتضای الفاظ
عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت
فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند قولہ تعالی فی جذوع النخل کے
یا لفظ علی کلہن ہے صریح نازل ہوتا مگر اسمین خدشہ استعلاء حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
مفسر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کا واحد منہن بھی اگر نازل ہوتا
تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اوپر مطلب اس آیۃ کی کریمہ اوحی فی
کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طبقات کے انبیا کو بطور ملازمان بالادست ملازمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب
مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا موہم واہمہ اور موجب کفیض شک ہوتا ہے کہ جسکی اصلاح
کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے بسبب النشاء اللہ تعالی پس ابھی معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
اوپر سے نیچے اترنے کو کہتے ہیں واسطے اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں ہے و معہذا تحقیق کیفیت
معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطے تسہیل اس مطلب آیۃ یتنزل الامر بینہن کے
ایک تصویر نہ یر تحریر کیجاتی ہے خوب سمجھنا چاہیئے ہر گاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمانوں
کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہتہ ساحت
جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو جب تو اوسکی واسطے ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
سے پہونچی وہ جانب علو بھی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی بننے کے اسواسطے کہ وہ جانب
علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ مماس ہے پس اب جسطرف کو جانب آسمان سے نازل
ہو کر منتہی ہوگا وہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہر حال معنی
تحقیق مشتبہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبتہ اور محویات کی وصول کہا جاویگا کہ آخر
ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ
نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر مقتضای الفاظ
عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت
فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند قولہ تعالی فی جذوع النخل کے
یا لفظ علی کلہن سے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعلا حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
مفسر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کل واحد منہن بھی اگر نازل ہوتا
تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اور یہ مطلب اس آیۃ کی کریمہ اوحی فی
کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طبقات کے انبیاء کو بطور بلا واسطہ ملا زمان بالا دست ملازمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب
مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیاء موہم وابہام اور موجب تلبیس تشکک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح
کی کچھ بھی جو رافع التباس و ابہام ہے انشاء اللہ تعالی پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
اوپر سے نیچے اوترنے کو کہتے ہیں واسطے اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید نہیں ہیں معہذا تحقیق کیفیت
معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطے تسہیل اس مطلب آیۃ یتنزل الامر بینہن کے
ایک تصویر نیچے کیجاتی ہے خوب بیان کرنا چاہئے ہرگاہ زمین بشکل کرہ ہے اور محوی آسمانوں
کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کرہ ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہۃ مساحت
جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو جب تو اوسکی واسطے ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
مخرجہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
سے پہونچی وہ جانب علو ہی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی ہونے کے اسواسطے کہ وہ جانب
علو مذکور منزل ہے نازل کے کیونکہ وہ مماس ہے پس اب جس طرف کو جانب آسمان سے نازل
ہوکر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہر حال موافق
تحقیق مشتبہہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبتہ او محویات کی وصول کہا جاوے گا کہ آخر
ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ
نہیں ہے مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر بمقتضای الفاظ
عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پھر تقدیر عبارت
فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھہ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند قولہ تعالی فی جذوع النخل کے
یا لفظ علی کلہن سے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعلاء حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
مفسر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کل واحد منہن بھی اگر نازل ہوتا
تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ محمول ہوتا اور مطلب اس آیۃ کی کہ مراد وحی فی
کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

اور یکا ان سے وصول احکام نبوۃ طبقات ستہ سافلہ میں بعد وفات شریف کے زمان انقطاع نبوۃ تک طبقہ زمین علیا مخصوص
تھا ساتھہ تحقیق ہمیں بہیں معلوم ہو گیا کہ منشا وقوع کی اشکال ظاہر ہو گیا کہ وحی فی کل سماء امرہا نسبت وحی طبقات زمین ستہ سافلہ
کی زمین طبقہ زمین علیا کی قیاس مع الفارق نہیں فافہم و افرق اس کی موجب اس تخصیص کے وہ خطرہ جو غلط فہمی سے جو بہ نسبت کی
عبارات واقع الوسوس نے اور بہ عبارت حاشیہ علی قاری کی کی جو جواب اس میں ہے کیا ہی بلکہ اس عبارت معالم التنزیل
امام بغوی کی یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعۃ الی الارض السفلی وہ زائل ہو گیا اس سے یہی تفسیر اعلم قاری کی
صحیح ہی ثانیہ من قولہ بینہن ای بین ہذہ الارض العلیا التی ہی ادنیٰ السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا اور اس تفسیر کی
وہ تفسیر جو ما بین السماء الدنیا یعنی ما بین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا کچھ مخل نہیں کیونکہ اوسکی مبائن نہیں کی
ظاہر ہی خلاصہ تحقیق لفظ بینہن کی وہ زمین اسلئے کہ کل سموات گویا منبع نزول وحی ہیں بوجہ عدم مرتبہ
اپنی کی واسطے وحی کی بوجہ تخصیص منزل الیہ مذکورہ کی ساتھہ ارض علیا کی تو تخصیص بہ خاتمیت مطلقہ کی وہ زمین
طبقات ستہ کی بوجہ عدم خصوصیت طبقہ ارض علیا کی قبل بعثت خاتمیت مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب تحقیق ہو جاوے
پس جاننا چاہیے کہ معنی اس آیہ یتنزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق تدبیرات امر صحیح غیر انبیاء ہے
اوسکی منزل وہ آسمان ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی اور وہ زمین ہی جسمیں اوسکا مدبر ہی علی ہذا القیاس حال جو
اور جو وحی کہ متعلق انبیاء ہی اوسکی منزل وہ ہی جسمیں وہ نبی ہی پس اگر وہ نبوت مقیدہ رکھتا ہی تو نزول
اور وصول اور منزل اور موصل مقید ہی اگر مطلق ہے تو یہہ سب امور مطلق لہذا لفظ امر جسکا مفہوم
عام آیہ مذکورہ میں نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہہ لفظ بہی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عمومیت
رکھتا ہے نہ مانند لفظ امر کی کہ وہ اس سے بالاتر ہے عمومیت میں کہ اعم العوام اور اشمل الشوامل اور
احوی الحوایا میں سے ہے فافہم و لا تتوہم جاننا چاہیے کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی موجود ہیں
اور عبارات مگر معتبر وہ ہی جو ان میں جو بعد تحقیق ہو چکی ہیں اور مخالف اصول دین نہ ہوں خصوص
باب عقاید سخت تر یا ترک ہی اللہ اعلم وعلمہ اسبغ و احکم پس بدا من تقریر و تحقیق ہذہ سرکار کے سب
شبہات جو اہل اشتباہ عموما و خصوصا اہل بعنایت الہی جلشانہ زایل ہو گئی تعصوصیہ شبہہ جو
از قبیل شبہہ افاضل تو کیا عوام کو بہی نشاید مخطور ہو اور اگر منظر خطرات ہو تو جانیے کہ

اور یہ کہ ان سب اول احکام نبوۃ طبقات سفلیہ مین بعد وفات شریف کے زمان انقضاء نبوۃ تک خلیفہ زمین علیا مخصوص
ہوا ساتھ حکم ہی سید المرسلین مانند قرآن کی ابن عباس کی بیان ظاہر ہو گیا کہ وہ وحی بھی کل سما و ارض کی نسبت وحی طبقات زمین سے شامل
کی ہو نہ بطبقہ زمین علیا اور قیاس مع الفارق نہیں فافہم اور فرق تا بین ہو جب اس تخصیص کے وجہ اخیر تو غلط فہمی جو بعض نسخہ سے
عبارت واقع الوسطی میں اور عبارت حاشیہ ملا علی قاری کی کی جواب الیسن کہ کیا ہی بلکہ سند اس عبارت معالم التنزیل
امام بغوی کی یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعۃ الی الارض السفلی وہ زائل ہو گیا یہ ہی تفسیر ملا علی قاری کی
صحیح ہی ثمانیہ من فوق بینہن ای ہذہ الارض العلیا التی ہی ادنی السماء والسماء السابعۃ التی ہے اعلاہا اور تفسیر
وہ تفسیر فقیر جو مابین السماء الدنیا ہی یعنی ما بین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا کچھ محل نہیں کیونکہ اوسکی عبارت نہیں کہ
ظاہر ہی ما حاصل تحقیق لفظ بینہن کی اور زمین اوسطی کی کل سموات گویا منبع نزول وحی ہین اور بوجہ عدم مرتبت
عہ
اپنی کی واسطی وحی کی ان بوجہ تخصیص منزل الیہ مذکورہ کی ساتھ ارض علیا کی تو خصوصیتہ خاتمیتہ مطلقہ کی اور زمین
طبقات ستہ کی بوجہ عدم خصوصیتہ طبقہ ارض علیا کی قبل بعثت خاتمیتہ مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب تحقیق ہو جاتا۔
پس جاننا چاہئے کہ معنی اس آیۃ یتنزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق تدبیرات امر ہی غیر انبیاء ہین
اوسکی منزل وہ آسمان ہی جسمین اوسکا مدبر ہی اور وہ زمین ہی جسمین اوسکا مدبر ہی علی ہذا القیاس حال جو
اور جو وحی کہ متعلق انبیاء ہی اوسکی منزل وہ ہی جسمین وہ نبی ہی پس اگر وہ نبوت مقیدہ رکھتا ہے تو نزول
اور وصول اور منزل اور موصل مقید ہی اور اگر مطلق ہے تو یہہ سب امور مطلق لہذا بلفظ امر جسکا مفہوم
عام آیہ مذکورہ مین نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہہ لفظ بھی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عموم
رکھتا ہے نہ مانند لفظ امر کی کہ وہ اس سے بالاتر ہے عمومیتہ مین کہ اعم العوام اور اشمل الشوامل اور
احوی الحوایا مین سے ہے فافہم ولا تتوہم جاننا چاہئے کہ روایات تفاسیر مین ہر قسم کی ہوتی ہین
اور عبارات مگر منجملہ وہ ہی جو لائق ہین جو بعد تحقیق ہوئی ہین اور مخالف اصول دین نہ ہوں خصوص
باب عقائد سخت تر نازک ہی واللہ اعلم وعلمہ اسبغ واحکم پس بعد اس تقریر و تحقیق کے [illegible] سب
شبہات جو اہل اشتباہ عموماً و خصوصاً [illegible] بعنایت الہی جلشانہ زائل ہو گئے خصوصاً یہہ شبہہ جو
از قبیل شبہہ افاضل تو کیا عوام کو بھی شاید مخطور ہو اور اگر بنظر خطرات ہو تو جانے دیجئے

ہر کلام اہل دعوی مین مدعا ما یہا ہے اور اونکا یہ لقب نا یافتہ ہی خصوص عیان صاحبان لئے
بہی اسکی تصریح نہین کی اگر اشارۃً ہین موافق قاعدہ عقلیہ اون صاحبونکی کہ اہندامینی اطلاق
خواتم کا کیا القاب وخطاب ضروری مگر نظائر ملایکہ کا کوئی خاتم نہین بسبب عدم شہرت نصوص
کے اس بابمین کہ بعد التیس ملایکہ اور وضع مراتب اونکی ترتیب بترتیب زمانی ہی یا ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور انسانی متحد
بحکم ہو لی جاہئین تہی بانتدا فزا دنوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا پس جس گاہ حکم متغایر ہوئی تو مطلب
تشبیہ بہی ہاتہہ سی چہوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا ورنہ جس فسادنی یہان اثر کیا تو وہ سی فساد
افراد انانسی تک بہی سرایتہ کر یگا پس اسصورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیہ ہاتہہ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے خاموش ہونا چاہئی فقط والله اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطہ ملایکہ پہونچنا وحی کا طبقات سافلہ مین نہ سہی مجرد حصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اب ہی تحقیق وصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اس
شبہہ ثانی کی بیشتر قسطاس مستقیم مین ہے بدین طور کہ درباره آگاہی امور شرعیہ یعنی حسن العقیدہ
والعمل خصوص جو متعلق ہین اپنی احکامی مجرد حصول جمیع علوم کافی نہین اسلئی کہ یہہ طریق مسلوک
اور رائج نہین خلاف سنت الہی جلشانہ ہی قولہ ولن تجد لسنت الله تبدیلا ۔ اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم بنسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام سے ہے یہہ خاصہ الہیہ ہے کریمہ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایۃ کریمہ ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی ان ہو الا انا نذیر مبین اور معہذا علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح نحوی کلام بنسبت حصول
جمیع علوم سے طرف خاتم الاولین والاخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والاخرین نہ کہ طرف
اور انبیاء کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئی کہ فقرہ علمت الی اخرہ بقید اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جب یہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین وآخرین مگر یہہ

ہر کلام اہل دعوی میں مدعا ما یہا ہے اور اونکا یہ لقب نا یافت ہی خصوص عیان صاحبان لئے
بہی اسکی تصریح نہیں کی اگر اشارۃً ہین موافق قاعدہ عقلیہ اون صاحبونکی کہ لہذا معنی اطلاق
خواتم کا کیا القاب وخطاب ضروری ہے مگر بظاہر ملایکہ کا کوئی خاتم نہیں بسبب عدم شہرت نصوص
سکے اس باب مین کہ سید الیتین ملایکہ اور وضع مراتب اونکی ترتیب بترتیب زمانی ہے یا ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور اناسی متحد
بحکم ہونی چاہئین تہی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا پس جس گاہ حکم متعاید ہو تو مطلب
تشبیہ بہی ہاتہہ سی چھوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا ورنہ جس فسادنی یہان اثر کیا تو وہ سی فساد
افراد اناسی تک بہی سرایتہ کر یگا پس اس صورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیتہ ہاتہہ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے خاموش ہونا چاہیے فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطہ ملایکہ پہونچنا وحی کا طبقات سافلہ مین نہ سہی تجرد حصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اب ہی تحقیق وصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اس
شبہہ ثانی کی بہتر قسطاس مستقیم مین ہے بدین طور کہ دربارہ آگاہی پوری شریعتہ سی حسن العقیدہ
والعمل خصوص جو متعلق ہین لوجی احکامی تجرد حصول جمیع علوم کافی نہین اسلئی کہ یہہ طریق مساوک
اور نمائی نہین خلاف سنت الہی چلتا نہ ہی قولہ تعالیٰ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم بنسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام ہے یہہ خاصہ الہیہ کریمہ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایتہ کریمہ ماکنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی ان انا الا نذیر مبین اور معہذا علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح فحوی کلام بنسبت حصول
جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین والآخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والآخرین نہ کہ طرف
اور انبیاء کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئی کہ فقرہ علمت الی اخرہ بقید اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جب یہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین وآخرین مگر یہہ

اور یہ امر دیگر ہی کہ اگر منزل مطلق ہی اور عام تو بعثت بھی ایسی شی ہی اور جو مقید ہو اور
خاص تو بعثت بھی علی ہذا القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سلف جو بطرق متعددہ درباره
اس امر مذکور کی کتب معتبرہ معتمدہ سے دستیاب ہوئی ہیں اونکو ایک قسطاس اخیر میں
لٹو خاتمہ کتاب مع توجیہات ضروری کی تحریر کر دیا ہی فقط واللہ اعلم بالصواب اور اغراض
ہو کہ صریح قولہ تعالی قد نری تقلب وجہک فی السماء الآیۃ ہی بانتظار وحی جانب آسمان یعنی
حالت نماز میں بیچ فائدہ دینی معنی نزول کے اور یک جانب سی نیچی کی طرف کو اسا ہی کہ یہ
تقلب مراد ہی بانتظار نزول جبرئیل علیہ السلام جو ایک امر حسی شہادی تھا بنسبت حس
شریف آنحضرت صلعم کی یہ نسبت نزول نبی کے جو وحی آیا امر معنوی و غیبی ہے اور تلقی معنوی
الہی القائی جو بلقی ہوتا تہا اور غیر مکتنف بکیفیت ... غیر مکتنف با ہو حیثیہ مثل انتظار واصل
پیام منبر در ضمن انتظار پیغام محبوب مثلا اصالتاً ع خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران ۱۲ اور بعض امر گاہ علاقہ اس نزول کا تہا ساتہ شکل کری دوار
کے اگرچہ نزول جبرئیل سے مراد ہو تب بھی وہ نزول جس جانب سی ہو علو حسی مذکور ہی ہے
اور نیز سماء یعنی علو بھی ہے اور ہر جانب شکل مذکور میں علو ہی ہے جیسا کہ گذرا و الا ہر
توجیہات مذکورہ کافی ہیں فافہم الحذر الحذر اور لفظ لتعلموا واقع آیہ مذکورہ جو غایت ہی تنزل امر
کا اور خلق سبع سموات و ارض کے محض اسکی فائدہ عائدہ تمہاری ہے کی ہی ترجمہ آیہ
شریفہ اللہ وہ ذات پاک ہی جسنی پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمینوں کو انہی کی
یا زمینان ہیں مانند اونکی اوترتا ہی امر یعنی وحی درمیان اونکی تا کہ تم جانو یہ کہ تحقیق اللہ اوپر
ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہی اور یہ کہ تحقیق اللہ نی بیشک گھیر لیا ہی ہر چیز کو اپنی علم سے
واللہ اعلم بالعلم المحیط الحذر الحذر **قسطاس حل و دویم** ہر گاہ تحریر بعض فضلاء مشتمل اعتذار
صریح صفحہ ۱۲ میں واقع ہوئی ہو کہ بوجہ عدم نبوت قطعی خواتم ستہ کسیکو تکلیف عقیدہ نہیں
دلسکتی اور نہ منکر کی تکفیر کر سکتی ہیں اسواسطی کہ احتمال خطا باقی ہی کیونکہ ایسی تصریح کوئی منجوج

اور یہ امر دیگر ہی کہ اگر منزل مطلق ہی در عام تو بعثت بھی ایسی ہی ہی اور جو تقیید ہو تو
خاص تو بعثت بھی ہی علی ہذا القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سلف جو بطرق متعدد در بارہ
اس اثر مذکور کی کتب معتبرہ معتمدہ ہماسی دستیاب ہوئی ہیں اونکو ایک قسطاس میں خیرین
لطو خاتمہ رسالہ بمعہ توجیہات ضروری کی تحریر کر دیا ہی فقط واللہ اعلم بالصواب اور اغرب
ہو کہ صریح قولہ تعالی قد نری تقلب وجہک فی السماء الآیہ ہی بانتظار وحی جانب آسمان عین
حالت نا زمین پیچ فائدہ دینی معنی نزول کے اور نیچی جانب سی نیچی کی طرف کو اسا ہی کیونکہ
تقلب مراد ہی بانتظار نزول جبرئیل علیہ السلام جو ایک امر حسی شہادی تھا نسبت حس
شریف آنحضرت صلعم کی بہ نسبت نزول وحی کے جو وہ ایک امر معنوی و غیبی ہے اور تلقی معنوی
الہامی القائی جو ملقی ہوتا تھا اور غیر مکتنف بکیفیت ... غیر مکتنف با موجبہ مثل انتظار واصل
پیا مبرندہ وصول انتظار پیغام محبوب مثلاً اسماءنا ... خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران اور بعد اس کے علاوہ اس نزول کا تھا ساتھ شکل کرّی دوار
کے اگرچہ نزول جبرئیل سے مراد ہو تب بھی وہ نزول جس جانب سی ہو علو حسی مذکور ہی ہے
اور نیز سماء یعنی علو بھی ہے اور ہر جانب شکل مذکور میں علو ہی ہے جیسا کہ گذرا والاتیہ
توجیہات مذکورہ کافی ہیں فافہم الحذر الحذر اور لفظ لتعلموا واقع آیہ مذکورہ جو غایۃ ہی تنزل الامر
کا اور خلق سبع سموات و ارض کے محض اسطی فائدہ عائدہ تمہاری سی ہا کی ہی ترجمہ آیہ
شریفہ اللہ وہ ذات پاک ہی جسنی پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمینوں کو مانند اونکی
یا زمینان ہیں مانند اونکی اوترتا ہی امر یعنی وحی درمیان اونکی تا کہ تم جانو یہ کہ تحقیق اللہ اوپر
ہر چیز کے قدرت رکھنی والا ہی اور یہہ کہ تحقیق اللہ نی بیشک گھیر لیا ہی ہر چیز کو اپنی علم سے
واللہ اعلم بالعلم المحیط الحذر الحذر **قسطاس چہل و دوئیم** ہر گاہ تحریر بعض فضلاء مشتمل بر اعتذار
صریح صفحہ ۲۳ میں واقع ہوئی ہو کہ بوجہ عدم ثبوت قطعی خاتم ستہ کسیکو تکلیف عقیدہ نہیں
دلسکتی اور نہ منکر کی تکفیر کر سکتی ہیں اسواسطی کہ احتمال خطا باقی ہی کیونکہ ایسی تصریح کوئی منجون جو

ہوا کہ جو نبی قطعی النبوت نہیں یا نہ خواتم ستہ وہ لائق تکلیف ہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر
بھی نہیں اسواسطی کہ احتمال خطا رباقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں ہیں پر
خاتم تو کیسی ہو سکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہو سکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلیی کہ لحاظ جانب
حقیقت واضافت بہ نسبت خاتمیت تہا یہہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطی بحث فرضا یا فرضیہ مقدرہ
کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تہوڑی ہیں پس جاننا چاہیی کہ بموجب انصاف اہل اشتباہ
خود اشتباہ برطرف ہو گیا الحمد للہ کہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیہ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
بلکہ افراد امتہ امم سابقہ ہی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت ہدایت بغیر فرق
وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہہ اصل خلاصہ اثر
حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ نبی کنبیکم کو مجاز مرسل کہا جاوی
کہ جسمیں علاقہ غیر تشبیہ ہوتا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند ید کی نعمت میں تو یہان درست
ہی نہیں ہو سکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطی
ہادی کے بغرض بلاغت میں براہ کمال مبالغہ المجاز اللغوی ان کانت العلاقۃ فیہ غیر المشابہۃ کالید
فی النعمۃ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغۃ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرجہ
قول عند از مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلیی کہ ثبوت نبوت میں دخل
ابتدائی قرآن و حدیث سے ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ
متوترہ صرفہ نہیں بلکہ مؤید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بھی متوجہ ہو سکتا ہے کہ فعل اللہ
اس سے بصورت پذیرائی ازالتعطل و رسد الیتہ مذکورہ تکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
لازم آتا ہے تو بلا نظیر نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم بہر تکفل مذکور کا عزل ناروا
جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت ظہور تیاری سلسلہ
ہر طبقہ سافلہ بالفرد ظہور مبدا اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل
حضرت آدم طبقہ ارض علیا بھی لازم آتا ہے بہ نسبت طبقات سافلہ اور اجتماع عزل و نصب

ہوا کہ جو نبی قطعی الثبوت نہیں یا نہ خود خاتم ہستہ وہ لایق تکلیف بہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر بہی نہیں اسواسطی کہ احتمال خطا ر باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں پہر خاتم تو کیسی ہو سکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہو سکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلئی کہ لحاظ جانب حقیقت و اضافتہ بہ نسبت خاتمیتہ تہا یہہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطی بحث فرضا یا فرضیہ مقدرہ کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تہوڑی ہین پس جاننا چاہیی کہ بموجب انصاف اہل اشتباہ خود اشتباہ برطرف ہو گیا الحمد للہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیتہ نہ خاتم حقیقی ہین نہ خاتم اضافی بلکہ افراد امتہ امم سابقہ سی ہون یا افراد امت محمدیہ میں سے ہین بصورت ضرورت ہدایت بعض قرن وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجہا اگر اس فقرہ فیہ نبی کنبیکم کو مجاز مرسل کہا جاوی کہ جسمین علاقہ غیر تشبیہہ ہوتا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند لکی نعمت مین تو یہان درست ہی نہین ہو سکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطی ہادی کے لفظ بلا ایتہ مین براہ کمال مبالغہ المجاز اللغوی ان کانت العلاقتہ فیہ غیر المشابہتہ کالید فی النعمتہ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغتہ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرج قول عتند از مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلئی کہ ثبوت نبوت مین دخل ابتدائی قران و حدیث سے ہے نہ اجماع یون انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ موثرہ صرفہ نہیں بلکہ موید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بہی متوجہ ہو سکتا ہے کہ قطع النظر اس سے بصورت پذیرائی ازالتعطل و رسالتہ مذکورہ تکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر لازم آتا ہے تو بلا نظیر نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم ہر تکفل مذکور کا عزل نا روا جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بر وقت ظہور تیاری سلسلہ ہر طبقہ سافلہ بالضرور ظہور مبدا اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل حضرت آدم طبقہ ارض علیا بہی لازم آتا ہے بہ نسبت طبقات سافلہ اور اجتماع عزل و نصب

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں تھا اور نبی تھیں تھا جیسا کہ عقیدۂ اسلام ہے کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
مقابل میں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء اور بس اسی عبارت سے اولیتہ نبوت اور آخریتہ نبوت
سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء میں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور
اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیتہ اس صفت کی اولیتہ نوع انسانی بھی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم
کے بخلاف آخریتہ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیتہ کی آخریتہ نوع انسانی نہ وابستہ
ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے لاکھوکھا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی ہیں پس واضح ہوا
کہ اولیتہ حقیقی اور اضافی اور آخریتہ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے فافہم
ولا توہم یہ تحقیق چنانکہ کسی اور قسطاس میں بھی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
سے اول حقیقی نبوتاً وخلافۃ انسانیہ ہیں اور مراد خاتم حقیقی آخر حقیقی ہے نبوۃً نہ خلقۃً فافہم
اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوے تو یہہ امر مستلزم ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام
انقطاع سلسلۂ نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی آیا پیشتر نوبت
اس تیاری ہر سلسلہ سافلہ یقیناً دیہہ سے ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پھر تعطل مذکور
لازم آئی بروقت تیاری ہاے سلاسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل نصب
مذکور نسبت شریعت ہا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرایع آدم اضافی بعلت مذکورہ
لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہرگاہ بتسلیم تکفل شریعت آدم طبقہ ارض علیا الشبہ طبقات
سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہہ تکفل ساری اور جاری ہو سکتا ہے نسبت اواسط
طبقات سافلہ بھی نظر بہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش
تا فرش مسلم طرفین اہل نظر میں ایسے ہی تکفل مذکور کافی تھا پھر کیا ضرورت ہوئی واسطے ایجاد
خواتم سافلہ کی کیا بلکہ واسطے جمیع انبیاء سلاسل طبقات سافلہ از اوائل تا اواخر اور نیز
یہی مساعی ہے عنوان عمل درآمد سلسلہ طبقہ ارض علیا کی بھی جو کہ مقر خاتم حقیقی ہے صلعم

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں تھا اور نبی تھیں ہوتا جیسا کہ عقیدۂ اسلامیہ ہے کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
مقابل میں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء الیس مراسل عبارت ہے اولیۂ نبوت اور آخریۂ نبوت
سے یعنی اول حقیقی زمرۂ انبیاء میں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور
اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیۂ اس صنف کی اولیۂ نوع انسانی بھی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم
کے بخلاف آخریۂ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیۃ کی آخریۂ نوع انسانی نہ وابستہ
ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے لکھوکہا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی ہیں واضح ہوا
کہ اولیۂ حقیقی اور اضافی اور آخریۂ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے فافہم
ولا توہم یہ تحقیق چنانکہ کسی اور قسطاس میں بھی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
سے اول حقیقی نبوتہ وخلافۃ الانسانیۃ میں اور مراد خاتم حقیقی سے آخر حقیقی ہے نبوۃ نہ خلقتہ فافہم
اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوی تو یہہ امر مستبعد ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام
نقاط ستہ نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی ایا پیشتر نوبت
اس تیاری ہر سلسلہ سافلہ یقیناً دیہہ سی ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پہر تعطل مذکور
لازم آئی بروقت تیاری ہائے سلاسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل ونصب
مذکور نسبت شریعت ہا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرائع اوادم اضافی بعلت مذکور
لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہر گاہ بتسلیم تکفل شریعت آدم طبقہ ارض علیا النسبت طبقات
سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہہ تکفل ہو سکتی اور جاری ہو سکتا ہے نسبت اوساط
طبقات سافلہ بھی بنظریہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش
تا فرش مسلم طرفین اہل نظر میں ایسے ہی تکفل مذکور کافی تہا پہر کیا ضرورت ہوئی واسطے ایجاد
خواتم سافلہ کی کیا بلکہ واسطے جمیع انبیاء سلاسل طبقات سافلہ از اوائل تا اواخر اور نظایر
یہی مساعد ہے عنوان علی رائد سلسلہ طبقہ ارض علیا کی بھی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے صلعم

اغنا از حضرت ہارون اس بارہ میں باوجودیکہ لاکہہا بنی اسرائیل کے یہہ ہی ہا سیلئے تہا شرکت مذکورہ
کا اور فرعون و آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہے متحد تہی اور شریعت بہی ایکہی
سی تہی اور طریقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایکہی تہا کہ علاقہ جدا گانہ تہا گو
حضرت موسی افضل تہے مرتبہ میں یہہ امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
تو گنجائش تہی اسلئے کہ شریک تہی اس منصب میں بالخصوصیۃ المذکورۃ لیکن اونکی فعل کو
اپنا ہی فعل سمجہتی تہی علی ہذا القیاس لعثبۃ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز بعثت حضرت شعیب
و حضرت موسی سا نہہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملۃ مآل کار ایک قسم کی شرکت ہی ہے
بہ یعنی کہ تفرد و استقلال خالص تو نہتہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جدا گانہ سی ایک زمان
میں تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام از
جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سی تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس مدین اور ایکہ علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام سی کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرائع بہی جدا گانہ تہین
غالباً پس معلوم ہوا کہ بعثت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد با لاستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند بعثت اور حضرات انبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کے کہ ظاہر ہی کلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستقلہ سی خود حال مدعیان نبوت کذابوں ملعونوں جو وارد احادیث صحیحہ تا قیام قیامت
جو موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دفعیۂ واہمہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم سن آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا چہ جا کہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للّٰہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس بعثت
مین اصلا شرکت نہین یہین وجہہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہو سکتا لزوماً و تعدیاً یعنی نہ اپنی واسطی اور نہ واسطی

اغلب از حضرت ہارون اس بارہ مین باوجود یکہ لا کہہ بنی اسرائیل کے یہہ ہی باہمہ تہا شرکت مذکورہ
کا اور فرعون اور آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہی متحد تہی اور شریعت بہی ایک
ہی تہی اور طریقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جداگانہ نہ تہا گو
حضرت موسی افضل تہے مرتبہ مین یہہ امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
تو گنجایش تہی اسلئی کہ شریک تہی اس منصب مین بالخصوصیتہ المذکورۃ لیکن اونکی فعل کو
اپنا ہی فعل سمجہتی تہی علی ہذا القیاس لغایتہ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز لغایت حضرت شعیب
و حضرت موسی سا نہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ تا آل کار ایک قسم کی شرکت ہی ہے
بایں معنی کہ تفرد و استقلال خالص تو نہ تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جداگانہ سی ایک زمان
مین تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سی تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس مدین اور ایکہ علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام سی کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرایع بہی جداگانہ تہین
غالبًا پس معلوم ہوا کہ لغایتہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد باستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند لغایتہ اور حضرات انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ظاہر ہی کلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستقلہ سی خود حال مدعیان نبوت کذابون ملعون جو وارد احادیث صحیحہ تا قیام قیامت
جو موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دفعیہ واہمہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم سی آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا چہ جا کہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للّٰہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
مین اصلا شرکت نہین یہی وجہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہوسکتا لزومًا و تعدیتًا یعنی نہ اپنی واسطی اور نہ واسطی

اور نیز نوع یعنی خاتم حقیقی جامع نہ ہوگی بوجہ منافات طرفین بلکہ فاقد المصداق ہوجاوے فقط
امر ہوگیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اول اضافی جو اولاد آدم اضافی ہیں اور نیز اوپر سلسلہ مذکورہ بلکہ بنظر تحقیق تمام افراد
خواتم جملہ طبقات سافلہ خواتم حقیقی ہی ہیں کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہیں بلکہ حقیقتہ
ہی ہے اسواسطے کہ اضافت بالنسبت الی المنتسبین ہوتی ہے اور تغایر اعتباری کا ایسی مقام
میں کچھہ اعتبار نہیں پہر اسکی بہی چہوڑنا بلاضرورت بیفائدہ ہے اور جاننا چاہئیے کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختم و خاتم حقیقی نوع
واحد لاشئی کا سلسلہ ترتیبی زمانی میں بدیہی البطلان ہے پس اگر اولاد آدم ستہ جو اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سے ہیں تو اول حقیقی ہونا اونکا وجودا باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفا جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت میں جو مراد ہی ان
دونوں وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ میں علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
منقطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفا ہے نہ وجودا اسواسطے کہ مابعد اوسکی اور افراد نبی آدم
بہی وجودا ہیں نہ وصفا اور ستر اس امر فارق اور فیصل میں یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
ارض علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہیں بلکہ اوسکو انتہا ہی نظر بنسخ شریعت مانند اور
اوسط کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یعنی وا آدم ستہ اگر اولاد
سے اور کسی آدم کی ہیں بقول مشہور السنہ عوام کہ انکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا متعلق
ہیں انہی آدمیتہ میں وجودا اور وصفا مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہود لہ بالقران والحدیث
والاجماع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الایتہ واول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
محمد علیہ وعلیہم السلام وحدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت لیس بعد نبوت اس

اور نیز تو نے خاتم حقیقی جامع نو دو کی بوجہہ مساوقت طرفین تاکیناً قد المصداق ہونیکا خیط
امر ہوگیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اول اضافی جو اوادم اضافی ہیں اور نیز او ہند سلسلہ مذکورہ بلکہ بنابر تحقیق تمام افراد
خواتم جملہ طبقات ستہ خواتم حقیقی ہی ہیں کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہیں بلکہ حقیقتہ
ہی ہے اسواسطے کہ اضافت بالنسبت الی المنتسبین ہوتی ہے اور تغایر اعتباری کا اسیتقام
مین یہہ اعتبار نہیں پہر اسکی بہی چہوڑنا بلا ضرورت بیفائدہ ہے اور جاننا چاہئے کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختتم و خاتم حقیقی نوع
واحد لاشیٔ سلسلہ ترتیبی زمانی مین بدیہی البطلان ہے پس اگر اوادم ستہ جو اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سے ہین تو اول حقیقی ہونا اونکا وجوداً باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفاً جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت مین جو مراد ہی ان
دونون وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ مین علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
منقطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفاً ہے نہ وجوداً اسواسطے کہ مابعد اوسکی اور افراد آدم
بہی وجوداً ہین نہ وصفاً اور سر اس امر فارق اور فیصل مین یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
ارض علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہین بلکہ اوسکو انتہا ہی بنفس نسخ شریعت مانند اور
اوسط کی یعنی دیگر رسل وانبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یعنی اوادم ستہ اگر اولاد
سے اور کسی آدم کی ہین بقول مشہور السنہ عوام کہ انکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا مستقل
ہین اپنی آدمیتہ مین وجوداً اور وصفاً مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہود لہ بالقران والحدیث
والاجماع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الایتہ واول الانبیاء آدم وآخرہم نبینا
محمد علیہ وعلیہم السلام وحدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت پس بعد نبوت اس

اور حال اوایل یعنی اوادم بہی ایسا ہی جانا چاہیئے کہ ہمراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے ہوں جو عبارت ہی مرسل اول سے اور نیز پیشتر اوس سے ہوں پس اونکی طبقات کی ہستی ظلیہ رہی انہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہ کو جاب ہونے ہر طبقہ کے طبقات ستہ سافلہ سے بہ نسبت اپنی اپنی طبقۂ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہونے اپنی کے باعتبار ترتیب زمانی بہ نسبت طبقۂ عالیہ کے فسطاس چہل و پنجم ہر گاہ وحی مطلق جو لازمۂ فرائی ہے رسالت خاتمیۂ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قولہ تعالیٰ قل اوحی الیّ ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ تو جڑ کٹ گئی بعنایت الٰہی جلشانہ عقیدۂ فاسدۂ مندرجہ رسالہ نصیر المومنین فی ردّ قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوسواس وغیرہ اقوال من معہ کے بہی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور وہ عقیدۂ فاسدہ ادعاء خصوصیتیہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھہ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر نہیں ساتھہ کسی بہی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام ہو بلکہ عموم بعثتہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت النصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس شامل ہے تمام مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز بعثتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے تو ظاہر باہر ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر گوش موجودات میں پہونچا ہوا ہے اور دراصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی ردّ قول الجاہلین کو شبہہ الحاوی ہوا بوجہ استدلال ساتھہ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ متبرکہ یامریم ان اللہ اصطفیک علی نساء العالمین اور سے العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین کے اور اعظم شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ عام

اور حال اوایل یعنی آدم بھی ایسا ہی جانا چاہئے کہ ہمراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے
ہوں جو عبارت ہی رسل اول سے اور نیز بیشتر اوس کے ہوں پس اونکی طبقات
کی ہنوز ظہور ہی نہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہہ کو حاجت ہوئی ہر طبقہ کے طبقات سافلہ
سے بہ نسبت اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہوئے اپنی کے باعتبار ترتیب
زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے فسطاس چہل و پنجم ہرگاہ وحی مطلق جو لا نذر ملزوم اتی
ہے رسالت خاتمیہ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قولہ تعالیٰ قل اوحی
الیّ ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ ۔ تو جڑ کٹ گئی بعنایت الٰہی جلشانہ عقیدہ فاسدہ مندرجہ
رسالہ نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول رافع الوسواس
وغیرہ اقوال مذہبہ کے بھی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور رد عقیدہ فاسدہ ادعای
خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھہ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر انہیں ساتھہ کسی بھی دلیل کے جو مسلّم اہل اسلام
ہو بلکہ عموم بعثتہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت بالنصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس
شامل ہے تمام مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز بعثتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو
اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق بر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے
تو ظاہر باہر ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب
میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر گوش موجودات میں پہونچا
ہوا ہے اور دراصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین
کو شبہہ الحاوی ہوا بوجہہ استدلال ساتھہ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ
متبرکہ یا مریم ان اللہ اصطفیک علی نساء العالمین اور بر العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین
نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین کے اور اخذ شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ عام

تاویلات فاضلانہ تو تہی اور لعنتہ مطلقہ کی تو قایل تہی اگرچہ دربارہ اثبات خاتمیتہ انسانیہ معتقد وہ تہا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکہا خاتمیتہ کو ایسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ نفی النبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طریقہ اعنی علیا مین بند کرنا چاہا ذرہ بہر بہی خیال نہ ہار وہ مٹا کہڑا ہوتا ہے اونکو کچہہ گرا نگی نہین آتی قشعریرہ بہی نہین ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور لعنتہ عامتہ اوس ہی قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان مین یہہ آیت نازل ہے کریمہ لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ الایتہ مگر اس ہی قرآن مین یہہ بہی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ الایتہ الیتہ یہہ امر تسلی بخش ہے بجز استرجاع چارہ نہین سبحان اللہ کریمہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اور اعجاب کل ذی رای برای سے پیرایہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت تصر المومنین کو کیا بلا دلیری ہے کہ تسلسلت فالکان لعنتہ عامتہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بل تمام امتہ محمدیہ کو داغی کر دیا کسیکو جاہل کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہوئی خدا نخواستہ تو یہہ شخص معہ اپنی چند اتباع بنگئے اکیلی بہشتو بہین کیا کرینگا کتنا کٹڑیان مارلئے پہر نیگی بہشتان تو اونکی حق مین مثل بن بلیشہ ہو جاوینگی آخر جی کہبراویگا پہر طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا پس ایسی ہی تقلیل مسافت کرین تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ انہونمین فضل و کمال اور تقوی وطہارت وجاہ وجلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ چہاپون کے سفیدی پر سیاہی ڈالنی کا اور چہرین لگادیتی کا ہر کس و ناکس کا نام ہی صادق آتا ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس رؤسا جہالا افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

تاویلات فاضلانہ تو تہی اور لعنتہ مطلقہ کی تو قایل تہی اگرچہ دربارہ اثبات خاتمیتہ
اضافیہ عشنا وہ تہا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکہا خاتمیتہ کو
ایسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ نفی النبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ رض
علیا مین بند کرنا چاہا ذرہ بہر ہی خیال نہ ہارو مثا کہڑا ہوتا ہے اونکو کچہ گوارا گی
نہیں آتی قشعریرہ بہی نہین ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور لعنتہ عامہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان مین یہہ آیت نازل ہے کریمہ لو انزلنا ہذا
القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ الا یہ مگر اس ہی قرآن شریف
مین یہہ بہی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنہ
وابتغاء تاویلہ الایتہ الایتہ یہہ امر تسلی بخش ہے یعنی استرجاع چارہ نہین سیر دیکہا
کہ یہہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا وما بطن اور
اعجاب کل ذی رای سے پیرایہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت تحذیر المومنین
کو کیا بلا دلیری ہے کہ نسبت قائلان لعنتہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بلکہ تمام امتہ محمدیہ کو داغی کردیا کسیکو جاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی ہی عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہوجی خدانخواستہ تو یہہ شخص معہ اپنی چند اتباع
کے اکیلی بہشت کو نہین کیا کریگا کٹ کٹریان مارلتے پہرینگی بہشتان تو اونکی حق
مین مثل بن بلیتہ ہوجاوینگی آخر ہی کہیرا ویگا یہہ طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا
پس اب ہی تقلیل مسافت کرین تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ اندونمین فضل و
کمال اور تقوی وطہارت وجاہ وجلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ چہاپون کے
سفیدی پر سیاہی ڈالنی کا اور مہرین لگادیتی کا ہر کس و ناکس کا نام ہی صادق آتا
ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس رؤسا جہالا افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم
واخذتم علی ذالکم اصری الآیۃ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی مانند
حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صلعم حقیقۃً مانند صحابہ کرام رضہ اور
حاضرین حکماً تا نفاذ زمان پہر عام ہے اس سے کہ اُمتہ اجابتہ ہو یا اُمتہ دعوۃ اور اس
حکماً میں نبی سابق النبوۃ معزول الشرعیہ باقی النبوۃ ہو مانند حضرت عیسی علیہ السلام اور
حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہیں اور نداء مذکور بایںطور ہے کہ انی رسول اللہ الیکم ۔
علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیتہ تصور کرنا چاہیئے اور وجہ تخصیص
ناس عنقریب گذر چکی اور پہر تاکید فرمائی ساتہہ لفظ جمیعًا کے تا کہ کوئی فرد انسان دائرہ سے
فائت نہو جہان کہیں ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ میں کسی زمان میں ہو کیونکہ سیاق
کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالت کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ جیسا وہ مالک
ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شئ
کے حسب حیثیت و لیاقت اوسکی اور ذکر ناس کا اس آیتہ میں بطریق ذکر افراد عظیمہ سے اور دلالت
اوپر افراد باقیہ کے اور سایر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہیں پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
اور رسل کا بہی ہیں پس واضح ہوا کہ جانب خالق جلشانہ سے جو مبدء فیاض ہے تمام
مخلوقات واسطے اس فیض لطیفہ عامہ کی فیض رسی میں سب شامل ہیں تا کہ مبدء فیاض
کی جانب سے کمی نہ ہے ۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفتہ بخت بدنصیب وارد ان سے بے بہرہ رہجاوے
بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصاب من ذالک النور اہتدی ومن اخطاء ذالک النور
ضل اور علی ہذا القیاس کریمہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الآیۃ اگر ایسا نہو تو ہوسکے
جیسی ہی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہیں اور فقیر الی اللہ ہوں حالانکہ بوجہ عموم المراد تمام
مخلوق عوالم ثلثہ اور اور جو جو مخلوق علم الہی جلشانہ میں ہیں فقیر الی اللہ ہوں اور ۔
علی ہذا القیاس کریمہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الآیۃ میں صرف آدمی ہی مراد [illegible]

لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ءاقررتم
واخذتم علی ذٰلکم اصری الآیۃ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی مانند
حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صلعم حقیقۃً مانند صحابہ کرام رض اور
حاضرین حکماً تا نفاد زمان پھر عام ہے اس سے کہ امتہ اجابتہ ہو یا امتہ دعوۃ اور اس
حکماً میں نبی سابق النبوۃ معزول الشریعۃ باقی النبوۃ ہو مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام و
حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہیں اور ندا مذکور بایں طور ہے کہ انی رسول اللہ الیکم۔
علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیت تصور کرنا چاہیے اور وجہ تخصیص
ناس عنقریب گذر چکی اور پھر تاکید فرمائی ساتھ لفظ جمیعاً کے تا کہ کوئی فرد انسان اس سے
فائت نہو جہاں کہیں ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ میں کسی زمان میں ہو کیونکہ سیاق
کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالت کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ جیسا وہ مالک
ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شی
کے حسب حیثیت و لیاقت اوسکی اور ذکر ناس کا اس آیہ میں بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور دلالت
اوپر افراد باقیہ کے اور سائر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہیں ایسا ہی معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
اور رسل بھی ہیں ایسا ہی واضح ہوا کہ جانب خالق جلشانہ سے جو مبدء فیاض رہا ہے تمام
مخلوقات واسطے اس فیض بعثۃ عامہ کی فیض رسی میں سب شامل ہیں تا کہ مبدء فیاض
کی جانب سے کمی نہ رہے مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی شقیہ بخت لغضب واثر دن بے بہرہ رہجاوے
بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصاب من ذالک النور اہتدی ومن اخطاہ ذالک النور
ضل اور علی ہذا القیاس کریمہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الآیۃ اگر ایسا نہو تو ہوے
جیسی ہی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہیں اور فقیر الی اللہ ہوں حالانکہ بوجہ عموم الفقراء تمام
مخلوق موالید ثلثہ اور ماورے جو مخلوق علم الہی جلشانہ میں ہیں فقیر الی اللہ ہوں اور
علی ہذا القیاس کریمہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الآیۃ میں صرف آدمی ہی مراد [illegible]

ہوگا یا منسوخ اور مصروف ہوگا پس منشاء شرعی میں اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل مفسر
ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی مجمل متشابہ ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل
مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر
نے کچھ کچھ کہا ہے مثلاً حضرت ابن عباس رض رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر میں سوای انا اللہ اعلم
مراده کے کچھ نہ کہا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے گو تفسیر بامر نہاد ہوگئی کہ مراد الف سے
اللہ ہی اور لام سے اعلم ہے اور میم سے مراده کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم از خفی نکلا
یا قریب قریب الاعجام والابہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہہ مقدمہ ممہد ہوا
تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نہیں کہنا سے بلا انضمام کیا بلکہ بلا استقلال استبداد
دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناشی لوجود منشاء اور پر اثبات خاصیتہ کی خواہ اضافی
ہو یا حقیقی صرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضائی سلسلہ ترتیبی ہے وجود
مبدا اور وجود مقطع جو دربارہ منتزع عقلی کے جو بیان واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں
خصوصاً اس مقام میں کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیساکہ
مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قسطاس ہے فافہم یا الفہم الاتم
ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابتہ عقلی فی نفسہ پائی جاتی ہو مگر اذن شرعی
نہ ہو تو بھی اطلاق نامرضا ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور یہی امر اسخ
ہے اذ لا بد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث
شریفہ کا من قال فی القرآن برایہ واصاب فقد اخطاء یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید
مطابق صرف عقل صائب کیجاوی بدون لگاو ملکہ راسخہ مستحصلہ بامداد تعلیم اساتذہ
مہرہ بالقرآن جو قابل اطمینان ہے کہ جسکا لگاؤ قواعد شرعی سے ہوا و حسب اتفاق
مطلب شرعی کو پہونچ بھی جاوی تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہونچا باوصف صائبیت عقلی
کے تب بھی بالطریق اولیٰ خطا ہے نظر بایں معنی کہ غالبا آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

ہوگا یا منسوخ اور مصروف ہوگا پس منشاء شرعی یہ ہیں اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل منصوص
ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی مجمل منہاج ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل
مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر
نے کچھ کچھ لکھا ہے مانند کہ حضرت ابن عباس رض رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر میں سوای اللہ اعلم
معہ اوہ کے کچھ لکھا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے گو تفسیر بنام نہاد ہوگی کہ مراد الف سے
اللہ ہی اور لام سے اعلم ہے اور میم سے معہ اوہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم از خفی نکلا
یا قریب قریب الخفا اجمام و ابہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہہ مقدمہ ممہد ہوا
تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نہیں کہنا کے بلا انضمام کیا بلکہ بلا استقلال م استبداد
دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناشی بوجود منشاء اوپر اثبات خاتمیتہ کی خواہ اضافی
ہو یا حقیقی صرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضا ہی سلسلہ ترتیبی ہے وجود
مبدا اور وجود مقطع جو دربارہ منتزع عقلی کے جو پر آن واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں
خصوصًا اس مقام میں کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ
مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قسطاس ہے فافہم بالفہم التام
ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابتہ عقلی فی نفسہ پائی جاتی ہو مگر اذن شرعی
نہو تو بھی اطلاق ناروا ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور یہی امر اسلم
ہے اذ لا بد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث
شریفہ کا من قال فی القرآن برایہ و اصاب فقد اخطاء یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید
مطابق صرف عقل صائب کیجاوے بدون لگاو ملکہ راسخہ مستحصلہ با ارادہ تعلیم اساتذہ
مہرہ بالقرآن جو قابل اطمینان ہے کہ جسکا لگاؤ قواعد شرعی سے ہو اور حسب اتفاق
مطلب شرعی کو بھی پہنچ بھی جاوے تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہنچا باوصف صائبہ عقلی
کے تب بھی بالطریق اولی خطا ہے نظر بایں معنی کہ غالبًا آیندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کو جو کہ روایت سے اونسے بطور حدیث
قدسی کے بروی عن الرسم تبارک ولقد لولم احتم بہ النبیین لجعلت لربنا نکون لعبدہ نبیا ابدہ
یہ حدیث شریف صریح منشار شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اوپر خاتم طبقہ اصفیا
علیا کے فقط لا غیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نص قرانی ہے آیت خاتمیہ مین یعنی
اگر نزول آیۃ خاتمیہ بالفرض نہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوئی واسطی اثبات مطلب
خاتمیہ کے صریح لیس جو قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیہ کے ساتھہ منضم کیا جادی واسطے اطلاق
لقب مذکور کے بنسبت خوا تم اضافیہ سنہ مذکورہ کے تب بہی وہ بمقابلہ صراحت حدیث
قدسی مذکور تفسیر بالرای کیا بلکہ از قبیل تحریف متصور ہے چہ جا کہ خود آیۃ خاتمیہ اس
بارہ مین بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرانی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیۃ خاتمیہ
باتفاق علماء مفسرین و محدثین و فقہاء و متکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہین اسمین کہ اسمین
گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض رح نے شفاء مین لکہا اجمعت الامۃ
علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل و لا تخصیص فلا شک
فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا اور اوس ہی شفاء مین مذکور ہے وکذالک
من ادعی نبوت احد مع نبینا صلعم او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود و القائلین بتخصیص رسالت
صلعم الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ
مزاحم خاتمیۃ خاتم النبیین کے ہے واکثر الرفضۃ القائلین بمشارکۃ علی رض فی رسالۃ
النبی صلعم و بعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذالک کل امام عند ہولاء الرفضۃ یقوم مقامہ
فی النبوۃ و الحجۃ وکالبزیغیۃ و البیانیۃ اومن ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا و البلوغ
بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفہ وغلاۃ المتصوفیۃ وکذالک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ
ولم یدعی النبوت فہولاء کلہم کفار مکذبون للنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ و اخبر عن
اللہ تعالی انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور مانند اسکی شرح مواقف مین مرقوم ہے

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کو جو کہ روایۃ سے اونسے بطور حدیث
قدسی کے مروی ہے عن اللہ تبارک و تعالیٰ لولم اختم بک النبیین لجعلت لک ابنا یکون بعدہ نبیا الیتہ
یہ حدیث شریف صریح منشا رشرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اور خاتم طبقہ اصولیا
علیا کے فقط لاغیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نص قرآنی ہے آیۃ خاتمیۃ مین یعنی
اگر نزول آیۃ خاتمیۃ بالفرض نہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطے اثبات مطلب
خاتمیۃ کے صریح لیس جو قرینہ عقلیہ کسی قرینۃ شرعیۃ کے ساتھ منضم کیا جاوی واسطے اطلاق
لقب مذکور کے بنسبت خوتم اضافیہ نستہ مذکورہ کے تب بھی وہ بمقابلہ صراحت حدیث
قدسی مذکور تفسیر بالرای کیا بلکہ از قبیل تحریف متصور ہے چہ جا کہ خود آیۃ خاتمیۃ اس
بارہ مین بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرآنی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیۃ خاتمیۃ
باتفاق علماء مفسرین و محدثین و فقہاء و متکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہین اسمین کہ اسمین
گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض رح نے شفا مین لکھا اجمعت الامۃ
علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا اور اوس ہی شفا مین مذکور ہے وکذا لک
من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلعم او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود والقائلین بتخصیص رسالۃ
صلعم الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ
مزاحم خاتمیۃ خاتم النبیین کے ہے واکثر الرفضۃ القائلین بمشارکۃ علی رض فی رسالۃ
النبی صلعم و بعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذا لک کل امام عند ہولاء الرفضۃ یقوم مقامہ
فی النبوۃ والحجۃ وکالبزیغیۃ والبیانیۃ او من ادعی النبوۃ لنفسہ وجوز اکتسابہا والبلوغ
بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذا لک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ
ولم یدع النبوۃ فہولاء کلہم کفار مکذبون للنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن
اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور مانند اسکی شرح مواقف مین مرقوم ہے

کے جو اوسکی افراد ہین کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہین زمانی ہین کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہر گاہ کل انبیاء اپنی اپنی زمانہ مین نبی ہوی تو بدون نزول وحی کے نبی نہین
ہوی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا بدو وحی کا اور بدو نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہین معلوم ہوتا کہ آیا وہ بھی اسی طور پر ہے یا نہین اگر ہے تو قلب وضع
شرعی وسہم عقلی وعرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکی حسًا یا حکمًا مانند حضرت عیسی علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہین یا بعد نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف نصوص ہے اسلئے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہین رہا یا بدو نبوت اونکا بلا وحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ مین لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ اقتران ہے نبوت کا بدون وحی کے پھر یہ نہین معلوم ہوتا
کہ اجتماع نبوت اونکی کا اور بعد نزول وحی کا اگر بطور معیت ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
معیت کو تو وہ خلاف قرار داد سے ہے یا بطور معیت زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے بہر صورت وہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہین پس ایسی
شان وعظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
مگر جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہان البتہ استحالات مذکورہ سے سلامتی ہے فی الجملہ

کے جو اوسکی افراد ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں زمانی ہیں کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہوگا کہ کل انبیاء اپنے اپنے زمانہ میں نبی ہوے تو بدون نزول وحی کے نبی نہیں
ہوے بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا بدء وحی کا اور بدء نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر ہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہیں معلوم ہوتا کہ آیا وہ بھی اسی طور پر ہے یا نہیں اگر ہے تو قلب وضع
شرعی و سہم عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکے حساً یا حکماً مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہیں یا بدء نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف نصوص ہے اسلیے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہیں رہا یا بدء نبوت اونکا باوحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ میں لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلیے کہ اد[illegible] ہے نبوت کا بدون وحی کے پہر یہ نہیں معلوم ہوتا
کہ اجتماع نبوت اونکی کا اور بدء نزول وحی کا اگر بطور بعدیۃ ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
معیت کو تو وہ خلاف قرارداد ہے یا بطور بعدیۃ زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے بہر صورت وہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہیں پس ایسی
شان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
مگر جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہاں البتہ استحالات مذکورہ سے سلامتی ہے فی الجملہ

حساب مین واسطہ عدد یہ کہ معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنے دونون
حاشیونکا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
پانچ کو اگر جمع کیا جاوی تو عدد آٹھہ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف (چار) کا عدد ہی یعنی
ان دونون عددونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو بواسطہ عدد چار کی حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علتہ عدد چار کو
ہی ٹھہراوے نہ کہ علتہ اور معلول ایک ہی امر یعنی عدد چار کلا کو ہی اور یہہ امر باطل ہے اسواسطی کہ نصف اور
شئے ہے جو متعدد ہے اور چار اور شئی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مصداق
فافتر فافہم اور عرف اہل معقول بہی بچند وجہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق
بہی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتھہ لفظ لانہ کے برہان لمی مین مانند العالم حادث لانہ متغیر
لاقترانہ بالمتغیر وہوالواسطہ لیقال لہ الحد الاوسط یعنی جو منشاء احتیاج استدلال
ہوتا ہے اور ہرگاہ کہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو کچہہ احتیاج دلیل کی نہین ہوتی
ہے اسلئی کہ حصول مطالب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا وجود
روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی
شئے کے سے علتہ واسطی کسی شئے دوسری کے نفس الامر مین اور وہ دو قسم پر ہے ایک
یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی
علت کی اصلاً وقطعاً یعنی وہ علتہ جو باعث ہے متصف ہونے شئی دوسری کی خود
اوس وصف مین شریک نہو بلکہ علتہ محض ہو لیس ایسے محل مین ایک ہی عارض ہوگا بالذات
اور بالاعتبار بہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہین ساتھہ وصف نقطیتہ
کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتھہ نقطیتہ کے اور مانند رنگریز کے کہ وہ علتہ ہے
متصف ہونے کپڑے کے ساتھہ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ
وہ شریک نہین وصف رنگینی مین نہ بالذات نہ بالاعتبار اور مین کہتا ہون کہ میری نزدیک

حساب مین واسطہ عددیہ کہ معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونون
حاشیون کا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
پانچ کو اگر جمع کیا جاوے تو عدد آٹھہ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف چار کا عدد ہی یعنی
ان دونون عددونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو بواسطہ عدد چار کی حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علت عدد مذکور
ہی ٹہہرا نہ یہ کہ علت اور معلول ایک ہی امر یعنی عدد چار کا مکرر ہی اور یہ امر باطل ہے اسواسطی کہ نصف اور
شے ہے جو معدود ہے اور چار اور شی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مصداق
فافترقا فافہم اور عرف اہل معقول بہی بچند وجہہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق
بہی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتہہ لفظ لانہ کے برہان لمی مین مانند العالم حادث لانہ متغیر
لاقترانہ بالمتغیر وہو الواسطہ یقال لہ الحد الاوسط یعنی جو منشاء احتیاج استدلال
ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو کچہہ احتیاج دلیل کی نہین ہوتی
ہے اسلئی کہ حصول مطالب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا وجہہ
روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی
شئے کے سے علت واسطی کسی شئے دوسری کے نفس الامر مین اور وہ دو قسم پر ہے ایک
یہ کہ نہ ثابت ہووہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی
علت کی اصلاً و قطعاً یعنی وہ علت جو باعث ہے متصف ہونے شئی دوسری کی خود
اوس وصف مین شریک نہو بلکہ علت محض ہو لیس ایسے محل مین ایک ہی عارض ہوگا بالذات
اور بالاعتبار بہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہین ساتہہ وصف نقطیہ
کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتہہ نقطیۃ کے اور مانند رنگریز کے کہ وہ علت ہے
متصف ہونے کپڑے کے ساتہہ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ
وہ شریک نہین وصف رنگینی مین نہ بالذات نہ بالاعتبار اور مین کہتا ہون کہ میری دیکہا

بذلک ـ صف ولو بوسطتہا یتصف ذلک الشئی الاخر بہ لان سائک الصافین

حقیقیین لا متنع مع قیام الوصف الواحد بموصوفین حقیقۃ بل اتصاف بالحقیقۃ للواسطہ

وتبعیتہا لذالک الشئی الآخر اذ لا محذور فی جواز تعدد الشئی بالاعتبار و ہذا القسم یسمی

واسطۃ فی العروض تمییزا لہا عن القسم الاول و ہذا فی الحرکۃ العرضیۃ کراکب السفینۃ فان

الحرکۃ بالذات للسفینۃ وتبعیتہا للراکب ہذا ما استفاد من شرح المواقف فی بحث الخاصۃ

ومن حواشیہ فی بحث الموضوع نقلا من کشاف اصطلاحات الفنون للحبر الحاذق مولوی

القاضی محمد اعلی الفاروقی التہانوی قدس سرہ کالحرکۃ اللاحقۃ بجالس السفینۃ بواسطتہا

فانہا لاحقۃ للسفینۃ حقیقۃ ولجالسہا بواسطتہا بالعرض لا فی الواقع لانہ ساکن فیہا لا متحرکا ۱۲

من حواشی الفاضل المتین مولوی محمد مبین لکھنوی علی الزاہدیۃ علی الجلالیۃ ۱۲ ـــ

قسطاس پنجم پس جاننا چاہیے کہ قرار دادن ذات اقدس حضرت خاتم النبیین

صلعم منجملہ وسائط مذکورہ مصداق واسطہ فی العروض بنسبت سائر انبیاء علیہم

وعلیہم الصلوۃ والسلام محض خیال خام ہے بسبب سوء مباشرت اسباب سوء

فہمی کے اسلئے کہ بصورت ہذا تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت ہرگز نبی نہیں ہو سکتی

اور نہ ان پر وحی نازل ہوئی کیونکہ درحقیقت وصف نبوت بالاصالۃ ان تک

نہیں پہونچا مگر بتبعیۃ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس

کشتی کے کیا معنی کہ یہ تبعیۃ بھی ایک امر خیالی ہے کہ جسکا پایہ پایۂ اعتبار کو نہیں پہونچا

اسواسطے کہ امر موہوم ہے کہ جالس مذکور کو وصف تحرک بغور عمیق ہرگز حاصل نہیں

اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجھا جاوی تو یہ ایک امر عدمی ٹھہرتا ہے اور جل اسکہ

حق تبارک وتعالی فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اور

مذکورہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو بوجہ اولوالعزمی کے ہے امر متحقق الوجود

یعنی النبوت ہے اور یہانپر تشبیہ صرف نہیں بطریق مثال کے مانند قولہ تعالی مثل نورہ کمشکوۃ

بذلك يصف ولو اسطتها يصف ذلك الشيء الاخر بہ لا ان ہناك اتصافين
حقيقيين لامتناع قيام الوصف الواحد بموصوفين حقيقةً بل اتصاف بالحقيقة للواسطة
وتبعيتها لذلك الشيء الآخر اذ لا تجدد في حد ذاته ذلك الشيء بالاعتبار وہذا القسم يسمّى
واسطة في العروض تمييزاً لہا عن القسم الاول وہذا في الحركة العرضية كراكب السفينة فان
الحركة بالذات للسفينة وتبعيتها للراكب ہكذا استفاد من شرح المواقف في بحث المخاصمة
ومن حواشيه في بحث الموضوع نقلاً من كشاف اصطلاحات الفنون للمحبر الحاذق الہندی
القاضی محمد اعلی الفاروقی التہانوی قدس سرہ كالحركة اللاحقة بجالس السفينة بواسطتہا
فانہا لاحقة للسفينة حقيقة ولجالسہا بواسطتہا بالعرض لا فی الواقع لانہ ساكن فيہا لا متحرك ١٢
من حواشی الفاضل المتين مولوی محمد مبين لكہنوی علی الزاہدية علی الجلالية ١٢ —

قسطاس پنجاہم پس جاننا چاہیے كہ قرار دادن ذات اقدس حضرت خاتم النبيين
صلعم منجملہ وسائط مذكورہ مصداق واسطہ فی العروض بنسبت سائر انبياء عليہم
وعليہم الصلوٰۃ والسلام محض خيال خام ہے بسبب سوء مباشرت اسباب سوء
فہمی كے اسلئے كہ بصورت ہذا تمام انبياء عليہم السلام درحقيقت ہرگز نبی نہيں ہوسكتی
اور نہ ان پر وحی نازل ہوئی كيونكہ درحقيقت وصف نبوت بالاصالتہ ان تك
نہيں پہونچا مگر بتبعيت واسطہ كے يعنی علت كی مانند حركت كشتی كے اور حركت جالس
كشتی كے كيا معنی كہ يہ تبعيت بھی ايك امر خيالی ہے كہ جسكا پايہ پايۂ اعتبار كو نہيں پہونچا
اسواسطے كہ امر موہوم ہے كہ جالس مذكور كو وصف تحرك الغير عميق ہرگز حاصل نہيں
اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجھا جاوے تو رائحہ امر عدمی دیتا ہے اور حالانكہ
حق تبارك وتعالى فرماتا ہے انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنبيين من بعده اور
مذكرہ وحی كا حضرت نوح عليہ السلام تك جو بوجہ اولوالعزمی كے ہے امر متحقق الوجود
يتبع النبوت ہے اور يہ تشبيہہ صرف نہيں بطريق مثال مانند قولہ تعالى مثل نورہ كمشكوٰۃ

تحقیق اسکی مختصر یہ آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر معقول ہے اور محض فضول تفسیر بیضاوی
مین تحت قولہ تعالیٰ انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لاہل الکتاب عن اقتراحہم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء واحتجاج علیہم بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار نے تحکم
طلب کیا آنحضرت سے صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اوسکا یہ آیۃ جواب ہے
اور حجۃ ہے اونپر بایطور کہ شان اس رسول کی درباره وحی کی مانند تمام انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہاں سے ثابت ہوتا ہے
ہے ملکہ از حد زبون اور جاننا چاہیئے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمام انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات البشریۃ مستقلہ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز بھی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منشا ہے نبوت کا اور یہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریۃ بہ نسبت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ مستجمعہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین والتشخیص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدہ متحد الحقیقۃ متغایر التشخصیۃ
شریک متساوی بالاستقلال ہین اور اولیۃ واولیۃ افراد منحصر اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیۃ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم
الٰہ واحد الایۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ پس ذرا غور درکار ہے
کہ ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

تحقیق اسکی مختصر یہ آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر مقبول ہے اور محض فضول تفسیر بیضاوی
مین تحت قولہ تعالیٰ انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لاہل الکتاب عن اقتراحہم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء واحتجاج علیہم بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار نے تحکم
طلب کیا آنحضرت سے صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اوسکا یہ آیۃ جواب ہے
او حجت ہے اونپر بایں طور کہ شان اس رسول کی دربارہ وحی کی مانند تمام انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہاں سے ثابت ہوتا ہے بلکہ از حد زبون اور جاننا چاہیے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمام انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات البشریۃ مستقلہ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز ہی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منشا ہے نبوت کا اور یہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریت بہ نسبت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ مستثنیہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین والتشخیص جدا گانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدہ متحد الحقیقۃ متغایر الشخصیۃ
شریک متساوی بالاستقلال ہین اور اولیۃ واولیۃ افراد مضر اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیۃ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم
الہ واحد الایۃ کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ پس اسپا غور درکار ہے
کہ ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہوسکتی ہے

کسی روز واقع ہوں حج اکبری ہین باعتبار مذکور پس اگر صرف لفظ حج بولا جاوی یا لفظ
حج اکبر بولا جاوی مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ کچھہ تخصیص و ترجیح ہین اور یہہ امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو بموجب روایات احادیث تیسیر الاصول وغیرہ بچاس حج کا یا ستر حج کا
بلکہ بروی روایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی و اوستادی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ او بخلاف لفظ عتمہ کی نسبت نماز عشاء کی اسمین روایات مختلف ہین درباب
کراہیۃ اطلاق اوپر نماز عشاء کی جو منصوص قرآنی ہے قولہ تعالی من بعد صلوۃ العشاء جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا تغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشاء اولی کر تعبیر کرلیتے تہے اور نماز عشاء کو عتمہ کر تعبیر کرتے
تہے اسواسطی کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ نسبت نماز عشاء بہی فرمایا جیسا کہ بخاری
مین مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جایز ہے مگر اختیار وہ ہے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطی سمجہانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایتہ فرمایا کہ مآل ان ہردو توجیہ کا ایک ہی ہے لیکن آخرکس طرح جیسے ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جایز رکہا اور
اختیار صلوۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری مین اور اوسکی حواشی مین اختلاف رہا مین
کہتا ہوں محاکمہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہتہ اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشاء تنزیہی ہے
کہ صریح اوسکا خلاف اولی ہے بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ نسبت اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہین ہوئی لہذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر عام حج کے بلا تخصیص و ترجیح کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص مزیل اس باب مین نہ پائی جاوی چنانکہ اس قاعدہ شرعی کی

تصریح توربشتی سے عینی شارح بخاری نی کی قال التوربشتی المعنی لا تطلقوا ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیغلب مصطلحہم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم ہو جاوی
جیسا کہ اطلاق عتمہ مین مزاحم ہوے فافہم ۱۲ علی ہذا القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت افراد

کسی روز واقع ہوں حج اکبر ہی ہین باعتبار مذکور لیس اگر صرف لفظ حج بولا جاوی یا لفظ
حج اکبر بولا جاوی مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ کچہہ تخصیص روز جمعہ نہین رہا یہ امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو بموجب روایات احادیث تیسیر الاصول وغیرہ بچاس حج کا یا ستر حج کا
بلکہ بروی روایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی و اوستاذی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ اور بخلاف لفظ عتمہ کی نسبت نماز عشاء کی اسمین روایات مختلف ہین درباب
کراہیت اطلاق اوپر نماز عشاء کی جو منصوص قرآنی ہے قولہ تعالی من بعد صلوٰۃ العشاء جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشاء اولی کر تعبیر کرتے تھے اور نماز عشاء کو عتمہ کر تعبیر کرتے
تھے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ بنسبت نماز عشاء بہی فرما جیسا کہ بخاری
مین مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جائز ہے مگر اختیار وہ ہے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے سمجہانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایتہ فرمایا کہ مآل ان ہر دو توجیہ کا ایک ہی ہے لیکن آخر کسیطرح جو ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوٰۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جائز رکہا اور
اختیار صلوٰۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری مین اور اوسکی حواشی مین اختلاف رہا مین
کہتا ہون محاکمہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہتہ اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشاء کے تنزیہی ہے
کہ مرجع اوسکا خلاف اولی ہے فقط بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ بنسبت اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہین ہوئی لہذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر عام حج کے بلا تخصیص روز جمعہ کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص مزیل اس باب مین نہ پائی جاوی چنانکہ اس قاعدہ شرعی کی

تصریح توربشتی سے عینی شارح بخاری نے کی قال التوربشتی المعنی لا تطلقوا ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیغلب مصطلحہم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم ہو جاوی
جیسا کہ اطلاق عتمہ مین مزاحم ہوسے فافہم ۱۲ علی ہذا القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت افراد

کوئی ایک قسم متحد دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی سے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
کشتی اور راکب کشتی اسطرح کہ اسمین وصف حرکت درحقیقتہ واسطی کشتی کے ہے نہ واسطہ
راکب کے اگرچہ متخیل ہے متحرک اوسکا کہ وہ محض دہوکا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی
علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین واسطہ علت محض
ہے کچہہ شرکت وصف معلول مین نہین رکہتی مانند صباغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے
کہ محض معلول ہے جو ذو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار یہی ہے تو وہ ہی
ہے ہرگز ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف مین نہین علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت اور معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف مین
شریک ہین مانند حرکت ہاتہہ کے اور کلید کے یعنی دونون موصوف بالذات ہین یعنی واسطہ
صفتہ حرکتہ کی درحقیقت دو فرد ہین ایک قایم ساتہہ ہاتہہ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتہہ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت مذکورہ مین یعنی ید اور کلید مین ایک طرح کی پالغزی ہے کہ ظاہر ہے مگر
مخل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہین کیونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض مین ہے
اور وہ پالغزی یہ ہی کہ یہہ مثال اوسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے
اور درحقیقتہ کچہہ حرکتہ کلید مین نہی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے والّا فلا اسواسطہ کہ
پہر تو مثال واسطہ فی العروض کے ہوگی فتأمل قال الفاضل میرزا جان ؒ فی حاشیہ

شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ کون الغیر واسطہ فی الثبوت انیکون ہناک وجودان
یثبت احدہما للموصوف ویثبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا ولو اسطتہ
کوجود الجواہر واسطتہ لوجود الاعراض وکونہ واسطتہ فی العروض انیکون ہناک وجود واحد
کان ثابتا للموصوف اولا وبالذات وللصفۃ ثانیا وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قول حاشیۃ

کوئی ایک قسم منجملہ دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت کشتی اور راکب کشتی سطلی کہ اسمین وصف حرکت درحقیقت واسطی کشتی کے ہے نہ واسطے راکب کے اگرچہ متخیل ہے متحرک اوسکا کہ وہ محض وہم کا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین واسطی علت محض ہے کچھہ شرکت وصف معلول مین نہین رکھتی مانند صبّاغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے کہ محض معلول ہے جو ذو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار یہی ہے تو وہ بھی ہے مگر ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف مین نہین علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت او معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف مین شریک ہین مانند حرکت ہاتھہ کے اور کلید کے یعنی دونون موصوف بالذات ہین یعنی واسطے صفت حرکت کی درحقیقت دو فرد ہین ایک قایم ساتھہ ہاتھہ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتھہ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم واسطہ فی الثبوت مذکور مین یعنی ید اور کلید مین ایک طرح کی پالغزی ہے کہ ظاہر ہے مگر مخل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہین کیونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض مین ہے اور وہ پالغزی یہی کہ یہہ مثال اوسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے اور درحقیقت کچھہ حرکت کلید مین نہ ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے والّا فلا اسواسطہ کہ پھر تو مثال واسطہ فی العروض کے ہوگی فتامل قال الفاضل میرزا جان ح فی حاشیہ شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ کون الشیٔ واسطۃ فی الثبوت ان یکون ہناک وجودان ینسب احدہما للموصوف وینسب الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا ولواسطۃ کوجود الجسم واسطۃ لوجود الاعراض وکونہ واسطۃ فی العروض ان یکون ہناک وجود واحد کان ثابتا للموصوف اولاً وبالذات وللصفۃ ثانیا وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قول حاشیۃ

کا لبطور وجود وصف اعراض نہ لبطور وجود وصف ذوات وجواہرات لہذا نظر دا بہ استقلال
وجود اپنی ہین گو لبطور نیز عرض سے ہا ہی مثلاً لشدت سواد ثوب جوایک امر محسوس ہے خارج
ہین نہ کہ مفروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد وحقیقتہ ہے
واسطہ فی العروض ہین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت ہین قطع نظر اس سے
کہ ایک سلبیہ ہے اور دوسرا سبب تقسطا ہین نجا دو پنجم تتمہ واسطہ فی العروض ہین
اہتا ہون معنی لفظ بالاعتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ دہوکا ہو مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت شست ید ہے کیونکہ وہ از قسم
یکتیمم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا غنقریب بلکہ وہ حرکت منبسط ہے جو کہ موثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوہ رکہی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوہ
ہین ہوگا یہہ ہی حرکت پہونچی گی پہر اوسکی سکون کے ساتہہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آوے گا
جیسا کہ متحرک تہا یان تہا پس لہذا بادی النظر کو دہوکا ہوتا ہے یہی منشا اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس ہر گاہ جہتہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ مجاز واجتماع
حقیقتہ ومجاز یعنی اعتبار فی محل واحد ہی اس تحقیق سے برطرف ہوگیا فتدبر بخلاف شدہ وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین اصالتًہ اوپر ثوب کی اگرچہ وجود تواید ثوب موقوف ہی اوپر ثوب کی یہ
امر آخر ہے مگر بنظر واسطہ قریبہ جو دراصل اسکا موصوف ہے اور معروض اوسپر موقوف ہے
گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ ہین سے ہے کہ جسپر
اس وجہ ہین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ یہہ التباس
مذکور لعنایت خداوندی جلشانہ جو سبب اسکا بعض اذہان ہوتا ہے برطرف ہوا فرق کلی
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی اکقسم کے کہ جسمین علت ہی
سلسلہ محض نہین ہوتی بلکہ شعر کیا وصف ہوتی ہے ظاہر ہوگیا پس گرہ کہل گئی اور تابان
تیر آفتاب سا واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض دربارہ وصف

کا لبطور وجود وصف اعراض کے لبطور وجود وصف ذوات وجواہرات لیجئے لنفردا بو بستقلال
وجود اپنی ہین گو لبطور عرض ہے ہی مثلاً شدت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
ہین نہ کہ مفروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد و حقیقتہ ہے
واسطہ فی العروض ہین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت ہین قطع نظر اس سے
کہ ایک سبب ہے اور دوسرا مسبب قسطاس منجاوہ پنجم تتمہ واسطہ فی العروض ہین
کہتا ہون معنی لفظ بالاعتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ دہو کا نہو مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت شست شاید ہے کیونکہ وہ از قسم
بلکہ قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا مختبر ہے بلکہ وہ حرکت منبسط ہے جو کہ موثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوۃ رکہی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوۃ
مین ہو گا یہ ہی حرکت پہونچی گی پہر اوسکی سکون کے ساتھہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آویگا
جیسا کہ متحرک نظر آتا تہا پس لہذا بادی النظر کو دہوکا ہوتا ہے یہی منشاء اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس ہر گاہ جہتہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ مجاز و اجتماع
حقیقتہ و مجاز یعنی اعتبار فی محل واحد بہی اس تحقیق سے برطرف ہو گیا فتدبر بخلاف شدہ وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین اسالتہ اوپر ثوب کی اگرچہ خود نفس ثوب موقوف ہی اوپر ثوب کی یہہ
امر آخر ہے مگر بنظر واسطہ قریبہ جو در اصل اسکا موصوف ہے اور معروض اوسپر موقوف ہے
کہ وہ معروض و موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ مین سے ہے کہ جسپر
اس وجہ مین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ یہہ التباس
مذکور لعینا بحث خداوندی جلشانہ جو بیچ امون بعض اذہان ہوتا ہے برطرف ہوا فرق کلی
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی ایک قسم کے کہ جسمین علت ہی
سنفیر محض نہین ہوتی بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہو گیا پس گرہ کہل گئی اور تا بان
تر از آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض درباره وصف

طویل ہر فرد کے اور ان افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہین رفع خاتم مذکور کو جو
مسلّم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہین قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہین مستوجب الترتیب پس اس صورت مین بھی ہر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دار دنیا مین مجامع الزمان ہو جائینگے اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہان انفاد زمان ہوگا پھر وہان ترتیب مذکور کہان غرضکہ
ادعاء مطلب واسطہ فی العروض اس مقام مین استحالجات شرعی و عقلی سے مالامال ہے
قسط پنجاہ و ششم اگرچہ مجلد وسائل مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جسمین شرکت ہے علّت اور معلول کو وصف مذکور
مین جسکی مثال ید اور مفتاح گذری بشرطیکہ گرفت دست ید ہو مانند تحقیق و تنقیح میرے
کے تا کہ مفتاح بھی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز تاویل اطلاق لفظ علّت اور مراد اوس سے سبب الحقیقہ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا سو اسطے کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم بالضرور
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہین اسمین کچھ حرج نہین کیونکہ
دراصل علت اول ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک و تعالیٰ
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہ ہر دو صفت سبب اور مسبب معلول علّت واحدہ
کے قبیل سے ہین لیکن امر راجح اور آکل ہے طرف مبدء فیاض جل جلالہ عمّ نوالہ کے جو باعث
ہے فضیلت شخصی اسمین حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ نوعیتہ مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات و تعمقات معقولی مین پڑنے میری سمجھ مین پس تقلیداً للمفتی
و تحقیقاً للشرافۃ بنسبت براہین نقلیہ کے جو کہ بحق ہم جملہ اہل اسلام کے زاید از سد سکندری
ہین اوسکی طرف کیون نہ رجوع کرین جسکی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

طویل ہر فرد کے اور ان افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہین رفع خاتمیت مذکور کو جو
مسلّم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہین قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بہی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہین مستوجب الترتیب پس اس صورت مین ہر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دار دنیا مین مجامع الزمان ہولی چاہیئین اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہان نفاد زمان ہوگا پہر وہان ترتیب مذکور کہان غرضکہ
ادعاء مطلب واسطہ فی العروض اس مقام مین استحالات شرعی وعقلی سے مالامال ہے
قسط پنجاہ وششم اگرچہ منجملہ وسائط مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی النبوت کا مضمون جسمین شرکت ہے علت اور معلول کو وصف مجاز
مین جسکی مثال ید اور مفتاح گذری بشرطیکہ گرفت شست ید ہو نہ تحقیق وتنقیح میرے
کے تاکہ مفتاح بہی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز تاویل اطلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب الحقیقۃ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا سو اسطی کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم بالفرض
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہین اسمین کچہہ حرج نہین کیونکہ
دراصل علت اولی ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک وتعالی
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہ ہر دو صفت سبب اور مسبب معلول علت واحد
کے قبیل سے ہین لیکن امر راجح اور آئل ہے طرف مبدء فیاض جل جلالہ عم نوالہ کیونکہ باعث
ہے فضیلت تخصیص آپ مین حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ نوعیت مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات وتعمقات معقولی مین پڑین سمری ہے پس تفلیداً للمفتہ
وتحقیقاً للمشر افتہ نسبت براہین نقلیہ کے جو کہ بحق سہم جملہ اہل اسلام کے زاید از سد سکندری
ہین اوسکی طرف کیون نہ رجوع کرین جسکی طرف جابجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

لہذا یہ تاویل مذکور بہ ضرور ہوئی مگر اسکا وہی تفسیر اس عاجز کاتب الحروف کی ہے جو سادہ
ہے تکلفات و تعسفات فن معقول سے بہ روش ظاہر ہے جو گذری جناب رسالت پناہ اور نیاز دقیقہ
آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ جو متفضل و منعم ہے بہ نسبت افراد انبیاء
کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الآیہ پس یہ مشعر ہے
مخصوصہ بافراد مخصوصہ از قبیل تمایز و اوصاف و عوارض مشخصہ مخصوصہ ہیں نہ از لوازم ماہیت
ہیں جیسا کہ مشرح مدلل مبین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوے کہ نبوت محتاج نزول
وحی نہیں بلکہ عکس سکتا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی از قبیل
معلوم سے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
پس یہ کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے پس جانا چاہیے
کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلیے کہ یہی اعتراض کا نجا ہر ایہ حدیث ہے کنت نبیا
و آدم بین الماء و الطین اور و انہ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور
روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو حاکی ہے استعداد
اور لیاقت وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ متصاعدہ اور کامنہ سے بہ نسبت
اس مرتبہ سافلہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزدیک صوفیہ کرام کے
کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیت استعداد مذکور سے
جو بمنزلہ محکی عنہ ہے بلکہ اس سے ابی بانا ہے صرف خانہ علم الٰہی جل شانہ میں کہ
جس جگہ یہ کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
ہے پس یہ حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الآخرون السابقون یعنی
میں متصف تھا ساتھ اس وصف نبوت کے پیشتر ابن خمیر اور سرشت اور قالب
آدم سے جو قطیہ اور پیدا از ظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے
اظہار امر تقدیری ہے جو مقدم ہے امر تکوینی اور ایجادی پر واسطہ ازالہ اوہام باطلہ

لہٰذا تاویل مذکور پر ضرور ہوئی مگر ظاہر کیا وہی تقریر اس عاجز کاتب الحروف کی ہے جو سادہ
ہے تکلفات و تصنعات فن معقول سے پر روشن تر ہے جو گذری جنوا رسیدہ داو بیاد دقیقہ
آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو مفصل و متمیز ہیں اس سے نسبت افراد انبیاء
کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الآیۃ پس یہ تشریفات
مخصوصہ بافراد مخصوصہ از قبیل تمایز اوصاف و عوارض مشخصہ مخصوصہ ہیں نہ لوازم ماہیت
ہیں جیسا کہ مشرح و مدلل مبین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوے کہ نبوت محتاج نزول
وحی نہیں بلکہ عکس سکتا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی از قبیل
معلوم ہے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
پس یہ کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے پس جاننا چاہیے
کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلیے کہ مبنی اعتراض کا ظاہراً حدیث ہے کنت نبیا
و آدم بین الماء والطین اور وانہ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور
روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو حاکی ہے استعداد
اور تہیا وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ متصاعدہ اور کامنہ ہے بہ نسبت
اس مرتبہ سافلہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزدیک صوفیہ کرام کے
کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیت استعداد مذکور سے
جو منزلہ محکی عنہ ہے بلکہ اس سے ابی بانا تر ہے صرف خانہ علم الٰہی جانتا ہیں کہ
جس جگہ یہ کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
ہے پس یہ حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الآخرون السابقون یعنی
ہیں یہ صفت تہا سا تہہ اس وصف نبوت کے پیشتر اس خمیر اور سرشت اور قالب
آدم سے جو ترطیبہ اور پیدا از ظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے
اظہار امر تقدیری ہے جو متقدم ہے امر تکوینی امر ایجادی پر واسطہ ازالہ اوہام باطلہ

خلاصہ مناصب کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاوے بالفعل سوا اس قسم کی تدقیق بھی جو رہی اور بے محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور رتبہ نہیں بلکہ یہ متعلق ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال علمی مذکور کے مرتبہ ارہاص میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب عالم ارواح تھا بدون نزول وحی کے جو از قبیل علوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوئی اور نہ مشہور ہوئی ساتھ اس لقب کی اور نہ کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بمبعوث الی الخلق ہوئے اور نہ مؤید بمعجزات ہوئی اور اور لوازم نبوت ماورا اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خوارق مرتبہ ارہاصیہ ہوا مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موعود رہے بصراحت آیۃ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ جسکا تیئیسی مگر مرتبہ محکی عنہ مذکور کے طور پر نہوئی تا وقتیکہ نزول وحی نہوئی چنانچہ یہ آیۃ شریفہ دال ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین اسواسطہ کے لفظ فا واسطی تعقیب و تفریع کے ہے مؤید ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا بعد بعثت ہوا جسپر موقوف تھا اگرچہ بعض مفسرین نے ہونا آدمیوں کا ایک روش پر قبل بعثت انبیاء مبشرین و منذرین سے مراد کہا ہے قبل بعثت نوح علیہ السلام سے سوا اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں۔ اور جاننا چاہیے کہ افراد مستعدہ متنوع بدو نوع ہوتی ہے ایک معروضہ بعوارض یعنی محجوبہ بعوائق ممنوعہ بموانع اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق کے موافق اس حدیث شریف کے لو کان بعدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف بصدیقین ہیں قولہ لہم الصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کاش مرتبہ اوسکی تفویض کیا جاوے تو بجولی انجام دے اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمرؓ

خلاصہ مناصب کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاوے بالمغسطہ
سوا اس قسم کی تدقیق مجبور ہی اور بے محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور درایتہ نہیں بلکہ یہ
متعلق ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
علمی مذکور کے مرتبہ ارہاص میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
عالم ارواح تھا بدون نزول وحی کے جو از قبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوے اور نہ مشہور ہوے ساتھ اس لقب کی اور نہ
کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بمبعوث الی الخلق ہوے اور نہ موید بمعجزات ہوے
اور اور لوازم نبوت ماورا اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خوارق مرتبہ ارہاصیہ ہوا
مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موعود رہے بصراحت آیہ مبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ جنکا تیسی مگر مرتبہ تحلی عند مذکور
کے ظہور پر نہوئی تا وقتیکہ نزول وحی نہوئی چنانچہ یہ آیہ شریفہ دال ہے کان الناس امۃ واحدۃ
فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین اسواسطے کے لفظ فا دواسطے تعقیب تفریع کے ہے
موید ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا بعد بعثت ہوا جسپر موقوف تھا اگرچہ بعض
مفسرین نے ہونا آدمیونکا ایک روش پر قبل بعثت انبیاء مبشرین ومنذرین سے مراد کہا
ہے قبل بعثت نوح علیہ السلام ہے سو اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں۔ اور جاننا چاہیے
کہ افراد مستعدہ متنوع بدو نوع ہوتی ہے ایک معروضہ بعوارض یعنی محجوبہ بعوائق ممنوعہ بموانع
اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق
موافق اس حدیث شریف کے لوکان بعدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے
لو عاش ابراہیم لعبدی لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف لصدیقین ہیں قولہ تعالی
الصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کاش مرتبہ نبوت
اوسکی تفویض کیا جاوے تو بخوبی انجام دے اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمرؓ

پالان گرگ خر ادراک بود یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہین اور عکس اسکا یعنی اگر
دلیل حاصل کیجاوی تو مدعا حاصل نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا منا ظر ہے اوسمین سوای وجود واحد کے وجود ہی نہین بلکہ وہی عکس
اور ذی ظل اوس کسوت ظل اور عکس مین متنزل کیا ہی بطور سیر تو وہ اپنی کے اور نیز تبع اونکی
کے اور وہ متحرک ساتھہ تحرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل پینے نہ از خود اور در حقیقت
وجود مین متعلق کا تو قایل ہے کوئی نہین کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اجلہ طوایف کا بھی نہ
میرزاہد وغیرہ کی قایل ہوی کہ وجود واحد موجود متعدد بلکہ یہہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویہ مطلقہ حق کی در حقیقت عقلاً ثابت ہوسکتا ہے کہ وہان
کچھہ خرابی لازم نہین آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ تجلیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب یا نور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس اشعہ مین ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہونا اور ما سوای اسکی اجسام شفیقہ پانی وغیرہ
ہو محض از قبیل وہم کہ ہیچو قولہ صلعم صرح ممرد من قواریر ہے جو کہ منشاء تقریر بعض الافاضل
بل لا ماجد والا ماثل ہو گیا ہے لیس الا لبس او رباقی ہوس فقط واللہ اعلم سوان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط مبحث اچھا نہین فقط یون تو پھر موافق اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچھہ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب بھی تو مطلب تصوف کا اگرچہ لفظ مصطلحہ
کوئی سا لفظ ہو سمجھہ جاوی اور مخالف نہو جاوی مسایل شرعیہ ظاہریہ کو کہ انمین
در حقیقت اختلاف نہین مآل کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایسا ہی ہونا چاہیے
تو پھر بھی اگر لفظ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویہ مطلقہ ہوگی جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات السرور عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف نین اور اوسپر شمس کو دلیل گردانا وہ امر وجودی
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص نص قرآنی ہے اور

یالان گرگ خر اور بو دلیعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں اور عکس اسکا یعنی اگر
دلیل حاصل کیجا دی تو مدعا حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا منا ظر ہے اوسمین سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی عکس
اور ذی ظل اوس کسوت ظل اور عکس مین تنزل کیا ہی بطور سیر تو وہ اپنی کے اور نیز قیح انکسی
کے اور وہ متحرک سا تہہ تحرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل ہیے نہ از خود اور در حقیقت
وجود بین تعلق کا تو قایل ہے کوئی نہیں کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اجلہ طواہر تک بہی نند
میرزاہد وغیرہ کی قایل ہوی کہ وجود واحد موجود متعدد بلکہ یہہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویہ مطلقہ حقہ کی در حقیقت عقلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہان
کچہہ خرابی لازم نہیں آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ تجلیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب یا نور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس اشعہ مین ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہو یا اور ما سوای اسکی اجسام شفیقہ پانی وغیرہ
ہو محض از قبیل دہو کہ ہیچ ہو قولہ التم صرح ہمہ دمن قور یر ہے جو کہ منشا و تقریر بعض الافاضل
بل الاماجد والاماثل ہو گیا ہے پس اللہ بس اور باقی ہوس فقط واللہ اعلم سوان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط بحث اچہا نہیں فقط یون تو ہر مواقف اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچہہ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب بہی تو مطلب تصوف شی کا اگرچہ بلفظ مصطلحہ
تو بی سا لفظ ہو اتہہ سمجہہ جاوی اور مخالف نہ جاوی مسایل شرعیہ ظاہر یہ کو کہ انمین
در حقیقت اختلاف نہیں مآل کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
تو پہر بہی اگر لفظ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویہ مطلقہ ہو کی جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات السرور عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف مین اور اوسپر شمس کو دلیل گردانا وہ امر وجودی
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص بنص قرآنی ہے اور

طاق بہ نسبت کسی وجود کے بطور مشرب صوفیہ موصوفہ مذکورہ تجویز کیا جاتا ہی اس سے بعد ان

کا وثوق بعض ایمہ یہ محض مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہے گر ہی لعدم التساوی الاقدام

مذکور اور نیز خصائص اعراض شخصیہ موجب نقض ہے آئی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض

الآیۃ اور موافق اخبار و آثار بذریعہ اسباب سے قطعًا حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ

واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

از قبیل جعل السیل تمسکا بی ہباءً منثورًا ہی فلہذا مثل عکوس و شعہ وغیرہ مانند تقطیعات

و سوب وغیرہ جو امور مخصوصہ ہی ان نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد قرار داد

واسطہ فی العروض ہونی کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں اور غیر منطبق

واللہ اعلم فقط اس نجارہ و ماتقدم قسطاس واسطہ فی العروض اور مابہ قضیہ معقولیہ

کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف قضیہ معقولیہ ہی چنانکہ اسکی تصریح اقوال کبار سی

کشاف اصطلاحات الفنون مذکور میں مرقوم ہی اور میری نزدیک المنہ یہ آیۃ شریف

قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا الآیۃ بذریعہ

حرف واو عاطفہ جو تابع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتی ہیں یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہیں

خواہ بطور جعل مرکب خواہ بسیط اور بیضاوی رحمۃ اللہ نی اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء سی عام کیا ہے

پس ہر گاہ اپنی عمومیت کے ضمن میں بدون ضمن خصوصیت پا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود

ہے نہ عرضی الوجود و مستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت

نور القمر اور ضیاء الشمس اضافت بیانیہ ہے مبالغۃً بعد قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس

میں در حقیقت افراص ہی بین غیر نور و ضیاء ہیں اسلئی کہ ہر دو قرص مذکور بدون ضیاء اور نور

سفال محض ہیں فافہم پس تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نفس نور نبوۃ برابر

ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شہرت اور افضلیت اور خیری

اسمیں کیا کلام ہے قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض پس واسطہ فی العروض کا

طاق یہ نسبت کسی حود کے بطور مشرب صوفیہ صوفیہ مذکورہ تجویز کیا جائی اس سے چندان
کاوش بنفیا اعرنہ یہ محض مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہو گری لعبد تساوی الاقدام
مذکور اور نیز خصائص اعرعوارض مخصیہ موجب نقش قرآنی تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض
الایۃ اور موافق اخبار و آثار اندرینا باب سی قطعًا حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از قبیل حمل السبیل فقسکہا الی ہیا ٔ منثور اسی فلہذا مثل عکوس و شعہ وغیرہ مانند تقلیعات
وسوب وغیرہ جو امور مخصیصہ سی ہیں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد قرارداد
واسطہ فی العروض ہونی کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں اور غیر منطبق
واللہ اعلم فقسطاس نجاہ و ما تمتم قسطاس واسطہ فی العروض اور رہا کہ یہ قضیہ معقولیہ
کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف قضیہ معقولیہ ہی چنانکہ اسکی تصریح اقوال کبار سی
کشاف اصطلاحات الفنون مذکور مین مرقوم ہی اور میری نزدیک البتہ یہ آیۃ شریف
قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا الایۃ بذریعہ
حرف واو عاطفہ جو تابع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتی ہین یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہین
خواہ بطور جعل مرکب خواہ بسیط اور بیضاوی رحمۃ اپنی تفسیر مین نور کو ضیا رسی عام کیا ہے
پس ہر گاہ اپنی عمومیت کے ضمن مین بدون ضمن خصوصیۃ پا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نو مستقل الوجود
ہے نہ عرضی الوجود ومستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور نہ اضافت
نور القمر اور ضیاء الشمس اضافت بیانیہ ہے مبالغۃً لید قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس
مین درحقیقت افراض حج ہین غیر نور و ضیاء ہین اسائی کہ ہر دو قمر و صرف کو ضیاء ان ضیاء اور نور
سفال محض ہین فافہم پس تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مین نور نبوۃ برابر
ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شرف اور شرافت و افضیلت و افضیری
اسمین کیا کلام ہے بقولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض پس واسطہ فی العروض کا

اور قوت اور نزاکت اور ضعف کا اختلاف بمقتضای محل و ضرورت وغیرہ مصالح وقتیہ اور
امور حکمیہ مین قادح اصل مطلب اور مضر مقصد نہین ثم النور ہو الضوء بالحقیقۃ کما یفہم من
شرح اشراق الحکمۃ وقد یقال النور یختص بالمنیر بالواسطۃ والضوء بالمضئ بالذات من
کشاف اصطلاحات الفنون لیکن یہ قول ضعیف ہے بدلالہ لفظ قد اور بصیغہ مضارع تمریض
کے اور احتمال تلمیح اور تشقیق کے نسبت ہونی صیغہ تمریض کے شق اول مین فافہم ہرچند
خلاف اس تحقیق کے دستیابی کسی قول کی از قبیل خرط قتاد ہی مگر بہرحال درصورت تسلیم قضیہ
معقولیہ مذکورہ استدلال ساتہ اوسکی اوپر صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کے اوپر ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہوجانی وصف نبوت کی بالکلیہ ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مین فقط **قسطاس پنجاہ و پنجم** جانا چاہئے کہ ہرگاہ خصوصیات
شخصیہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے بنصوص قطعیہ قرآنی و بہم باخبار متواترہ
و مشاہیر ونیز باثار صحابہ کرام واقوال تابعین کبار و رحمابہ علماء اعلام و مشائخ عظام ظاہریہ
و باطنیہ مجمع علیہا بیش است بلکہ جمیع امم سابقہ مثل لقب کلیم اللہ ولقب مسیح و روح و خلیفہ وغیرہ
خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فرد وحد یکتای میدان خاتمیت من حیث التشخص قطعا ثابت
ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیہ مین آیا نہ اور کسی کے واسطے اور خود سند مین جو اثر
مذکور حضرت ابن عباس رض جو بالفعل فیہ ہی اوسمین اس لقب کا کچہ اثر بہی نہین اور یہ خصوصیت شخصی
و وعود موثوق بوعدہ الٰہیہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ وعمت قدرتہ ہوئی گو تحت قدرت
حضرت قادر مطلق جل جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ الٰہیہ
موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ مین سی ہے کہ وہ صادق الوعد کی صفتہ سی بکمال ذاتی متصف ہی
وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ منجملہ ممکنات مین سے ہین بالغیر و ممکن بالذات
ہوتا ہے اور یہ بہی ضرور نہین کہ ہر ممکن شئ کو خارج مین موجود ہو بسیا ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر
ہونے سے فی انفسہا کبہی موجود بوجود خارجی نہین ہوئی خواہ متعلق بواجب ہون خواہ متعلق

اور قوت اور نزاکت اور ضعف کا اختلاف بمقتضای محل و ضرورت وغیرہ مصالح وقتیہ اور

امور حکمیہ میں خارج اصل مطلب اور مضر مقصد نہیں ہے ثم النور ہو الضوء بالحقیقۃ کما فہم من

شرح اشراق الحکمۃ وقد یقال النور یختص بالمنیر بالواسطۃ والضوء بالمضی بالذات من

کشاف اصطلاحات الفنون لیکن یہ قول ضعیف ہے بدلالۃ لفظ قد اور صیغہ مضارع تمریض

کے اور احتمال تنویع اور تشقیق کے سبب ہونے صیغہ تمریض کے شق اول میں فافہم ہرچند

خلاف اس تحقیق کے دستیابی کسی قول کی از قبیل خرط قتاد ہی مگر بہرحال درصورت تسلیم قضیہ

معقولیہ مذکورہ استدلال ایسا تہا اوسکی اوپر صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کے اور ذات

مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہوجانے وصف نبوت کی بالکلیہ ذات

مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم میں فقط قسطاس پنجاہ و ہشتم جانا چاہئے کہ ہرگاہ خصائل

تشخصیہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے بنصوص قطعیہ قرآنی و سہم باخبار متواترہ

و مشاہیر و نیز بآثار صحابہ کرام و اقوال تابعین کبار رحمہ علماء اعلام و مشائخ عظام ظاہرہ

و باطنیہ مجمع علیہا پیش استہ بلکہ جمیع امم سابقہ مثل لقب کلیم اللہ و لقب مسیح و روح و خلیفہ وغیرہ

خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فرد وحد یکتای میدان خاتمیت من حیث التشخص قطعا ثابت

ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیت میں آیا نہ اور کسی کے واسطی اور خود سند میں جو اثر

مذکور حضرت ابن عباس رض جو بالبحث فیہ ہی اوسمیں اس لقب کا کچہ اثر بہی نہیں اور یہ خصوصیت شخصی

وعود موثوق بوعدہ واثقہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ و عمت قدرتہ ہوئی گو تحت قدرت

حضرت قادر مطلق جل جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ القد

موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ میں سی ہے کہ وہ صادق الوعد کی صفت سی بکمال ذاتی متصف ہی

وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ منجملہ ممکنات میں سے ہیں بالغیر و ممکن بالذات

ہوتا ہے اور یہ بہی ضرور نہیں کہ ہر ممکن عین کو خارج میں موجود ہولیا ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر

ہونے سے فی انفسہا کبہی موجود بوجود خارجی نہیں ہوئی خواہ متعلق بواجب ہوں خواہ متعلق

ہو معاذ اللہ منہ اوسکو کعب علیا اور ید طولی اور باغ قصوی لعنایت الٰہی وا عانت بارگاہ جلشانہ حاصل ہے جو لانی مقال اس میدان میں سخت نا بالغری اور بیخبری ہی فافہم بالفہم الاتم فاعتبروا یا اولی الالباب ولا تحبر کا فی بذا الباب فسطاس نجاۃ و انہم خلاصہ تقریر دلیل عقلی دربارہ امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین سراج منیر بشیر نذیر صلعم ظاہر ہی کہ وجود باجود حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم الآیۃ وغیرہ اخبار و آثار بلی شمار و اجماع عام و خاص بی تکرار اور مضمون مثلیۃ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیہ سی کہ متحد الحقایق اور متمیز الشخصیۃ ہوتی ہیں پس ہر ممکن بالذات بالضرور تحت قدرۃ واجب بالذات مطلق ہے من حیث القادریتہ و من حیث المتعلقیتہ اسپر گاہ کہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک فرد ساحت فعلیت میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ افراد ممکنہ بھی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بھی جو کہ ساحت فعلیتہ میں حسب ارادہ آیا تہا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلم الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بنسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الٰہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بھی قایم ہے کریمہ اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم۔ عدم تذکرہ لفظ و یا فقا کا اکتفا کیا گیا اور پر تذکرہ اوسکی کی اور آیات میں چنانچہ ضمیر تذکیر جو لفظ ہم ہے مثلہم میں دال ہی اوپر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجود فی الخارج جسمیں ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم و ننشئکم فیما لا تعلمون اور کریمہ ولکم لعلمی خلقتین دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ سلبیہ قوت کو قدرت مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا کر دیا اور ایک دفعہ جو ان قوت کر سکے

ہو معاذ اللہ منہ اوسکو کعب علیا اور ید طولی اور باع قصوی لعنایت الٰہی و اعانت باری
جلشانہ حاصل ہے جولانی مقال اس میدان میں سخت نا بالغی اور بے خبری ہی فافہم بالفہم
الاتم فاعتبروا یا اولی الالباب ولا تجترئوا فی ہذا الباب فسطاس نجاۃ و انہم خلاصہ تقریر لطیف
درباره امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین سراج منیر بشیر نذیر صلعم ظاہر ہی کہ وجود باجود
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلۂ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب قولہ تعالیٰ
قل انما انا بشر مثلکم الایۃ وغیرہ اخبار و آثار بی شمار و اجماع عام و خاص بلا تکرار اور مضمون
مثلیت افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیہ سی کہ متحد
الحقایق اور متمیز التشخصیۃ ہوں ہیں پس ہر ممکن بالذات بالضرور تحت قدرۃ واجب بالذات
متعلق ہے من حیث القادریۃ و من حیث المتعددیۃ او ہر گاہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک
فرد ساحت فعلیت میں حسب ارادہ واجب بالذات متعلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ
افراد ممکنہ بھی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بھی جو کہ ساحت فعلیۃ
میں حسب ارادہ آیا تھا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلّم
الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بنسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الٰہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا
ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بھی قایم ہے کریمہ اولم یروا ان الذی
خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلیٰ وہو الخلاق العلیم عدم تذکرہ لفظ و یا ما
کا اکتفا کیا گیا او ہر تذکرہ اوسکی سکے اور آیات میں چنانچہ ضمیر تذکیر جو لفظ ہم ہے مثلہم میں
دال ہی اوپر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمیں ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم و ننشئکم
فیما لا تعلمون اور کریمہ دلکم یعنی یخلقہن دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ تسلیہ قوت کو قدرت
مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ
اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکورہ کے پیدا کو کر دیا ایک دفعہ جون قول کہ کے

تخصیص اضافہ کی فعلیتہ میں بلکہ علی العموم والشمول للحقیقتہ والثنا للاضافتہ والاعتبار یہہ قایل
ہونا ساتہہ وجود خواتم ستہ کی فعلیتہ میں اگرچہ بالاضافتہ والاعتبار ہی ہو باطل ہے الصاق
شرط ہے پس ساقط ہو گیا اور باطل یہ کہنا اونکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافتہ موجودہ
بالفعلیتہ ہوں بالاضافتہ اسلیے کہ یہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل
جو نظیر آنحضرت صلعم ہیں ولو اضافتہ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے
ولو اضافتہ کیونکہ یہ ناقص صحیح ہے فتفکر غایتہ الفکر واللہ اعلم

قسطاس ششم

متعلق تقریر مشعور بنور افشان آئینہ جاننا چاہیے یہہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول
اللہ صلعم سے فیض حاصل کر کی اپنی اپنی ہیتوں تک پہونچاتی ہیں بیچ میں واسطہ ہیں مستقل بالذات
نہیں کوئی کمال ذاتی یہ نہیں جو کچھہ ہے ظل و عکس محمدی ہے یہ تعبیہ مثل نور افشانی آئینہ کی
ہے جو واسطہ سے آفتاب کی اوسکی دہوپ میں جسکی ذریعہ اور وسیلہ سے اون مواضع پر
جو آفتاب کی مقابل نہیں ہیں پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو تمہاری ہی رسول مقبول ہیں
اگر اور انبیا میں کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سے آیا ہے فقط بلکہ بطور زایل ہے
جاننا چاہیے کہ یہہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی تعبیہ اثبات مطلب واسطہ فی
العروض ہے حسب زعم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا استیصال کامل تقاریر متنوعہ
رنگارنگ عقلا و نقلا اکثر قسطاسوں میں مذکور ہے کہ شرعا یہہ مطلب واسطہ فی العروض ذات
آنحضرت صلعم پر صادق نہیں آتا ورنہ اس مسئلہ کا کچھہ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہونا چاہیے
تاکہ یہی منظور ہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام ہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے یہہ ہمارا
کچھہ حرج نہیں بلکہ جو کچھہ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلیے کہ خلاف قرار داد جو لازم
آویگا وہ باطل ہے مگر باینہمہ چند ایرادہ جو وارد ہوتی ہیں متعلق القول ہذکور مذکور ہوتی ہیں
مثلا ہرگاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹہری تو کیا معنی کہ
سلسلہ ممکنات میں بالذات عبارت ہی جو ہر شے ہی کہ جسکی شان یہ ہے کہ معروضیہ اور موصوفیت

تخصیص اضافہ کی فعلیتہ مین بلکہ علی العموم والشمول للحقیقتہ والثنا للاضافتہ والاعتبار یہہ قایل
ہونا سا تہہ وجود خواتم ستہ کی فعلیتہ مین اگرچہ بالاضافتہ والاعتبار ہی ہو باطل ہے انصاف
شرط ہے پس سنا قض ہو گیا اور باطل یہہ کہنا اونکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافتہ موجودہ
بالفعلیتہ ہون بالاضافتہ اسلیٔی کہ یہہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل
جو نظیر آنحضرت صلعم ہین یا ولو اضافتہ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے
ولو اضافتہ کیونکہ مناقض صریح ہے فتفکر غایتہ التفکر واللہ اعلم **مقیاس ششم**
متعلق تقریر مشہور بنور افشان آئینہ جاننا چاہیے یہہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول
اللہ صلعم سی فیض حاصل کر کی اپنی اپنی امتوں تک پہونچاتی ہین بیچ مین واسطہ ہین مستقل بالذات
نہین کوئی کمال ذاتی یہہ انبیاء کچھہ ہے ظل اور عکس محمدی ہے یہہ تعبیر مثل نور افشانی آئینہ کی
ہے جو واسطہ سی آفتاب کے اوسکی دہوپ مین جسکی ذریعہ اور وسیلہ سی اون مواضع پر
جو آفتاب کی مقابل نہین ہین پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہماری ہی رسول مقبول ہین
اگر اور انبیا ہین کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سی آیا ہے فقط بلہ بطور زایل ہے
جاننا چاہیے کہ یہہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی تعبیر اثبات مطلب واسطہ فی
العروض ہے حسب مزعوم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا استیصال کامل بتقاریر متنوعہ
رنگارنگ عقلاً و نقلاً اکثر مقامات مین مذکور ہے کہ شرعاً یہہ مطلب واسطہ فی العروض ذات
آنحضرت صلعم پر صادق نہین آتا ورنہ اس مسئلہ کا کچھہ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہونا چاہیے اگر
علم بہی منظور ہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام ہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے پہر ہمارا
کچھہ حرج نہین بلکہ جو کچھہ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلیٔی کہ خلاف قرار داد جو لازم
آوے گا وہ باطل ہے مگر باینہمہ چند وارده جو وارد ہوتی ہین متعلق القول بہ کو مذکور ہوتی ہین
مثلاً ہر گاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹہری تو کیا معنی کہ
سلسلہ ممکنات مین بالذات عبارت ہی جوہر مرتبہ سی کہ جسکی شان یہہ ہے کہ معروضیہ اور موصوفیت

بالذات ہی اور بالعرض ہی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض ہی ہو کا ہے بے مگر متعارف
شایع ذائع ہو گیا ہے اسلئی کہ مقتضای جوہر تثنیہ یہ تہا کہ دو وصف ہون ایک وصف
متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بعرض پس ذوات حضرت دیگر انبیاء علیہم السلام کو نہ قابل
وصف موصوفیۃ و معروضیۃ رکہا نہ قابل وصف عرضیۃ رکہا بلکہ ایک امور آئینہ مین سے بموجب
مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کردیا
مثل ناودان فیض کے واسطے امتہ کی پس بموجب اسکی تو فی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آئینہ کو حصول وصف مین کچھ شرکت نہین بلکہ بنظر
غایر تر سلیم مشتبہ سا ہے مطلب واسطہ فی النبوت نہی نہین مختص آلہ ہے سبب کامل ہی
نہین چہ جا کہ واسطہ فی العروض اور فی النبوت پس جناب مزعوم اور انبیاء مین نہ کوئی کمال
ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرت دیگر انبیاء علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
ہین اور تفاوت مراتب بالتشخص خاص اور چیز ہے بموجب قول حق سبحانہ وتبارک۔

تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیۃ ای فضلنا بعضہم علی بعض بخصائص وراء اصل الرسالۃ ۱۲
من جلالین التفاسیر ۱۲ بان خصصناہ بمنقبۃ لیست لغیرہ منہم ۱۲ بیضاوی - بالخصائص وراء
الرسالۃ لاستوائہم فیہا کالمؤمنین یستوون فی صفۃ الایمان ویتفاوتون فی الطاعات ۱۲ مدارک

مگر ہان یہ امر بالضرور ہے کہ بعد توجہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچھ نصیبہ اور حصہ نفس وجود
مین یا حصول صفات زایدہ مین مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیاء اور ولایت اور قربیۃ نسبت
اولیاء اللہ اور ملائکہ مقربین و کروبین سکان حظایر قدس بموجب لولاک لما اظہرت الربوبیۃ
وہ سب پرتو ذات سر دفتر افراد وجودی ہے اسمین کچھ شک نہین پس واسطہ اس مطلب
کے ایراد مثال واسطہ فی العروض مصطلح نیز اس نہین جو مورث وحشت اہل اسلام ہے علی الخصوص
مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ع اے ذات تو سر دفتر افراد وجود ٭ سرا بود وجود
راز بودی تو نمود ٭ صحیح ہے والا پہر وہی خرابی لازم آتی ہین کہ ذات دیگر انبیاء علیہ السلام

بالذات بھی اور بالعرض بھی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض بھی ہو کا ہے سے مگر متعارف
شایع ذائع ہوگیا ہے اسلئے کہ مقتضای جوہر تثنیہ یہ تھا کہ دو وصف ہوں ایک وصف
متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بعرض پس ذات حضرت دیگر انبیا علیہم السلام کو نہ قابل
وصف موصوفیتہ و معروضیتہ رکھا نہ قابل وصف عرضیتہ رکھا بلکہ ایک امور آئینہ میں سے بموجب
مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کر دیا
مثل نا و دان فیض کے واسطے امتہ کی پس بموجب اسکی تو فی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آئینہ کو حصول وصف میں کچھہ شرکت نہیں بلکہ بنظر
غایر تر سلیم مشتبہ ساتھہ مطلب واسطہ فی الثبوت بھی نہیں تحقق آئے ہے سلب کامل ابھی
نہیں چہ جا کہ واسطہ فی العروض اور فی الثبوت پس جنسیت معدوم اور انبیاء میں نہ کوئی کمال
ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرت دیگر انبیاء علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
ہیں اور تفاوت مراتب بالتخصیص و خاص او رخیر ہے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک۔

[12] تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیتہ ای فضلنا بعضہم علی بعض بخصایص وراء اصل الرسالتہ
من جلالتہ النفاسیر ۱۲ بان خصصناہ بمنقبتہ لیست لغیرہ منہم ۱۲ بیضاوی ۔ با لخصایص وراء
الرسالتہ لاستوائہم فیہا کالمؤمنین یستوون فی صفتہ الایمان و یتفاوتون فی الطاعات ۱۲ مدارک

مگر ہاں یہ امر بالضرور ہے کہ بعد توجہہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچھہ نصیبہ اور حصہ نفس وجود
میں یا حصول صفات زایدہ میں مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیاء اور ولایت اور قربیہ نسبت
اولیاء السر اور ملائکہ مقربین و کروبیین سکان خطایر قدس بموجب لولاک لما اظہرت الربوبیتہ
وہ سب پر تو ذات سر دفتر افراد وجود ہی ہے اسمیں کچھہ شک نہیں پس واسطہ اس مطلب
کے ایراد مثال واسطہ فی العروض مصطلح منیر ابنین جو مورث وحشت اہل اسلام ہے علی الخصوص
مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ؎ اے ذات تو سر دفتر افراد وجود ۔ سرلہ دو نمود
راز بودی تو نمود ہا صحیح ہے والا بہر وہ بہی خرابی لازم آتی ہیں کہ ذات دیگر انبیاء علیہ السلام

منصب نبوت میں مشترک ہیں اولیتہ واولویتہ افراد او رچیز ہے اور مغایرت افراد اور چیز ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے علی قدر المراتب ہریک جزئی خاص سب ہی ہیں کچھ انحصار جن وانس ملک پر نہیں تمامہ مخلوقات عالم شہود و موالید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت وحور وقصور و عالم برزخ مستفید ہیں اسلیے کہ صورت وجود خود ہریک نے بطفیل آنحضرت صلعم ہی پکہی ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم الحذر الحذر قسطاس شصت و یکم دہوکا نہو کہ ختم امر اضافی ہے بے مضاف الیہ کی تحقق نہیں ہو سکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسقدر افزائش ہوگی مانند بادشاہت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزائش پر اوسکی افزائش او عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے نوابون کو دیکھکر دہوکا کہاوے اور کہی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہیں ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتمیتہ اور انبیا کی محتاج نہیں اوسکی ترقی اور افزائش کے لئے کثرت انبیاء ضرور نہیں فقط اسواسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام الشریف مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگی اوسیقدر افزائش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتہہ کوئی بہی اوڈیران نہیں یعنی برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا میں ہون یا طبقات سافلہ میں یا سب طبقات میں ہون نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورۃ داعی ہو طرف ایجاد خواتم کے واسطے ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزائش مذکور کے جسکی خود کلام شہید میں صراحتہ ہے اس فقرہ میں کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہیں یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحتہ ہے اوس فقرہ میں نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے کہ ترقی اور افزائش ہے در صورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اونمیں قلت ظاہری جو

منصب نبوت مین شریک ہین او لیّتہ واولویتہ افراد اور جیز ہے اور مغایرت افراد اور جیز ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے علیٰ قدر المراتب ہر یک جزئی خاص سب ہی ہین کچھ انحصار جن والنس ملک پر نہین تمام مخلوقات عالم شہود و موالید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت وحور وقصور وعالم برزخ مستفید ہین اسلیئے کہ صورت وجود خود ہر یک نے بطفیل آنحضرت صلعم ہی پائی ہے صدو السر اعلم وعلمہ اتم واحکم الحذر الحذر قسطاس شمعت و کہ کلم دہوکا نہو کہ ختم بامر اضافی ہے بے مضاف الیہ کی متحقق نہین ہوسکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسیقدر افزایش ہوگی مانند بادشاہت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزایش پر اوسکی افزایش او عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے نوابون کو دیکھکر دہوکا کہاوے اور کہے کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہین ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاتمیتہ اور انبیاء کی محتاج نہین اوسکی ترقی اور افزایش کے لئے کثرت انبیاء ضرور نہین فقط اسواسطے کہ لفظ خاتم وارد کلام الشریف مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگی اوسیقدر افزایش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتھ کوئی بھی اوسپر ان نہین یعنی برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا مین ہون یا طبقات سافلہ مین یا سب طبقات مین ہون نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورۃ داعی ہو طرف ایجاد خواتم کے واسطے ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزایش مذکور کے جسکی خود کلام شبہہ مین صراحتہ ہے اس فقرہ مین کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحتہ ہے اوس فقرہ مین نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے کہ ترقی اور افزایش ہے در صورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اوسمین قلت ظاہری جو

مین کسقدر تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے جب تک کہ قابل تکفیر ہو اور نہ انکار زمینون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات مین سو اوسکا نام انکار نہین یہہ اختلاف متوارث ہے سلفاً عن سلف اگرچہ ترجیح ہے خلو بین الطبقات کو سو یہہ تکثر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہو چکا اور نہ ہی کسی کی آنکھہ ناک کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت کسیکی مگر بموجب کریمہ وذکّر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظہ حسنہ بلیغہ و اشگاف اظہار کر کے موافق کریمہ وجادلهم بالتی هی احسن اور نیز فاصدع بما تؤمر حسبۃً للہ بری الععہدہ ہوتی ہین فقط والسلام علیهم و علینا اتم و اسلم

تحذیر التحذیر قسطاس شصت و دوم [٦٢]

اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت متسلسل ہو دو سلسلہ سے سلسلہ مکانی اور سلسلہ زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت اور لحوق ہے جو عبارت ہی ماضی اور مستقبل سے تو بدایۃ سلسلہ نبوت مدین اعتبار جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی ہے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے یعنی طبقہ ارض علیا تک تا کہ یہہ امر صادق آوی کہ یہ سلسلہ اوپر رسول الله خاتم حقیقی کے ختم ہو وی جیسیکہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور غایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہو کر موجب شکل مثلثی ہوت تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمین و زمان حاصل ہو فقط لیکن جاننا چاہیے کہ یہ شبہہ بلکہ بنظور ہر طرف ہے کہ ہرگاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم ہر طرح پر اوپر رسول الله یعنی خاتم حقیقی کے ہوتا پھر اسلئے وجود خواتم ستہ کی گنجایش نہی کہ ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کی بھی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل ہے اور وہان کے سلسلہ کی بھی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول الله خاتم حقیقی ہی گو

ہین کسقدر تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے جب تک کہ قابل
تکفیر نہو اور نہ انکار زمینون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات مین سو
اوسکا نام انکار نہین ہے اختلاف متوارث ہے سلفاً عن سلف اگرچہ ترجیح ہے
خلو بین الطبقات کو سو یہہ تکفیر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہو چکا اور
نہ ہی کسی کی آنکھہ ناک کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت
کسیکی مگر بموجب کریمہ و ذکر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظہ حسنہ بلیغہ و اشکاف
اظہار کرکے موافق کریمہ و جادلہم بالتی ہی احسن اور نیز فاصدع بما تؤمر جسبتہ للہ سری
المعہد ہو لی ہین فقط والسر اعلم و علمہ اتم و اسلم الحذر الحذر قسطاس شصت و دوم [62]
اگر یہہ شبہہ کیا جاوے کہ سلسلہ نبوت متسلسل بدو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ
زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت
اور لحوق ہے جو عبارت ہے ماضی او مستقبل سے تو بدایت سلسلہ نبوت مذہین اعتبار
جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی سے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے
یعنی طبقہ ارض علیا تک تا کہ یہہ امر صادق آوے کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم
حقیقی کے ختم ہووے جیسے کہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ
زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور غایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق
زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہوکر
موجب شکل مثلثی ہوت تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمین و زمان حاصل
ہو فقط پس جاننا چاہیے کہ یہ شبہہ بدینطور برطرف ہے کہ ہرگاہ ہر دو سلسلہ مذکورکا ختم برطرح
پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہولو پہر واسطے وجود خواتم ستہ کی گنجایش نرہی کہ
ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کی بہی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل
ہے اور وہان کے سلسلہ کی بہی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی کو

سکے اور وجود باجود سر دفتر افراد وجود سے زمان ومکان کو کیا ملکہ کون مکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آوی بعد زمان میری کی نہ یہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع
سلسلہ ساق مکانی میں بلحاظ فوق وتحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور منتہی تحت کی شکل کہیں بسبب خطوط متساوی المسافت مخرجہ از مرکز تا منتہی یہ
ہر جانب متصور ہے یعنی سر بسر نقطہ منتہی خطین استوا اور لیاقت تحت ہونے کی اور فوق
ہونے کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ مماثل ما بہ التحت والفوق سر بسر نقطہ ہے اور جلی ہا القلیم
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہیں پس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہیں ہوسکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے ۔ ہر گاہ کہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل میں ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی معشوق
اور غایت بھی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہئے کہ وہ حرکت وہاں منتہی ہو اور وہ مراد ہونا
نقطہ ذات محمدی ہے صلعم جو کہ موصل ٹھہرا ہر دو ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا انطباق نہیں معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھ بحث
نہیں ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ تحرک ضرور نہیں وضع ترتیب نقطات
امکنہ مندرجہ سلسلہ مکانی کے اس سلسلہ کذائی پر بطور امر ابتدائی کے سرزد ہوا ہے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر تدریجی
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم یگانہ واسطی اوسکی ثابت ہوتے ہیں یعنی مکان

کے اور وجود باجود سرد فتر افراد وجود سے زمان و مکان کو کیا بلکہ کون و مکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آوی بعد زمان میری کی نہ یہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع
سلسلہ ساق مکانی میں بلحاظ فوق و تحت بدیں روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور معنی تحت کی شکل کہیں بسبب خطوط متساوی المسافۃ مخرجہ از مرکز تا منتہی یہ
ہر جانب متصور ہے یعنی ہر ہر نقطہ منتہی خط میں استعداد اور لیاقت تحت ہونے کی اور فوق
ہونے کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ ما بہ التحت و الفوق ہر ہر نقطہ ہے اور جانے ہا لیقین
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہیں پس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہیں ہو سکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے ہر گاہ کہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل میں ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی مقصود
اور غایتہ بھی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہئے کہ وہ حرکت وہاں منتہی ہوا در وہ مراد ہوئی
نقطہ ذات محمدی ہے صلعم جو کہ موصل ٹھرا ہر دو ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا نظاہر نہیں معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے توکچھ بحث
نہیں ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ تحرک ضرور نہیں وضع ترتیب نقطات
اسکے متدرجہ سلسلہ مکانی کے اس ہیئتہ کذائی پر بطور امر ابتدائی کے سری ہی سے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر تدریجی
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطے اوسکی ثابت ہوتے ہیں یعنی مکان

خداوندی ہی یہ ہین کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی
تو نبہا والّا اگر اطلاق حرکت اوپر ارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصدا ور حرکت ہی چاہئے
نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیال سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا ہی کیا اندہیر ہے کہ ایسے معنی مراد ہون آخر
فاضلانہ شبہہ ہین نہ عوام کے غالبا یہ عبارت محمول بغلطی کاتب یا سبقت قلمی ہے
یا عجلت جو مانع تدبّر ہے اور یہ نقریر اوپر ہر دو معنی مکان کے درست اور جسپت ہی
معنی متعارف جو خارج ہین نظر عوام مین ہین اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین رحمہم اللہ
او حکما یعنی سطح باطن اور بمعنی البعد مجرد کیونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہین بخلاف
زمان کے کہ وہ متحرک ہے ہے فقط واللہ اعلم وعلمہ احض وارزن واحکم رمتن الحمار لنجذر

قسطاس شصت وسوم اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کوئی امر بسیط نہین
بدلیل اس حدیث شریف کی الرؤیا جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ اور بتمثیل دیگر یہ
سا تہہ جمال کے جو امور کثیر پر موقوف ہے مثل حصول جمال بسبب ہئیت اجتماعی اعضاے
ضروریہ علی ہذا القیاس حصول کمال نبوت بہی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات
کے ہوتا ہے تو یہ شبہہ بدینطور بر گران ہے کہ تجزّی نبوت باعتبار زمان نبوت
ہے مجازا نہ حقیقۃ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ ۲۳ تیئیس سال ہی باعتبار
زمان حیات شریف اور زمان رویا صالحہ جو کہ بردار نبوت اور مبادی نبوت تہا
وہ چہہ ماہ رہا جیسا کہ اس بارہ حدیث شریف ثم جاء الحق مثل فلق الصبح مین کہہ اد
ادوس سے وحی ہے دلالۃ صریح ہے اور چہہ ماہ کو نسبت ساتہہ ۲۳ تیئیس سال کے
نسبت حصہ ۴۶ چہیالیسوین کی ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ سے حضرت شاہ
شہرکا آفاق حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سے سنی لیس وہ اصل تجزّی کمال

خداوندی ہی یہ ہین کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی تو فبہا والّا اگر اطلاق حرکت او پر ارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصداً و حرکت نہی چاہیئے نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیال سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا ہی کیا اندہیر ہے کہ ایسے معنی مراد ہون آخر فاضلانہ شبہہ ہین نہ عوام کے فائتیا یہ عبارت محمول الغلطی کاتب یا سبقت قلمی ہے یا عجلت جوابع تدبّر ہے اور یہہ تقریر او پر ہر دو معنی مکان کے درست او حسب ہی معنی متعارف جو خارج ہین نظر عوام مین ہین اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین رحمہم اللہ اور حکما بمعنی سطح باطن اور بمعنی البعد مجرّد کیونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہین بخلاف زمان کے کہ وہ متحرک ہے فقط واللہ اعلم و علمہ احض و ارزن و احکم رمثل البحار الزخار

قسطاس ششصت و سوم اگر یہہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کوئی امر بسیط نہین بدلیل اس حدیث شریف کی الرؤیا جزء من ستۃ و اربعین جزءًا من النبوۃ اور تمثیل دیتا ہے ساتہہ جمال کے جو امور کثیرہ پر موقوف ہے مثل حصول جمال بسبب ہیئۃ اجتماعی اعضاء ضروریہ علی ہذا القیاس حصول کمال نبوت بہی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات کے ہوتا ہے تو یہہ شبہہ بہ نظر سرسری گران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت ہے مجازاً نہ حقیقۃً کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیئیس ۲۳ سال ہی باعتبار زمان حیات شریف اور زمان رؤیا صالحہ جو کہ پیش از نبوت اور مبادی نبوت تہا وہ چہہ ماہ رہا جیسا کہ اس بارہ حدیث شریف ثم جاء الحق مثل فلق الصبح مین کہہ اد اوس سے وحی ہے دلالۃ صریح ہے اور چہہ ماہ کو نسبت ساتہہ تیئیس ۲۳ سال کے نسبت حصہ چہیالیسوین ۴۶ کے ہے جیسا کہ یہہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ نے حضرت بتائی شہرۂ آفاق حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سی سنی لیس دراصل تجزی کمال

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مواد میں نہ باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور مجکو مجازی ہیں اسیقدر
کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کاربراری نہیں ہو سکتی تا الآن مگر یہ امر
مسلّم ہے کہ ہیئت اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شئے اور مبادی اور مقاطع اجزاء شئ مرکب ہی نہیں ہیں چہ
جائیکہ اجزاء شئ بسیط ہوں کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
ہے ورنہ در صورت اتیان صرف قول لا اله الا الله بصدق و اذعان کہ جس سے ایمان
منعقد ہوا کرتا ہے کہ جزو افضل ہے اور شعبہ اعلی بموجب حدیث شریف مذکور کے
بدون اتیان دیگر امور مذکورہ معلومہ منصوصہ کے معتبر ہونا قابل نجات ہونا حالانکہ من
قال لا اله الا الله دخل الجنة مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ مشتمل اجزاء کثیرہ کے
باوجود ہیئت تالیفی اور ترکیبی کے درباره حصول مطلب قید اسپ و بیل وغیرہ ہرگز ہرگز
مؤثر ہو لیکن کسی جزو کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً درباره اصحاب بدر رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جو انکی حق میں من حیث المجموع ہوا مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر الخ
جو روایات وارد صحاح میں علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ میں اوسکو اوسی ہیئت
پر ملحوظ رکھنا چاہئے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہئے الیسا ستا اور بڑا ہے اسناد
سے رحمہم اللہ اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر مقتضی ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمیل شعبہ ہائے
ایمان کے جو کہ مقصود ہیں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ یا لوجاہت کی نہ اصل
قوام ایمان ہیں بخلاف رویا صالحہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مواد میں نہ باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور کہ صحاح میں ہیں اتنا قدر
کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کاربراری نہیں ہوسکتی ہاں مگر یہ امر
مسلم ہے کہ ہیئت اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شئے اور مبادی اور مقاطع اجزاء شئی مرکب بھی نہیں ہیں چہ
جائیکہ اجزاء شئی بسیط ہوں کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
ہے ورنہ در صورت اتیان صرف قول لا الہ الا اللہ بصدق و اذعان کہ جس سے ایمان
متحقق ہوا کرتا ہے کہ جزء افضل ہے اور شعبہ اعلیٰ بموجب حدیث شریف مذکور کے
بدون اتیان دیگر امور مذکورہ معلومہ منصوصہ کے معتبر نہ ہوتا قابل نجات نہ ہوتا حالانکہ مَن
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ مشتمل اجزاء کثیرہ کے
بدون ہیئت تالیفی اور ترکیبی کے درباره حصول مطلب قید اسپ و بیل و غیرہ ہرگز ہرگز
موثر نہ ہوا یسا کسی جزو کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً درباره اصحاب بدر رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جو انکی حق میں من حیث المجموع ہوا مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر جو
کہ روایات وارد صحاح میں ہیں علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ میں اوسکو امر ہیئت
مجموعہ پر رکھنا چاہیے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہیے انبیاء کتنا اور کیا ہے استثناء
سے رحمہم اللہ اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر متقضی ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمیل شعبہ ہائے
ایمان کے جو کہ مقصود میں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ اصل
قوام ایمان میں بخلاف رویا صالحہ کہ نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

سو بظاہر شق اخیر مخدوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں بنفس اندازِ نبوت سے جس مدبر
پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے اللا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تعالی
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ لبسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس ماہیہ
نبوت میں داخل نہیں بیہ امر آخر ہے یہ از قبیل سوابق نعم اور لواحق نعم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی ہوتی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات مآل ہر دو معنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزی پذیر نہیں
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام ماہیہ میں گو باعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ دخیل ہیں مقاصد
میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ ازدیاد رونق اور بہار اور ترقی اور نمایش
کے تجزی تجویز کرکے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل منازل دور ہیں کیونکہ از قبیل مبادی ہیں انکا تو دخل ہی
نہیں اس قسم کی تجزی مذکور میں پس تجزی رؤیا صالحہ سے تجزی نبوت ہرگز لازم نہیں
آتی اور حالانکہ تجزی رؤیا صالحہ ہی دراصل نہیں بلکہ تجزی زمان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزی خاتمیتہ تو کہاں جو چوتھے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزی زمان
دوئم تجزی رؤیا صالحہ سوئم تجزی نبوت چہارم تجزی خاتمیتہ اور قطع نظر اس
سے غرض تجزی نبوت سے تعدد اور تکثر انبیا رہتا اور تعدد انبیا سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل استشہاد ہے سو بالفرض بفرض محال بصورت التسلیم تجزی نبوت تجزی
خاتمیتہ جو حسب زعم اونکی مستلزم اور مستوجب ہے تعدد خاتمیتہ اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیتہ کا ہے تب بھی اسکا حصول محال ہے بموجب آن
دلایل کے [illegible] کے جو از ابتدا رسالہ انتہا تک ہو چکی [illegible]
[illegible] کوئی ضرورۃ عقلی بھی نہیں کہ انبیا کثیر ہوں تو خاتم بھی کثیر ہوں [illegible] المرسلین [illegible]

سو بظاہر شق اخیر مخدوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں بلکہ انداز نبوت سے جس میزان
پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الّا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تعالیٰ
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ بسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس ماہیۃ
نبوت مین داخل نہین بلکہ امر آخر ہے یہ از قبیل سوابق نعم اور لواحق نعم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی ہوتی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات مآل ہر دو معنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزّی پذیر نہین
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام ماہیۃ مین گو باعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ دخیل ہین مقاصد
مین بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ ازدیاد رونق اور بہار اور ترقی اور نمایش
کے تجزی تجویز کرکے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل ومنازل دور ہین کیونکہ از قبیل مبادی ہین اونکا تو دخل ہی
نہین اس قسم کی تجزی مذکور مین پس تجزّی رؤیا صالحہ سے تجزی نبوت ہرگز لازم نہین
آتی اور حالانکہ تجزّی رؤیا صالحہ بھی دراصل نہین بلکہ تجزی زبان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزّی خاتمیتہ تو کہان جو چوتھے درجہ مین ہے کیونکہ اول درجہ تجزّی زبان
دوئم تجزی رؤیا صالحہ سوئم تجزّی نبوت چہارم تجزّی خاتمیتہ اور قطع نظر اس
سے غرض تجزّی نبوت سے تعدّد اور تکثر انبیاء تہا اور تعدّد انبیاء سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل استفاد ہے سو بالفرض لفرض محال لبصورت التسلیم تجزی نبوت تجزی
خاتمیتہ جو حسب مزعوم اونکی مستلزم اور موجب ہے تعدد خاتمیتہ اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیتہ کا ہے تب بھی اسکا حصول محال ہے بموجب آن
دلایل کے جو بذیل ہر دلایل کے جو از ابتدا رسالہ انتہا تک مذکور ہو چکی الہ دلیلی مع قسطاطیس ثبوت کی ممثلی و فرودین حد ازان
دلیل عقلی کوئی ضرورۃ عقلی بھی نہین کہ انبیاء کثیر ہون تو خاتم بھی کثیر ہون کہ خاتم ہی فانہ من باب ما اتینا الا السبلا مع الشبلین احدّ ازین

بھی نہیں مانند حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اسواسطے کہ ایسا وجود اونکا
موروثیت شرکت مذکورہ اور قسمت مذکورہ نہیں ورنہ التعریف خاتم اضافی مانع نہیں رہتی اسواسطے
کہ کوئی شئے لوازم اور خصائص بیگانہ سے ہرگز پیراستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فاکتیا نہیں ہونے دیتے اور چہوڑ نہیں سکتے اور ہرگاہ کہ
یہ امر ہوا تو خواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہیئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس ١
کے جو قایل ہوئی ہی صدق خاتمیت اضافیہ کو اوپر ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قایل شرطیت کی ہوئی ہے تعریف خاتمیت اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرارداد کا ورصورت تسلیم خاتمیت اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازان بہر صورت علاوہ برین ہے اسلئے کہ قرارداد
خواتم ستہ ہے نہ خواتم سبعہ اور علیٰ ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور لوچ اہتیا مثلاً یہہ شبہہ کہ زمانہ لو بعد ختم نبوت بہی باقی ہے پس اگر یہہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر کچھہ مفید
مطالب نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہہ
نبوت خاتمیت مستمر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد دخول جنان بہی اوسکو اختتام نہیں
مگر یہہ امر مانحن فیہ سے لگاو نہیں رکہتا بخلاف افراد اول کے کہ ظاہر ہے والا اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو بمعنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
اور اگر یہہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت بوجود ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوگئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء رفقیہ میں
سے باوصف متصف ہونے اونکی کے نبا یہہ وصف نبوت کے انتہاء احکام اونکی شریعت
کا جو عبارت ہے نسخ سے تو یہہ امر مسلم النبوت ہے پس عکس علیٰ اول اقرار لازم آتا ہے
کہ ظاہر ہوا ہے پس ایسی صورت میں لقاء زمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

بھی نہیں مانند حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اسواسطے کہ ایسا وجود انکا
معرض شرکت میں مذکور اور قسمت مذکورہ نہیں ورنہ تعریف خاتم اضافی مانع نہیں رہتی اسواسطے
کہ کوئی شئے لوازم اور خصائص ذاتیہ سے ہرگز پیراستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فائت نہیں ہونے دیتے اور چھوڑ نہیں سکتے اور سرگاہ کہ
یہ امر ہوا تو خواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس
کے جو قائل ہوئی ہے صدق خاتمیت اضافیہ کو اوپر ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قائل شرطیتی کی ہوچکی ہے تعریف خاتمیت اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرارداد کا ورصورت تسلیم خاتمیت اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازاں بہر صورت علاوہ بریں ہے اسلئے کہ قرارداد
خواتم مثبتہ ہے نہ خواتم سبعہ اور علی ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور لیچ ہیں مثلاً یہ شبہہ کہ زمانہ کو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے پس اگر یہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تھا تو صحیح ہے مگر کچھ مفید
مطالب نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہ
نبوت خاتمیت مستمر ہے تا قیام قیامت بلکہ بعد دخول جنان بھی اسکو اختتام نہیں
مگر یہ امر بالخصوص فیہ سے لگاؤ نہیں رکھتا بخلاف افراد کے کہ ظاہر ہے والا اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو بمعنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
اور اگر یہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا تھی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت بوجود ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوگئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء قدیم میں
سے باوصف متصف ہونے نبی کے ساتھ وصف نبوت کے انتہاء احکام و انکی شریعت
کا جو عبارت ہے نسخ سے تو یہ امر مسلم الثبوت ہے پس عکس نتیجہ کا اہل اقرار کو لازم آتا ہے
کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں لقاء زمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

آدم علیہ السلام و آخر ہم محمد صلعم فقط پس احقر العباد شیخ محمد تھانوی کہتا ہے جاننا چاہیے کہ اکثر قسطاس سونحین جنصوص قسطاس سی) و منقسم ہیں اسکی چٹکیٹ گئی لیکن تاہم مختصر سنا جائے کہ لعل تو الف لام خاتم النبیین میں استغراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت ہی تو نبی ہیں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیۃ الشئی لنفسہ لازم آتی ہے اور مطالب خاتمیت لغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین جو اقع فقرہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین آتیتہ خاتمیتہ میں الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہیں بلکہ واسطہ استغراق کے ہے جسپر دلایل قطعیہ نصوص قاطعہ ساے اندر ہیں چنانچہ خود وہ دلیل جو موید مطلب مدعی اول الانبیاء آدم و آخر ہم نبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے اسواسطے کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا بوجہہ لازم آنے مصادرہ علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل میں دونوں میں الف لام عہد کا ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور اوضح ہو دعوے سے یہ اولی امر ہے واسطے اغیار سطحگری کے دعوی اور دلیل میں جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت مذکورہ کتب عقاید میں کوئی سراحتہ نہیں الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقدام ہو کر متہافت ہیں پس متعین ہوا مانحن فیہ میں لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور استحالہ لازم آتے ہیں وہ علاوہ ہیں از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض علیا ہے ہوں تو پھر طبقات سافلہ میں بشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر ملقب ہو کوئی کتب عقاید میں یہ بھی آدم طبقہ ارض علیا ہیں یا کوئی اور ہیں یا اور کوئی ہی جو رفع ضرورہ ہو اگر کوئی نہیں باوصف ضرورتہ نکے تو یہ امر شرعا باطل ہے بالکار روائی اور عقل سے لی موافق تحقیق صاحب تفسیر کبیر کی جو قول معتبر ہے سی مانیں چنانکہ تکمیل الایمان وغیرہ میں ابی ہے جیسا کہ مدل سونحین نکو رو ہی تفسیر لحیشرکی میں نہیں و ہی ہو گا چند نام ہو اول تخمینًا لفقتہ نہیں یا اند دا ہے آثار دستے انبیاء بین ضرورت کے علی نذر لغیا میں

آدم علیہ السلام و آخرہم محمد صلعم فقط پس احقر العباد شیخ محمد تھانوی کہتا ہے جاننا چاہیئے
کہ اکثر قسطلانیا سوئیں خصوص قسطلاس سی و منقم میں اسکی جڑ کٹ گئی لیکن تاہم مختصر سنا چاہیئے
کہ بعال تو الف لام خاتم النبیین میں استغراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
بھی تو نبی ہیں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیۃ الشئی لنفسہ لازم آتی ہے
اور مطالب اضافتہ لغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین جو واقع فقرہ ولکن رسول اللہ
و خاتم النبیین آیتہ خاتمیتہ میں الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہیں بلکہ واسطہ استغراق
کے ہے جیسے دلایل قطعیہ نصوص قاطعہ سابقہ اندر ہیں چنانچہ خود وہ دلیل جو موید مطلب
مدعی اول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے
اسواسطے کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا بوجہ لازم آنے مصادرہ
علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل میں دونوں میں الف لام عہد کا
ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور اوضح ہو دعوے سے یہ اصلی امر ہے واسطے اعتبار
ہمارگری کے دعوی اور دلیل میں جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت
مذکورہ کتب عقاید میں کوئی سر اختیہ نہیں الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقدام
ہو کر متہافت ہیں پس متعین ہو ما نحن فیہ میں لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو ادر
استحالہ لازم آتے ہیں وہ علاوہ ہیں از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض علیا ہے ہوں تو
پھر طبقات سافلہ میں لبشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر ملقب ہو کی کتب عقاید
میں یہی آدم طبقہ ارض علیا ہیں یا کوئی ابی نہیں یا اور کوئی ہی جو رفع ضرورہ ہو
اگر کوئی نہیں باوصف ضرورت کے تو یہ امر شرعا باطل ہے بالکار زوالی اور عقل سے
کی موافق تحقیق صاحب التفسیر کبیر کی جو قول معتبر علماء ہیں ساتھ ہیں چنانچہ تکمیل الایمان وغیرہ میں ایسے ہی جیسا کہ
مطالب میں مذکور ہے وہ بھی تفسیر تفسیر کی ہے نہیں اسی کا ہونا خارجا مجہول تحقیق الحقیقۃ نہیں یا النبوۃ
سے ازادہ سکا نبیین ضرور ہے کہ علی نہ اللہ بالمعنی

ہر جنتا کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جسکی تمام
تمام انبیاء علیہم السلام بوجہ انقیام بریاست خاتم النبیین صلعم سپرد کرینگے جو ظہور ہے
لشفقۃ عامّہ کا جو شامل ہے کل افراد لائق الشفاعت کو بلا تخصیص لغیرا دشفقۃ علیا عام فہ
تامہ ہے واسطے عموم لشفقۃ کافہ کے والا تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو اعدا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطہ امت محمدیہ کے فیما بین اونکی شفاعت ہے کہ ہی بشمول علما و شہدا و
وصلحا و حفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پہر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطہ کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار و رتبہ
نہیں اور یہہ شبہہ کہ ہرگاہ ہر ایک نبی اپنی اپنی امتہ کے شفیع ہوئی تو پہر آنحضرت صلعم کی عموم
لشفقۃ کیسی متصور ہو سکتی ہے بدیں طور زائل ہے کہ یہ کچھہ ضرور نہیں کسواسطے کہ ہر ایک فرد کے
بلاواسطہ بذات شریف خود متکفل ہوں یہہ امر تو واسطے اپنی امتہ کی بہی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و تشفیع و صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء نے بہی یہہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہی معنی
اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہرگاہ بڑی بڑی انبیا و مرسلین اولو العزم دست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم اس حالہ عظمیٰ سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلاوینگی
پہر بعد گرہ کشائی کے اور انبیا و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امتہ کے جرائم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی یہی مطلب قرآن و حدیث سے قوا قائلان
مخصوص متشتہ سکی برخلاف ہے فافہم اذا تحقیقہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہ کلام
محل مدح اور ثنا اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اشارہ ظہور اور غائیہ اوسکا شفاعت کبریٰ
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤوس الاشہاد بر سر مجمع اولین اور آخرین مخلوق تمامہ طبقات
کیا بلکہ یہ ساری مخلوق حاضر ہوگی پس بصورت عہد حسب مزعوم منازعین تخصیص

پر صفت کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جب کہ تمام
تمام انبیاء علیہم السلام بوجہ انقیام بدست خاتم النبیین صلعم سپر ڈال دینگی جو ظہور ہے
لقب عامہ کا جو شامل ہے کل افراد لائق الشفاعت کو بلا تخصیص اعزا ذیشفاعہ علیا صاف
تابیک ہے واسطے عموم لقب کافہ کے والا تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو احاد انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطہ امت محمدیہ کے فیما بین اونکی شفاعت ہوگی بشمول علماء و شہداء
و صلحاء و حفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پھر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطہ کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار اور امتیاز
نہیں اور یہہ شبہہ کہ ہر گاہ ہر ایک نبی اپنی اپنی امتہ کے شفیع ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم کی عموم
لقب کیسے متصور ہو سکتی ہے بدینطور زایل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کسواسطے کہ ہر ایک فرد کے
بلا واسطہ بدات شریف خود مستقل ہوں یہہ امر تو واسطے اپنی امتہ کی بھی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء نے بھی یہہ رتبہ شفاعت و واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہی معنی
اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہر گاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولوالعزم دست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم سب خلائق کو عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلا دینگی
پھر بعد گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امتہ کے جرائم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلا دینگی یہی مطلب قرآن و حدیث ہے قول قایلان
خصوص شفاعت اسکی برخلاف ہے فافہم اذا تحقیہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہ کلام
محل بحث اور تنازع اور افتخار بین صادر ہوئی ہے اشراد ظہور اور غایتہ اوسکا شفاعت کبریٰ
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤس الاشہاد بر سر مجمع اولین و آخرین مخلوق تمامہ طبقات
کیا مالکیہ ساری مخلوق حذا حاضر ہوگی پس بصورت عہد حسب مزعوم منازعین تخصیص

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو بلکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشاء
قولہ تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہے پس باوصف ایسے رتبہ اور شان کے
تخصیص نعتیہ او تخصیص خاتمیت ساتھہ طبقہ عالیہ ارض علیا یک لخت خلاف روایت وبین اور
وشیرہ عقل وآئین ہے سوای تیرہ عقلی او رکوز ذہنی کے اور کچھ نہین سمجھا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت وہفتم** ازانجملہ موجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ النبیین
آیۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین لطور عہد مختص کیا جاوی ساتھہ انبیاء
طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشرین اور منذرین نہون اسواسطے
کہ حال از قبیل قیود ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیۃ ہے
یعنی یہ ہردو وصف بشارۃ اور نذارت دراصل خاصہ لازمہ ہے انبیاء کا اگرچہ فرعًا
لطور پر توہ غیر انبیاء سے بھی تبشیر اور انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصہ
اصلی انبیاء طبقہ علیا ہی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیاء طبقات
سافلہ مبشر اور منذر نہین جبکہ شائع ذائع ہے کوئی امر مانع نہین اور بالفرض اگر مانع
ہو تو بدلیل مزعوم زاعمین خود یہہ نفس مزعوم ہے مانع نہین اسلیے کہ قید کا مطابق
مقید کی ہونا ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا درباب تخصیص وتعمیم پس گویا مراد یہ ہے کہ یہ
ہی انبیاء معہودین مخصوص ہین ساتھہ اس وصف مذکور کے لا غیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع بھی
ہوتا قطع نظر اس سے کہ جزئیات وکلیات مین اعتبار مذکور متمشی ہے یا نہین پس وہ بوجہ
استثناء اس جزئی خاص کے کلیہ سے تائید اس کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض جو
اکثریہ ہے مانع نہین ورنہ بہر نہایت کار یہہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے بنسبت انبیاء طبقات سافلہ کی اسواسطے وقتیکہ ثبوت ہردو وصف … بدرواسطہ
انبیاء طبقات سافلہ ثابت ہو کسی حد ایسی ہی نص سے یا دست بردار ہی ہو ثبوت خاصہ
لازمہ ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قیاس مع الفارق خاصہ

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو بلکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشاء
قولہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہے پس با وصف ایسے رتبہ اور شان کے
تخصیص نبیۃ او تخصیص خاتمیۃ ساتہہ طبقہ عالیہ ارض علیا یک لخت خلاف روئیہ دین اور
وغیرہ عقل و آئین ہے سوای تیر عقلی او رکو ذہنی کے اور کچھہ نہیں سمجھا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت و ہفتم** ازانجملہ بموجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ النبیین
آیۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین للعہد مختص کیا جاوے ساتہہ انبیاء
طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشرین او منذرین ہوں اسواسطے
کہ حال از قبیل قید ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیۃ ہے
یعنی یہ ہر دو وصف بشارۃ او نذارت دراصل خاصۃ لازمہ ہے انبیاء کا گرچہ فرعاً
بطور پرتوہ غیر انبیاء سے بھی تبشیر او انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصہ
اصلی انبیاء طبقہ علیا ہی کا ہے او راس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیاء طبقات
سافلہ مبشر او منذر نہیں جو کہ شائع ذائع ہے کوئی امر مانع نہیں اور بالفرض اگر مانع
ہو تو پس مزعوم زاعمین خود بہہ نفس مزعوم ہے مانع نہیں اسلئی کہ قید کا مطابق
مقید کی ہونا ضرور ہے یعنی حال او ر ذوالحال کا درباب تخصیص و تعمیم پس گویا مراد یہ ہے کہ یہ
ہی انبیاء معہودین مخصوص ہیں ساتہہ اس وصف مذکور کے لا غیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع ہی
ہو تا قطع نظر اس سے کہ جزئیات وکلیات میں اعتبار مذکور متمشی ہے یا نہیں پس وہ بوجہہ
استثناء اس جزئی خاص کے کلیہ سے تا ئید اس کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض جو
اکثریہ ہے مانع نہیں ورنہ بہر نہایۃ کا رہہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے نسبت انبیاء طبقات سافلہ کی لیکن وقتیکہ ثبوت ہر دو وصف بہ واسطہ
انبیاء طبقات سافلہ ثابت ہو کسی حدیث ایسی ہی نص سے یا دست بردار ہی ہو ثبوت خاصہ
لازمہ ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قیاس ہو الفکاک خاصہ

صرف بلفظ رحمۃ للعالمین کے تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو ہم پلہ ہو لفظ البشیر اور
نذیر کے پس واضح ہو گیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب انداز ہر مخلوق کے تمام مخلوق
ہر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون حنانہ میں اوسکی یعنی آواز
شبیہہ گریہ بچے کے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوترنے کے سب
ہی نے پڑھا لکھا ہے خصوص جو علما خادم حدیث شریف ہیں پس واضح ہوا کہ ان ذلک
آیتوں میں ہرگز تعارض نہیں فافہم ولا توہم اثناء کجلہ علی ہذا القیاس لتعارض کا دعوی کیا ہو
حدیث بعثت الی الخلق کافۃ میں اور آیۃ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی الآیۃ
میں بوجہہ مذکور اور بوجہہ اسکے کہ ناس لایق خطاب اور جواب کے ہیں نہ باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت
اونکی بہرہ فیضیابی رسالتہ کافۃ ہے اور رحمۃ عامۃ تامہ سے حاصل ہے پس در صورت
لام عہد مذکور الناس میں اور العالمین اور الخلق میں اور ما سوای اسکی ایسی مواضع
میں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہیں کیونکہ یہہ حایل اس لقب کی نہیں کہ ہم
وزن وہم پلہ بعثت عامہ اور رحمۃ تامہ ہو جو یہہ دو امر مثل دو بازو طایر ختمیت خاتمیہ
ہیں کہ بدون ایک کی یہی قابل پرواز نہیں طعمہ ولقمہ بنا ئیر ہے اور قطع نظر اس سے شرط
اس رتبہ عالیہ کی جو موعود ہو بوعدہ الہی جانشانہ تنجیز سجات بینات ہے مانند آیات و
اخبار و آثار و اتفاق امت ہے اور تیسرے یہ کہ ہرگاہ حضرت نوح علیہ السلام سے
باوصف اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور دعوت ہوا کہ جسکی
سبب سے تمام مخلوق غرقاب ہوئی سوای بیاسی تن اور چند استخوان بہایم اور چند حشرات
پر طیور کے نجات نپائی سابق مطلب رحمۃ للعالمین کا تو یہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعہد
حضرت آدم چونکہ ان نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم و قلت احکام نہ پہونچی
حالانکہ اولوالعزم انبیاء میں سے نہ تھے اگر پہونچتی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے
الہیا کام دیتی سو ظاہر ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قولہ

صرف بلفظ رحمۃ للعالمین کر تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو ہم پلہ ہو لفظ بشیر اور نذیر کے پس واضح ہوگیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب انذار ہر مخلوق کے تمام مخلوق ہر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون حنانہ ایں اوسکی یعنی آواز شبیہہ گریہ بچے کے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوترکے سب ہی نے پڑھا لکھا ہے خصوص جو علماء خادم حدیث شریف ہیں پس واضح ہوا کہ ان ذات آیتوں میں ہرگز تعارض نہیں فافہم ولا توہم انا لنجمله علی ہذا القیاس تعارض کا دعو کیا ہو حدیث بعثت الی الخلق کافۃ میں اور آیۃ یا ایہا الناس انی رسول الیکم جمیعا النبی الامی میں بوجہ مذکور اور بوجہ اسکی کہ ناس لائق خطاب اور جواب کی ہیں باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت اونکی بہرہ فیضیابی رسالتہ کافۃ سے اور رحمۃ عامۃ تامہ سے حاصل ہے پس درصورت لام عہد مذکور الناس میں اور العالمین اور الخلق میں اور ماسوای اسکی ایسی مواقع میں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہیں کیونکہ یہہ قابل اس لقب کی نہیں کہ ہم وزن وہم پلہ بعثت عامہ اور رحمۃ تامہ ہو جو یہہ دو امر مثل دو بازو طایر ختمیۃ خاتمیۃ ہیں کہ بدون ایک کی ہی قابل پرواز نہیں طعمہ ولقمہ منا نیز ہے اور قطع نظر اس سے شرط اس رتبہ عالیہ کی جو موعود و بوعدہ الٰہی جانشانہ تصریحات بینات ہے مانند آیات و اخبار و آثار و اتفاق امۃ ہے اور تیسرے یہ کہ ہرگاہ حضرت نوح علیہ السلام سے باوصف اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور دعوت ہوا کہ جسکی سبب سے تمام مخلوق غرقاب ہوئی سوای بیاسی تن اور چند استخوان بہایم او چند حشرات پرطیور کے نجات پائی مصداق مطلب رحمۃ للعالمین کا تو یہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعد حضرت آدم چندان نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم و قلت احکام نہ پہونچی الا انکہ اولوالعزم انبیاء میں سے نہ تہے اگر پہونچتی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے لیتا کام وہی سو ظاہر ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قولہ

بھی اونکی ساتھہ منضم ہوجاوین بعض صورتین عقلی حسب قابلیتہ مقام تاکہ استحالات
شرعی وہم عقلی بہیر اسی یا شرعی لازم نہ آجاوین مانند قولہ تعم ان اصطفیک علی
نساء العالمین مین جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوا ہی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطے عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام ہین باتفاق
مفسرین تاکہ لازم نہ آوی فوقیت اوپر بنات آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو دار دنیا مین ازواج ہوئین اسلیئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل سلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر اور ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہوون فائق لو اون سے ہوون کریمہ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء
جیسا کہ نساء اس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ازواج علیا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند العالمین مذکور کے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج بنظر مذکور فائق ہوون
تاہم ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رض بموجب حدیث تعلیقا
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیۃ ومریم بنت عمران و
فضل عائشہ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضلیت حضرت
عائشہ رض کی اوپر حضرت مریم کی او عموما کریمہ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس مین جو کچھ
مطلب قضیات کے وہ ظاہر ہی پس مفصلا ومجملا فضیلت واضح ہوگئی لہذا ضرورا اور واجب ہوا
لام عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت
فاطمۃ الزہرا مین جو کچھہ آیات واخبار وآثار عموما وخصوصا وارد ہین سو وارد مین مخفی نہ
اور ہرچند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین سلک ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رض کی فضل کو نہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امتہ
اسلیئی کہ اول تو یہ دونون یہ زمرہ خیر امتہ سے نہین دوئم یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقۃ من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ پارچہ حریر مین حضرت صلعم

بھی اونکی ساتھہ منضم ہوجاوین بعض صورتون مین علی حسب قابلیتہ مقام تا کہ استحالات
شرعی وہم عقلی بھہ ابھی شرعی لازم نہ آجاوین مانند قولہ تعالیٰ اصطفیٰک علیٰ
نساء العالمین مین جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطہ عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام مین باتفاق
مفسرین تاکہ لازم نہ آوے فوقیت اوپر بنات آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو وارد ہوا ہین ازواج ہونگین اسلئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل سلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر اور ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہون فایق تو اون سے نہون کریمہ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء الا
جیسا کہ نساء اس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ازواج علیہا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند العالمین مذکور کے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج بنظر مذکور فائق نہوا
تاہم ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رض بموجب حدیث نص صحیح
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیۃ و مریم بنت عمران و
فضل عائشہ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضیلت حضرت
عائشہ رض کی اوپر حضرت مریم کی اور عموما کریمہ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس مین جو کچھہ
سطلب فضیلت ہے وہ ظاہر ہی پس مفصلا و مجملا فضیلت واضح ہو گئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
لام عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت
فاطمۃ الزہرا مین جو کچھہ آیات و اخبار و آثار عموما و خصوصا وارد ہین سو وارد ہین مخفی نہین
اور ہر چند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین سلک ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رض کی فضیلت کو تہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امتہ
اسلئی کہ اول تو دونون یہ زمرہ خیر امتہ سے نہین دوسرے یہہ کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقتہ من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ پارچہ حریر مین حضرت صلعم

سب انبیا سے متاخر الوجود ہین ساتھہ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف شرف رتبہ کی جیساکہ توہم ہوا بعض فضلا کو جو فوقیتہ دیتی ہین شرف رتبہ کو اوپر شرف تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان مجامعتہ ہر دو رتبہ کے پس کچہہ ضرورت اور احتیاج نہین طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ موقوف ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر زمان نہین مگر ہرگاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو ہیئتہ ترکیبی ملازمتہ غیر منفکہ ہے بدون اوسکی ظہور اوسکا نہین کہ جسکی ساتھہ خود صاحب رتبہ نے افتخار اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تہا وہ بغیر تاخر زمان کے ہونا معتبر رہا فافہم پس یہ قول کہ جایز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات سافلہ پیشتر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صاحب گذرچکی ہون اور تابع شریعت محمدیہ ہون باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمتہ کے اسلئے کہ اونکی ساتھہ کتاب اور حکمتہ یعنی دانش جو جزاینہ اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دو نون اور کسیکی پاس ایک ان دونون مین سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ بہی قبل انبیاء گذشتہ مین داخل ہی تہی جیساکہ اور انبیاء علیہم السلام گذرچکی اپنی اپنی کتاب اور حکمت کے ساتہہ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم مین کچہہ دخل نہ رکہتی تہے ویسی خواتم ستہ بہی گذرچکی اور کچہہ دخل نہ رکہتی تہی خاتمیتہ مین نہ حالاً نہ مآلاً نہ حقیقتہً نہ اضافتہً اسلئے کہ زمان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیون کے ساتہہ ہرگز مجامع نہین ہوسکتی قطع نظر اور استحالات شرکت وقسمت ابتدائی مذکورہ مسائل سابقہ سے کیونکہ استحالہ تو متحقق ہے بوجود خواتم ستہ زمان عطفی حال خاتم النبیین انہمین جو کہ معتبر بزمان حیاتنا ہے اور زمان عطفی استقبال جو معتبر بزمان لعدوفاتنا شریفنا ہے سو وہان تک اس صورت مین نوبت ہے نہین پہونچتی جو قابل اعتدار اور رد وقوع و جہہ

سب انبیاء سے متاخر الوجود ہیں ساتھہ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف
شرف رتبہ کی جیسا کہ توہم ہوا بعض فضلاء کو جو فوقیت دیتے ہیں شرف رتبہ کو اوپر شرف
تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالۃ بسبب امکان مجامعت
ہر دو رتبہ کے پس کچھہ ضرورت اور احتیاج نہیں طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ موقوف
ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر زمان نہیں مگر
ہرگاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو ہیئت ترکیبی ملازمت
غیر منفکہ ہے ہوں اوسکی ظہور اوسکا نہیں کہ جسکی ساتھہ خود صاحب رتبہ نے افتخار
اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تہا وہ بغیر
تاخر زمان کے جزو نا معتبر ہا فافہم پس یہ قول کہ جائز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات
سافلہ پیشتر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صلعم گذر چکی ہوں اور تابع شریعت
محمدیہ ہوں باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ کے اسلئے کہ اونکی ساتھہ
کتاب اور حکمۃ یعنی دانش جو زاید پر اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دونوں
اور کسیکی پاس ایک ان دونوں میں سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ تہی مثل
انبیاء گذشتہ میں داخل ہوئے ہیں جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور
حکمت کے ساتھہ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم میں کچھہ دخل نہ رکھتی تہے ویسی خواتم ستہ
بہی گذر چکی اور کچھہ دخل نہ رکھتی تہی خاتمیتہ میں نہ حالًا نہ بالًا نہ حقیقتہً نہ اضافتہً اسلئے
کہ زمان ماضی کے زمانے زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیوں کے ساتھہ ہرگز
مجامع نہیں ہوسکتے قطع نظر اور استحالات شرکت وقسمت ابتدائی مذکورہ فسا طلس ...
ہے کیونکہ استحالہ تو متعلق ہے بوجود خواتم ستہ زمان عطف حال خاتم النبیین صلعم میں جو کہ
معتبر بزمان حیات ہے اور زمان عطف استقبال جو معتبر بزمان بعد وفات شریف ہے
سو وہان تک اس صورت میں نوبت ہے نہیں پہونچتی جو قابل اعتذار اور بیان توجیہہ

ہین جیسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ بقرائن عقلی اور
ہرگاہ کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جزئی تمثیلی کا کہ جسمین علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود
ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی دوسرے
جزئی متسقہ جنمین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئے بخلاف اس جزئی
کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ مین منسلک اور منخرط ہی نہین مانند العالمین
واقع آیہ الی وفضلتکم علی العلمین مین ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی بحق بنی اسرائیل
نازل ہے اور الی اصطفیک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا بحق مریم علیہا السلام
نازل ہے بلکہ یہ دونوں جزئی بالکل تمثیل مین کیونکہ علاقہ تشبیہ متحقق ہے یعنی قرینہ شرعیہ
باعتبار نزول کہ شان خاص رکھتی ہین وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام
مستخرجہ از نصوص قطعیہ قرآنی اور احادیث و اجماع امت دربارہ فضیلت حضرت
خاتم النبیین صلعم و نیز دربارہ فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجۃ الکبری
و حضرت فاطمۃ الزہراء رض کما مر عنقریب بغیر تقیید او قطع نظر اس سے تا آنکہ متعلق بہ
امم سابقہ بمقابلہ امۃ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مانند کریمہ کنتم خیر امۃ ای خیر طبقہ
اخرجت للناس الآیہ جو کہ نازل ہے بحق امۃ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین اپنا
اپنے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جہل بغیر نسبت کرنا صاحب مرغوبہ المسلمین
کی رد قول الجاہلین کا طرف اور علماء کے بجز اس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ ایسے اقوال
کہ یہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مساہتہ و مشاتمہ
متاو متدا لینے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون
کریمہ انہ لا یحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری
بہ السفہاء او ادخلہ اللہ النار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن و کریمہ ادفع بالتی ہی احسن

ہیں جیسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ لقرائن عقلی الخ
ہر گاہ کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جملے تمثیلی کا کہ جس میں علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود
ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی حصر کے
جملے متصفہ بعین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئے بخلاف اس جملے
کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ میں منسلک اور منخرط ہی نہیں مانند العالمین
واقع آیۃ الی فضلتکم علی العلمین میں ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی بحق بنی اسرائیل
نازل ہے اور الی اصطفیک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا بحق مریم علیہا السلام
نازل ہے بلکہ یہ دونوں جملے بلکہ تمثیل میں کیونکہ علاقہ تشبیہ متحد ہے یعنی قرینہ شرعیہ
باعتبار نزول کہ شان خاص رکھتی ہیں وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام
مستخرجہ از نصوص قطعیہ قرآنی اور احادیث و اجماع امت دربارہ فضیلت حضرت
خاتم النبیین صلعم و نیز دربارہ فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجۃ الکبریٰ
و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن کما ھو عقیدتنا غیر بعید او قطع نظر اس سے تا آنکہ متقابلہ
امم سابقہ بمقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ ناشر کریمہ کنتم خیر امۃ ای خیر طبقہ
اخرجت للناس الآیۃ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین با
اپنے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جہل بغیرہ نسبت کرنا صاحب مذہب المسلمین
عین رد قول الجاہلین کا طرف اور علما کے نزدیک اس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے
؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ۔ گفتہ آید در حدیث دیگران الخ البیت
کہ یہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مسابقہ و مقابلہ
متعاو منعا اپنے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون
کریمہ انہ لا یحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری
بہ السفہاء ادخلہ اللہ النار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ھی احسن و کریمہ ادفع بالتی ھی احسن

حکم لقینًا ہوتا ہے زمان مستقبل میں کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر باجتماع
علما استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغیا ہے ساتھہ غایۃ ناقصہ
کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل امر معہود ہے جو کہ ما نحن فیہ ہے اور سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ دلیل ہونا امر بمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبوں کو ایک نہ ایک غرعوم چاہیے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافتہ یہ ایک بات خوب ہاتہہ لگ گئی یا تاکید کلام ہے اب نظر کرنی چاہیے استعمالات
تابید میں پر موافق اس تحقیق کے **قولہ تعم** لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی مغیا ہے
ساتہہ غایۃ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدًا ما داموا فیہا مغیا ہے ساتہہ غایۃ
ناقص کے کریمہ لن تبید ہذہ ابدًا علی ہذا القیاس اور امثلہ لیس تنبو متغیر استغراق کلی ما نحن
فیہ میں خواہ مخواہ دہوکہا کہانا اور دہوکہا دینا واسطے ثابت کرنی اپنی مزعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کارروائی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس بیان سمرست ہے
استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اور ابدًا ایک زمان آیندہ کے اور عام ہے کہ غایۃ مغیا
کی ملفوظہ ہو یا مقدرہ ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتہہ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مقدرہ ساتہہ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذہ ابدًا
یعنی اس مغیا کی غایۃ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایۃ کا تا روز
غبار کلی باعتبار عقیدہ تجربی کفار کے نسبت موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
تجربی اور مشاہدی کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ اور کہپ جانے تمامہ متوطن
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد تھے کہ سیاق اسی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکار حساب و کتاب
کے پس تقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدت العمر یعنی مدت العمر وغیرہا کما مر
پس معلوم ہوا کہ غایۃ اس استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اولیٰ ہے بموجب حدیث

حکم نفیاً ہوتا ہے زمان مستقبل مین کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر با جتماع
طلبا استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغیا ہے ساتھہ غایۃ قاصر
کے یہ شان استغراق نہین بلکہ از قبیل مرمعہود ہے جو کہ مانحن فیہ ہے اور سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ دریلی ہونا امر بمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبونکو ایک نہ ایک مزعوم چاہیے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافتہ یہ ایک بات خوب ہاتھہ لگ گئی یا تکیہ کلام ہے اب نظر کرنی چاہیے استعمالات
تابید لن پر موافق اس تحقیق کے قولہ تعم لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی مغیا ہے
ساتھہ غایۃ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا مغیا ہے ساتھہ غایۃ
ناقص کے کریمہ لن تبید ہذہ ابدا علی ہذا القیاس ور اشلہ البعض نتو متغیر استغراق کی مانحن
فیہ مین خواہ مخواہ دہوکہا کہانا اور دہوکہا دینا واسطے ثابت کرنی اپنی مزعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کا روائی ناقص ہے قابل اعتبار نہین پس یہان سرے سے
استغراق نہین بلکہ استمرار ہے اور تا ایک زمان آئندہ کے اور عام ہے کہ غایۃ مغیا
کی ملفوظہ ہو یا مقدرہ ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور مین ساتھہ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مقدرہ ساتھہ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذہ ابدا
یعنی اس مغیا کی غایۃ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایۃ کار تا روز
فنا ہر کلی باعتبار عقیدہ تجربی کفار کے نسبت موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
تجربی اور مشاہدی کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ اور کہ سب جانتے تھے ہمہ گنتون
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد تھے کہ سیاق اسی کی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکار حساب و کتاب
کے پس تقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدت العمر کو یعنی مدت العمر وغیرہا کما مر
پس معلوم ہوا کہ غایۃ اس استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اولی ہے بموجب حدیث

ہنوز بعض کہ دار دنیا ہی میں ہو لیس بوجہ مذکور دار عقبا ہی میں متعین ہوئی وہ
ایسی جگہہ ہے کہ جس جگہہ ممکن ہی نہیں بطور لقا ردوام واجب کی حکم میں ہو جائیگا
جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ وارد دنیا میں حضرت
موسیٰ خواہان ہوی بعد صدور جواب لن ترانی متعذر ہوی اور ما سوای اسکی
اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویۃ کے دار آخرۃ میں دستگیر ہیں قولہ تعالیٰ یوم
یکشف عن ساق و یدعون الی السجود وہم سالمون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی
ربہا ناظرۃ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ بھی بحکم متواتر المعنی ہیں تنبیہ آیات مذکورہ
پس اس امر کو بھی اوس بھی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھ تول
جو کہ لینا چاہئے تا کہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام خصوص
اہل السنت پس لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہ القیاس استغراقی جو ساتھ لن استمراری
کے جو تھا ظاہر ہو گیا پس سوال جواب شیعہ جو یہان سے امر بیگانہ تھا اور بطور
تقریر ملتبسانہ پیش آگیا تھا یا بطور کم فہمی معترض تھا غرضکہ جسطرح پر تھا اوسکی
تسلیت بھی جواب کامل بغایت الہی حل شبانہ ہو گیا پس بعد رفع القیاس اصل مطلب
ثبوت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو آیۃ خاتمیۃ میں نازل ہم
اور علی ہذا القیاس مطلب ثبوت رحمت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ العالمین
آیۃ رحمۃ میں بخوبی واضح ہو گیا اور نیز واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
شرعی موافق مقام متعین ہو جائیگا یعنی لام استغراق بجا ہی خود اور لام عہد
بجای خود مانند علی نساء العالمین میں اور ما نحن فضلناکم علی العالمین یعنی بشرطیکہ خبر احکم
حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو پس بالنفس ور اعتبار لام عہد النبیین کا آیۃ خاتمیۃ
میں بطور زعم صاحب منتہی المومنین جو موقتی ہے خصوصیۃ خاتمیۃ خاتم النبیین
کو ساتھ ملتقہ ارض علیا کے اور آیۃ رحمۃ میں قطعا باطل ہے تا فہم ولا توہم فقط

ضرور یقین کہ وارد دنیا ہی میں ہو لیس بوجہ مذکور دار عقبیٰ ہی میں متعین ہوئی وہ
ایسی جگہہ ہے کہ جس جگہہ ممکن ہی نظر لقاء دوام واجب کی حکم میں ہو جائیگا
جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ وارد دنیا میں حضرت
موسیٰ خواہان ہوئی بعد ملنے جواب لن ترانی متعذر ہوئی اور ما سوائی اسکی
اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویۃ کے دار آخرۃ میں دستگیر ہیں **قولہ تعالیٰ** یوم
یکشف عن ساق ویدعون الی السجود وہم سالمون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی
ربہا ناظرہ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ بھی بحکم متواتر المعنی میں ثنا حید آیات مذکورہ
پس اس امر کو بھی اوس ہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھ تول
جو کہہ لینا چاہیئے تاکہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام خصوص
اہل التسنن پس لہذا ہم کہتی ہیں کہ یہہ التباس استغراقی جو ساتھ لن استمراری
کے جو تھا ظاہر ہو گیا پس سوال جواب شیعہ جو یہان سے امر بیگانہ تھا اور بطور
تقریر طلب سانہ پیش آگیا تھا یا بطور کمی معترض تھا غرضکہ جسطرح پر تھا اوسکی
نسبت بھی جواب کامل بعنایت الہی خلشانہ ہو گیا پس بعد رفع التباس اصل مطلب
ثبوت خاتمیۃ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو رتبہ خاتمیۃ میں نازل ہم
اور علی ہذا القیاس مطلب ثبوت رحمت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ العالمین
آیۃ رحمۃ میں بخوبی واضح ہو گیا اور نیز واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
شرعی موافق مقام متعین ہو جائیگا یعنی لام استغراق بجائی خود اور لام عہد
بجائی خود مانند علی نساء العالمین میں اور مانند فضلتکم علی العالمین یعنی بشر طلبا جز اہم
حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو لیس بالضرور اعتبار لام عہد النبیین کا آیۃ خاتمیۃ
میں بطور زعم صاحب بخفر المومنین جو ہو رہی ہے خصوصیۃ خاتمیۃ خاتم النبیین
کو ساتھہ طبقہ ارض علیا کے اور آیۃ رحمۃ میں قطعاً باطل ہے تافہم ولا تتھم فقط

کرے اگرچہ آنحضرت صلعم سے رتبہ مین کم ہووے وہ شخص کافر ہے کیونکہ منکر عموم نص سے ہے وہو قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فقط

الجواب یہہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ مین دوسرا خاتم النبیین تجویز کرے الخ محض غلط ہے اور یہہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول ثابت کرے الف لام النبیین مین استغراق کے لئے ہے جایز ہے کہ عہد کے لئے ہو فقط یہی چاہنا چاہیے اور ہر اختلال ... بیکاری مذکور جو نسبت اسکی یہی بیان کی ہے قطع نظر اس سے کہ یہہ دعوی کہ منکر عموم نص فی نفسہ باطل ہے یا نہین یہ ہے کہ دلیل مذکور کہ اول یہہ ثابت کرے کہ الف لام النبیین مین واسطے استغراق کے ہے خود منقوض ہوگئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسرے اور پہلی جماعت مین منجملہ تفصیل مذکور کے عنقریب بفاصلہ غیر بعید گذر چکی پس اب نص قطعی ہونا باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم جنکا مضاف خاتم ہے بنظر تقاریر سابقہ اس بی آیت منیرہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آیتہ تمامیہ کا ثابتہ ہو گیا اسواسطے کہ مجیب کا دعوی مخالفہ تہا یعنی عدم ثبوت استغراق کا مرید مذکور وہ بی ساقط ہو گیا اور دعوی جو دایر تہا یعنی عدم قطعیتہ نص ... ساقط ہو گیا پس ثابت ہوا کہ یہہ ... ہے اور جو منکر عموم نص ہے او سکا حکم جو مذکور سوال مذکور ہے وہ بی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اسو عبارت کا ... نصر المومنین کا باطل ہو گیا اور قطع نظر اس سے جو دلایل جلایل ... شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقرآن وحدیث اور اجماع امہ ہے ... تمسا طین از اول کتاب ہذا تا آخر مذکور ہو چکی وہ علاوہ ہرین ہین وہ موجود ہین پس اب تجویز دوسرا خاتم النبیین کی سوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ مین ... خلاف نصوص قطعیہ ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوص اہل سنت وجماعت ... ادر ...

کریگا اگرچہ آنحضرت صلعم سے رتبہ میں کم ہو دی وہ شخص کافر ہے کیونکہ منکر عموم نص
سے وہ ہو قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فقط

الجواب یہہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین تجویز کرے الخ
محض غلط ہے اور یہہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول ثابت
کرے الف لام النبیین میں استغراق کے لئے ہے جایز ہے کہ عہد کے لئے ہو فقط
پس چاہیے تھا کہ درباب اختلال [illegible] بیکاری مذکور جو نسبت اسکی یعنی بیان کی ہے
قطع نظر اس سے کہ یہ دعوی کہ منکر عموم نص فی نفسہ باطل ہے یا نہیں یہ ہے
کہ دلیل مذکور کہ اول ثابت کرے کہ الف لام النبیین میں واسطے استغراق کے
ہے خود منقوض ہو گئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسرے
اور پہلی حجابہ میں منجملہ تفصیل مذکور کے عنقریب یا عنقریب بعید گذر چکی پس اب نص قطعی ہونا
باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم جنکا مضاف خاتم ہے بطریق
سابقہ اس ہی آیۃ متبرکہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین آیۃ تامۃ کا ثابت ہو گیا
اسواسطے کہ مجیب کا دعوی مخالفہ تھا یعنی عدم ثبوت استغراق لام مذکور وہ
ہی ساقط ہو گیا اور دعوی جو دائر تھا یعنی عدم قطعیۃ نص وہ بھی [illegible] ہو گیا
پس ثابت ہوا کہ یہہ [illegible] ہے اور جو منکر عموم نص ہے اونکا حکم جو مذکور
سوال مذکور ہے وہ بھی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اس عبارت کا [illegible]
نصر المومنین کا باطل ہو گیا اور قطع نظر اس سے جو دلایل [illegible]
شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقرآن و حدیث اور اجماع امت سے [illegible]
قسطلانی از اول کتاب ہذا تا آخر مذکور ہوئیں وہ علاوہ ہیں [illegible] وہ موجود
ہی ہیں یا نہیں اب تجویز دوسرا خاتم النبیین کی سوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں
خلاف نصوص قطعیہ ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوصاً اہل سنت و جماعت اور [illegible]

خواتم نسبت فعلیہ میں ہوئی تو خود متناقض ہیں اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی تھا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف ما بالفعلیۃ ہے سلسلہ ختمنات سے
صرف ما بالامکان الاستعدادی و القوۃ نہیں علی ہذا القیاس عکس اوسکا یعنی جو صرف
ما بالامکان الاستعدادی و القوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف ما بالفعلیۃ نہیں
ہو سکتا لیس فی جملتہ نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقۃ والاضافۃ بدلیل عموم
قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین بلا تخصیص الحقیقۃ و لا اضافۃ عقلاً و شرعاً
باطل ہے فکان القول بالخاتمیۃ الاضافیۃ کان ہباءً منثورا الحمد للہ علی ما ارانا
من الحق و الصواب و الیہ المرجع و المآب - اور ہماری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق بعقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
میں موجود ہے فقط قسطاس مستقیم اور منجملہ تفصیل مذکور جملہ شائقین
عبارت مذکورہ ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رض جسمیں ان منقول ن مثلاً ہم
کی ہے اوس سے بھی یہ ہی مطلب جسکو یہ کفر کہتے ہیں ثابت ہوتا ہے علم توہی
ہیں نبی کنبیکم میں تشبیہہ کس بات میں ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تھوڑا سا
لگاؤ علم سے ہوگا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جسطرح اس
زمین میں آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء ہوئے ہیں اور طبقوں میں
بھی اسیطرح گذرے ہیں اور جو تاویل قسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
لیس جاننا چاہیئے کہ اول تو ہمنے نسبت سند اس اثر کے چندان کلام نہیں کی اسلئے
کہ علماء نے اسمیں بہت کلام کی ہے خصوصاً علماء مکہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ
و عظمہا اوسکو سنداً و متناً منتفی و مرادًا اسلئے وجود کردیا مقبلہ اونکی جو اولہ عالم میں
چاروں مذہب کے چاروں مفتی ازانجملہ شیخ عبدالرحمان سراج جو پیر ہیں مفتی
شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے تھے فقیر

خواتم نسبت فعلیہ میں ہو گی تو خود متناقض ہیں اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی کا تھا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف ما بالفعلیۃ ہے سلسلہ ممکنات سے
صرف ما بالامکان الاستعدادی و القوۃ نہیں علی ہذا القیاس عکس اوسکا یعنی جو صرف
ما بالامکان الاستعدادی و القوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف ما بالفعلیۃ نہیں
ہو سکتا پس فعلیہ نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقۃ والاضافۃ بدلیل عموم
قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین بلا تخصیص الحقیقۃ والاضافۃ عقلاً و شرعاً
باطل ہے فکان القول بالخاتمیۃ الاضافیۃ کان ہباءً منثوراً الحمد للہ علی ما ارانا
من الحق و الصواب و الیہ المرجع و المآب ۔ اور ہماری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
میں موجود ہے فقط قسطاس صفتاً دو دیکھو اور منجملہ تفصیل مذکور جملہ شاٹونا
عبارت مذکور ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جس میں ان منقولون مثل
کی ہے اوس سے بھی یہ ہی مطلب جس کو یہ کفر کہتی ہیں ثابت ہوتا ہے ہم تو کہتی
ہیں نبی کی مثلیت میں تشبیہ کس بات میں ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تھوڑا اسا
لگاؤ علم سے ہو گا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جسطرح
زمین میں آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء ہوئی ہیں اور طبقوں میں
بھی اسیطرح گذرے ہیں اور جو تاویل قسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
پس جاننا چاہیئے کہ اول تو ہمنے نسبت سند اس اثر کے چندان کلام نہیں کی اسلئے
کہ علماء نے اسمیں بہت کلام کی ہے خصوصاً علماء مکہ معظمہ نے شرفہا اللہ تعالیٰ
و عظمہا اوسکو سنداً و متناً متنی و مراد ڈالنے وجود کر دیا منجملہ اونکی جو کہ اوس عالم میں
چاروں مذہب کے چاروں مفتی ازانجملہ شیخ عبد الرحمان سراج جو سب میں مفتی
شیخ عبد اللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے تھے فقیر

ہے اور عذر عدم مضرۃ شاذ وغرابتہ وغیرہ اسباب ضعف ورکاکت در باب فضایل
حشری اور فضایل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجودیکہ ہرگز نہ قابل اعتبار نہیں ہے اور سند مگر بنظر متن بطریق سند کلام
جو ملاحظہ کیا گیا تو پھر بھی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمام قسا طیس اوسنے یہ عین الحاصل
محل کلام ہے سنداً و متناً خصوص بنظر بدان مفہوم مراد عموم اعمین اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوائل کتاب ہذا قسطاس مستقیم میں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبیّن سلف مانند قسطلانی
و زرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند عبارت
دافع الوسواس عن اثر ابن عباس وغیرہ لی اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کیے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف غلط ہوتی ہیں کتاب اللہ قطعی الدلالۃ کو یعنی عموم قولہ تعالیٰ ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیرا کا جیسا کہ اکثر قسا طیس میں مدلل
مفصل ہو چکا جس سے انجاحات والقلاع معنی مندرج عبارت دافع الوسواس ومثنا
واقعہ وتابعہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا غلط
مانند مخالفت حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرءوا
ما تیسر من القرآن کو بس جو وہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
چہ جائیکہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور عموم لفظ النبیین باعتبار صیغہ
والمعنی سے لصیغۃ الجمع الدالۃ علی الشمول وضعاً وعموم المعنی ظاہر للشمول ظاہر
معنیً اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا پس خاتمیتہ خاتم النبیین عموم نص قطعی
لثبوت ہے درباره نبوت رسالت و نبوت خاتمیتہ عامہ نبیین کیونکہ مسوق لہ
الکلام بالغرض یہی مطلب ہے پس ثابت ہوا شمول خاتمیتہ خاتمیتہ

ہے اور عذر عدم مضرۃ شاذ و غرابۃ وغیرہ اسباب ضعف در کاکت در باب تفاصیل
حشری اور فضائل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجودیکہ ہرگونہ قابل اعتبار نہیں ہے راہ سند مگر بندہ بطریق تنزل کلام
جو ملاحظہ کیا تو پھر بھی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قسطاطیس اوسنے ہے یہ بین الحاسد
محل کلام ہے سنداً و متناً خصوصاً بنظر بیان مفہوم مراد غیر عموم اعمین اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوائل کتاب ہذا قسطاس کمیں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبیّن سلف مانند قسطلانی
وزرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند عبارت
دافع الوسواس عرس مع اقفہ وغیرہ لی اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المؤمنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کیے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف ہوتی ہیں کتاب اللہ قطعی الدلالۃ کو یعنی عموم قولہ تعالیٰ ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیرا کے چنانکہ اکثر قسطاطیس میں مدلل
مفصل ہو چکا جس سے انحاف و انقلاع معنی مندرج عبارت دافع الوسواس و متن
وافعہ و تالیہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المؤمنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا
مانند مخالفت حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرءوا
ما تیسر من القرآن کو بسبب جو یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
چہ جائیکہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور عموم لفظ النبیین با صیغہ
والمعنی سے کہ صیغ الجموع الدالۃ علی الشمول وضعاً و عموم المعنی ظاہر للشمول ظاہر
معنیً اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا لیس خاتمیت خاتم النبیین عموم نص قطعی
للنبوت ہے دربارہ نبوت رسالت و نبوت خاتمیت عامہ نبیین کیونکہ مسوق لہ
الکلام بالغرض یہی مطلب ہے پس ثابت ہوا شمول خاتمیت خاتمیا

کتب مذکورہ سے بخوبی بطور اصول نہی ثابت ہوگیا یعنی ہوگیا قول صاحب
نصر المومنین کا کہ عموم نص ظنی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے
اما الباطن ای الانقطاع الباطن نوعان بان یکون الاتصال فیہ ظاہرا
ولکن وقع الخلل بوجہ آخر وہو فقد شرائط الراوی او مخالفۃ الدلیل فوقہ الکان
بالعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الکتاب کحدیث لا صلوۃ الا
بفاتحۃ الکتاب یخالف لعموم قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن او اعرض عنہ
الائمۃ من الصدر الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا
الی الحدیث کان ذالک دلیل انقطاعہ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم
فی وجوب الزکوۃ علی الصبی بالرای ولم یلتفتوا الی قولہ علیہ السلام ابتغوا فی
مال الیتامی خیرا کیلا یاکلہ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابت او ماول بتاویل ان المراد
بالصدقۃ النفقۃ علیہ کما قال نفقۃ المرء علی نفسہ صدقۃ کان مردودا منقطعا
ایضا انتہی فقط اقول قفس علی ہذا حال الاثر المذکور المتنازع فیہ یعنی مراد نہی
سے اثر مذکور میں ہادی غیر نبی ہے مجازا بوجہ مناسبت نفس ہدایت میں مانند
مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور بتبارک علت شدہ احتیاج فیما بین ہر دو مصرف
یعنی احتیاج یتامی طرف متولی مربی سرپرست کے اور احتیاج فقرا طرف اغنیا
کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے بنسبت احتیاج فقرا کے کہ ظاہر ہے اور میں
کہتا ہوں گویا وجہ یہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب
عاجز ہونے اونکے کے تصرف سے اپنی مال میں عرفا و ہم شرعا و ہم عقلا کہ وہ
مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے بیش مثل اپنی کے کہ وہ محجور ہیں تصرف سے لہذا
غرض شارع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان قیمان اونکی کو خطاب ہے کہ خدا
کو ان کو اونکو بطور تلہیوں فقیروں ہی کے انکی مال میں سے دو اور جلد جلد

کتب مذکور سے بخوبی بطور اصول نہی ثابت ہو گیا الغرض ہو گیا قول صاحب
نصر المومنین کا کہ عموم نص طبق النبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے
أما الباطل اى الانقطاع الباطن نوعان بان يكون الاتصال فيه ظاهرا
ولكن وقع الخلل بوجه آخر وهو فقد شرائط الراوى او مخالفة الدليل فوقه الكان
العرض اى عرض الحديث على الاصول بان خالف الكتاب كحديث لا صلوة الا
بفاتحة الكتاب يخالف لعموم قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر من القرآن او اعرض عنه
الائمة من الصدر الاول يعنى ان الصحابة اذا تكلموا فيما بينهم بالرأى ولم يلتفتوا
الى الحديث كان ذالك دليل انقطاعه مثل ما روى ان الصحابة اختلفوا فيما بينهم
فى وجوب الزكوة على الصبى بالرأى ولم يلتفتوا الى قوله عليه السلام ابتغوا فى
مال اليتامى خيرا كيلا ياكلها الصدقة فعلم انه غير ثابتة او ماول بتاويل ان المراد
بالصدقة النفقة عليه كما قال نفقة المرء على نفسه صدقة كان مردودا منقطعا
ايضا انتهى فقط اقول فقس على هذا حال الاثر المذكور المتنازع فيه يعنى مراد نبی
سے اثر مذکور میں ہادی غیر نبی ہے مجازا بوجہ مناسبت لفظ ہا اتیہ میں مانند
مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور بتبادر علتہ شدہ احتیاج فیما بین سرد و مفقر
یعنی احتیاج یتامی طرف متول مربی سرپرست کے اور احتیاج فقرا طرف اغنیا
کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے بنسبت احتیاج فقرا کے کہ ظاہر ہے اور میں
کہتا ہوں گویا وجہ یہی در بارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب
عاجز ہونے اونکی کے تصرف سے اپنی مال میں عرفا و ہم شرعا و ہم عقلا کہ وہ
مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے بیش مثل اپنی کے کہ وہ مجبور ہیں تصرف سے لہذا
غرض شارع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان یتیمان اونکی کو خطاب ہے کہ خدا
کو مان کر اونکو بطور لکھیوان فقیروں ہی کے انکی مال میں سے دو اور جلد جلد

بالاتفاق جو کہ ثابت ہے نصوص قرآنی سے قولہ تعالیٰ خلق سبع سموات طباقا تنزیل تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن بخلاف تعداد زمین کے اسلئے کہ اتفاق الارض معطوف ہے السموات السبع پر مغایر ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور منکر نفس وجود ارض بھی ایسا ہی کافر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کا فر بالاختلاف مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث مشاہیر سے ہے مانند تعداد اراضی کے نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی درصورت لقاء اسلام اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد ہیں اور عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا واقعہ معتبرات کے مانند درمختار ورد رشرح عزاو وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل مابین ارض مانع نہیں تکثیر ارض اور تعدد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات کے از قسم الوان وغیرہ وسہل وسخت چنانکہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ صلعم فجاء بنو آدم الخ خواہ طبقات بلتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر میں روایۃ مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں اصح واعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق غرابتہ من وجہ ہے اور انقطاع ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری میں لکھا مگر اہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفا وخلفا متلقی بالقبول مابین العلماء الفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی

متجاورہ ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ تابت سرکب ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذالک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعۃ وخالف القرآن من قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں نجعۃ زبانیا قسم سے گھاس کی اور

بالاتفاق جو کہ ثابت ہے نصوص قرآنی سے قولہ تعالیٰ خلق سبع سموات طباقاً تسبح

تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن بخلاف تعداد زمین کے اسلئے کہ لفظ الارض

معطوف ہے السموات السبع پر مغایر ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور

منکر نفس وجود ارض ہی الیسا ہی کافر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کافر بالاختلاف

مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث متشابہہ سے ہے مانند تعداد

اراضی کے نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی در صورت بقاء اسلام

اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور مترددیں اور

عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا واقعہ

معتبرات کے مانند درمختار ودر شرح غرا وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل

مابین ارض مانع نہیں تکثیر ارض اور تعداد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات

کے از قسم الوان وغیرہ وسہل وسخت چنانکہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ

صلعم فجار بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر

مین روایہ مرفوعہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ مین

اصح واعمد الباب ہے اگرچہ اوسمین باعتبار طرق غرابیت من وجہ ہے اور انقطاع

ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد ساری

شرح بخاری میں لکھا مگر اسم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفاً وخلفاً متلقی بالقبول

مابین العلماء الفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی

متجاورہ ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع

متجاورۃ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ ثابت

سے ریک ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذلک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعۃ وخالف القرآن

من قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ مین نجعۃ زبانیہ قسم سے گھاس کی اور

تطبیق حاصل ہو درمیان اس روایت کے اور قول بعض کے جو یہ ہے و منہم من یری
ان الارض سبع علی الانخفاض والارتفاع کدرجی المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی مانند درجہ زینوں کے یعنی سیڑھیوں کے شکل ہکذا بلندی
اور پستی کو یہی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یہ شکل ہو سکتی ہے
موافق تحقیق اہل حدیث شریف علما محققین کے دربارہ وارد ہونے
حدیث شریف کے بمقدمہ اوسط ہونے اور نیز اعلی ہونے
جنت الفردوس کے اور اوپر اوسکی اور سب جنتوں کے بطور جہت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی میں یہ ہے کہ ایک شی ام اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی ہو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایرہ ہفتمین یعنی
اسطوانہ مدور یعنی ستون گول جو درمیان دوایر ستہ کے واقع ہے وہ سب دوایر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہو اور دایرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایرہ ہفتمین جو حاوی او محیط ہے سب دوایر اساطین بحسبہ
محاطہ اپنی کو یعنی ہر دایرہ محیط وہ ہر دایرہ محاطہ اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج ہے فافہم
بغایر الفہم تو وہ دایرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوسپر
بدین اعتبار صادق آتا ہے معًا اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا بس اگر دایرہ ہفتمین
حاوی اور سافل ہے جو سب سے کوچک تر ہے چڑھنا شروع کیا جاوے تا دایرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دوایر کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
وہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع وانخفاض دوایر مذکورہ بخط مستقیم جو
عین مسامتۃ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
مایلہ کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت وفوق مجازی کے مثل القائم تحت
الدایرہ کے اخر سنی یعنی اپنی استاد استاذ الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

تطبیق حاصل ہو درمیان اس روایتہ کے اور قول بعض کے جو یہ ہے وتوہم من یری
ان الارض سطح علی الانخفاض والارتفاع کدرجی المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی مانند درجہ زینوں کے یعنی سیڑھیوں کے شکل ہذا بلندی
اور پستی کو بھی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یہ شکل ہو سکتی ہے
موافق تحقیق اہل حدیث شریف علمائے محققین کے دربارہ وارد ہونے
حدیث شریف کے ہمقیدہ اوسط ہونے اور نیز اعلی ہونے
جنت الفردوس کے اور اوپر اوسکی اور سب جنتوں کے بطور حیت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی یوں ہے کہ ایک شی اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی ہو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایرہ ہفتمین یعنی
اسطوانہ مذکور یعنی ستون گول جو درمیان دوائر ستہ کے واقع ہے وہ سب دوائر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہو اور دایرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایرہ ہفتمین جو حاوی او محیط ہے سب دوائر اساطین تحتہ
محاطہ اپنی کو یعنی ہر دایرہ محیط وہ ہر دایرہ محاطہ اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج ہے فافہم
لغایۃ الفہم تو وہ دایرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوسپر
بدین اعتبار صادق آتا ہے معًا اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا پس اگر دایرہ ہفتمین
حاوی اور سافل سے جو سب سے کوچک تر ہے چڑہنا شروع کیا جاوے تا دایرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دوائر کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
وہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض دوائر مذکورہ محیط مستقیم جو
بین مسامتتہ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
مائلہ کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت و فوق مجازی کے مثل القائم تحت
الحایرہ کے اخر ستی میں اپنی استاد الاستاذ الافاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

مانند عدم وصول الشرائع طبقہ ارض علیا پہونچنا دعوۃ کا بذریعہ ہداۃ خیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب اثر ابن عباس رض سمجھنا چاہیئے
اور یہ ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شرکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
بہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہیں آیا بوجہ فرق تشابہ مجازی مذکور بعلت
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے قائل ۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر
تشریف رکھتے ہونگے اور خازنان نوالجین مالک داروغہ دوزخ اونکو جو تحت شفاعت کبری
آنحضرت صلعم داخل ہوے ہونگے بموجب پروانگی حقتعالی و تبارک جلشانہ غوطے
کرکے نکال نکال نہ دوزخ سے باہر لاوینگے بشرطیکہ اوسکی قلب میں رائی کے دانہ کا
بھی برابر ایمان ہوگا پھر ملائکہ عرض کرینگے کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے مٹھی بہر دوزخ میں سے نکالے گا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حثیات من حثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہیئے تین مٹھیاں میرے رب کے لپوں میں سے
یہ وہ لوگ ہونگے جنکو دعوہ انبیاء نہیں پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر پر ایمان لائے ہونگے کہ امر معقول ہے اسلئے کہ جبیر الطلاق مبدء
اور منتہی ہر چیز کا ہوسکے وہ ذات وحدہ لاشریک لہ بمصداق ہو الاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال میں یگانہ ہے اس مطلب پر براہ عقل پہنچے
جاسکتے ہیں اور جو ذات کہ موحد ہوسکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیتہ اور اخریتہ
والظاہریتہ والباطنیتہ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتے ہیں قادریتہ کاملہ پر وہی
ذات متفنی اور مہلک ہوسکتی ہے اور اعادہ پر قادر ہوسکتی ہے کہ اعادہ ایجاد سی
آسان ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوۃ شریف میں مروی ہے دسواں اہوں جلیہ
یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الذاکا اللحیۃ بہ نسبت منکرین حشر تفہیماً و تمثیلاً و تقریباً الہم فی

مانند عدم وصول اکثر بلاد طبقہ ارض علیا پہونچنا دعوۃ کا بذریعہ ہداۃ خیر انبیاء مانند تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ بنسبت معنی و مطلب اثر ابن عباس رض سمجھنا چاہیئے اور یہ ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شرکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ بنسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہین آیا بوجہہ فقدان دعجازی مذکور بعلت فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے قائل ۱۲ ادر مسلک امام فخر الدین رازی کے تائید اس حدیث شریف صحیحین مین صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر تشریف رکھتی ہونگی اور خازنان نوالجین مالک داروغہ دوزخ اونکو جو تحت شفاعت کبری آنحضرت صلعم داخل ہوے ہونگی بموجب پروانگی حقتعالی و تبارک جلشانہ غواصی کرکے نکال نکال نہ دوزخ سے باہر لاوینگی بشرطیکہ اوسکی قلب مین رائی کے دانہ کی بہی برابر ایمان ہوگا پہر ملائکہ عرض کرینگی کوئی نہین باقی رہا اوسوقت پروردگار جل جلالہ اپنے تین لپ بہر دوزخ مین سے نکالے گا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث حیثات من حیثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہیئے تین لپین میرے رب کے لپون مین سے یہ وہ لوگ ہونگی جنکو دعوہ انبیاء نہین پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب توحید اور حشر پر ایمان لائی ہونگی کہ امر معقول ہے اسلیئے کہ جبیر الطلاق مبدء اور منتہی ہر چیز کا ہوسکی وہ ذات وحدہ لاشریک لہ بمصداق ہو الاول والاخر والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال مین یگانہ سے اس مطلب پر براہ عقل پہنچ سکتی ہین اور جو ذات کہ موجد ہوسکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیتہ اور اخریتہ والظاہریتہ والباطنیتہ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکہتی ہین قادریتہ کاملہ پر وہی ذات منفی اور مہلک ہوسکتی ہے اور اعادہ پر قادر ہوسکتی ہے کہ اعادہ ایجاد سی اسہون ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوۃ شریف مین مروی ہے وہو اہون علیہ یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الذ اما لحجۃ بنسبت منکرین حشر تفہیما و تمثیلا و تقریرا لہم فی

کے وصول دعوۃ بذریعہ آن ملاء غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ شارح مسکی قسطلانی سے جو شرح بخاری ہے مذکور ہے
وعلی تقدیر نبوتہ یحتمل ان یکون المعنی تختم من تقدیری یسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل
الذین یبلغون انبیاء اللہ ویسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ تعالیٰ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الآیۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو بمعنی نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الخلق الی الحق
ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے تعریف رسول اور نبی مصطلح شرعی
سے کہ ہو انسان بعثہ اللہ الخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ہادیان غیر انبیاء
میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملائکہ مذکورہ میں جو ہے
سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اس واسطے کہ اس گروہ کو نفس علم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہادیان غیر نبی کے لیکن شرکت جنات کچھ مضر
مطلب نہیں فافہم اور جاننا چاہیے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص و اخبار
ماضیہ اور آتیہ اور اطلاع ہی بعض امور خفیہ مانند نجاست پاپوش مبارک آنحضرت
صلعم بیچ حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رض مرویہ صحاح خصوص
بخاری شریف اور مخفی ہونا جرو کلب یعنی پلا کتے کا مرویہ مشکوٰۃ شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوتے مگر مآل کار متعلق باحکام ہے بنظر عمیق
احکام بمناسبت ان امور کے بنظر غائر پس ہرگاہ منزل اور محل ہو سکا رسول اور نبی
ہوا کہ جو مرسل و مبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی تکلیفیہ
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم و اوحی ربک الی النحل کریمہ جو بمعنی الہام کے
سراسر ہے کہ ذی عقل نہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

کے وصول دعوۃ بذریعہ آن علاوہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ شارح اوسکی قسطلانی ہے جو شرح بخاری کے مذکور ہے

وعلی تقدیر نبوتہ یحتمل انیکون المعنی ثم من تقبادی یہ مسمی بہذہ الاسماء رقیم رسل الرسل

الذین یبلغون انبیاء اللہ ویسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ تعالی اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس الایۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو بمعنی نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الخلق الی الحق
ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے لتعریف رسول اور نبی مصطلح شرعی
سے کہ ہو انسان بعثہ اللہ الخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ہادیان غیر انبیاء
میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملائکہ مذکورہ میں جو ہے
سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اسواسطہ کہ اس گروہ کو نفس علم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہادیان غیر نبی کے لیس شرکت جنات کچھ مضر
مطلب نہیں فافہم اور جاننا چاہیے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص و اخبار
ماضیہ اور آتیہ اور اطلاع ہی بعض امور مخفیہ مانند نجاست پاپوش مبارک آنحضرت
صلعم بیچ حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رض مرویہ صحاح خصوص
بخاری شریف اور مخفی ہونا جرو کلب یعنی پلا کتے کا مرویہ مشکوٰۃ شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوتے مگر تاہم ان کا متعلق باحکام ہے لنظر تعبیر
احکام لمناسبت ان امور کے بنظر غائر پس ہر گاہ منزل اور محل ہو سکا رسول اور نبی
ہوا کہ جو مرسل و مبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی تکلیفیہ
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم واوحی ربک الی النحل کریمہ جو بمعنی الہام کے
سراسر ہے کہ ذی عقل ہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

صلعم کا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سمجھنی چاہیئے اور دوسری جانب ہر ہفت آسمان
من حیث المجموع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے تھے بالاے ہر ہفت
آسمان سے اور اتر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تھا اوسکا یعنی وحی کا
کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎ امام رسل
پیشوای سبیل ٭ امین خدا مہبط جبرئیل ٭ اور یہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی
یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمنے یہ قول واسطے کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
جلال الدین محلی رح پر مبنی ہے اوپر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام
ہو پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کی ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
بہ پیرایہ احکام او تکلیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع اراضی سافلہ و عالیہ کو اور ہر ایک
آسمان کو قولہ لقہ واوحی فی کل سماء امرہا فافہم وفی حاشیۃ الجمل ما نصہ التوقف من القاری
مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی
التصرف فی الکائنات پس جاننا چاہیئے کہ اس تحقیق معنی عبارت جلالین اور حاشیہ
الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اور ہے شیخ جلال الدین
محلی رح کے جو محررۃ عبارت دافع الوسواس لے آخر صفحہ ۱ ہیں کیا تھا سا تھہ لفظ
بے باکی کے یعنی نسبت کے تھی قلت تدبر او تتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی دراز
افشی مپش آئینہ معتقد مونث گر نمائی چہرہ خود است وعبارت الخطیب والاکثر دلن علی
ان الامر ہو القضاء والقدر فعلی ہذا یکون المراد بقولہ لقہ بینہن اشارۃ الی ما بین الارض
السفلی التی ہے اقصاہا وبین السماء السابعۃ التی ہے اعلاہا فیجری امر اللہ وقضاہ
وینفذ علمہ فیہن وعن قتادہ فی کل ارض من ارضہ وسماء من سمائہ خلق من خلقہ
وامر من امرہ وقضاء من قضائہ وقیل ہو ما یدبرہ فیہن من عجائب تدبیرہ وقیل

صلعم کا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سمجھی جاتی ہے اور دوسری جانب سر ہفت آسمان
من حیث المجموع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے ہیں بالاے سر ہفت
آسمان سے اور اتر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تھا اوسکا یعنی وحی کا
کہ زہے رسول السد رسول امین رسول کریم ہے تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎ امام رسل
پیشوای سبیل امین خدا مہبط جبرئیل اور ایہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی
یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمنے یہ قول واسطے کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
جلال الدین محلی رح یہ مبنی ہے اوپر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام
ہو پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کے ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
بہ پیرایہ احکام اور تکلیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع الارضین سافلہ اور عالیہ کو اور سارے
آسمان کو **قولہ لقہ** واوحی فی کل سماء امرہا فافہم وفی حاشیۃ الجمل ما نصہ التوقف من القاری

مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی
التصرف فی الکائنات پس جاننا چاہیے کہ اس تحقیق معنی عبارت جلالین اور حاشیہ
الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اور بے شیخ جلال الدین
محلی رح کے جو محررہ عبارت دافع الوسواس کے آخر صفحہ ۱ سے میں کیا تھا ساتھ لفظ
بے باکی کے یعنی نسبت کے اتی قلت تدبرا وتتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی دراز

افتنی مثیں آئینہ صفا موزشگاری چہرہ خود است وعبارت الخطیب والاکثرون علی
ان الامر ہو القضاء والقدر فعلی ہذا یکون المراد بقولہ لغو بینہن اشارۃ الی ما بین الارض
السفلی التی ہے اقصاہا وبین السماء السابعۃ التی ہے اعلاہا فیجری امر اللہ وقضاؤہ
وینفذ علمہ فیہن وعن قتادہ فی کل ارض من ارضہ وسماء من سمائہ خلق من خلقہ
وامر من امرہ وقضاء من قضائہ وقیل ہو ما یدبرہ فیہن من عجائب تدبیرہ وقیل

اوسپر اتلی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچہہ ایک آدہی بات منجملہ احکام صادرہ
سے جو کہ کارپردازان جریان قضا و قدر کے نسبت صادر ہوتے ہین کارخانجات
الہیہ مین سن آلیتے ہین جسوقت کہ اونپر جسم ہوتا ہے بہاگ آتے ہین نیچے اور وہ
ایک آدہ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آتے ہین اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین
ہین کاہن اور اہل نجوم وہ سو جہوٹ اور اپنی طرف سے ملا کر اونکو خبر دیتے ہین وہ
اپنے معتقدین سے کہتی ہین آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا ہتا ہی اوسکی معتقدین
کل کلام کو اوسکی راست سمجہتی ہین کہ اس شخص کو غیب ذاتی ہے معاذ اللہ منہا حفظنا اللہ

قال الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل الحنفی الافندی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
تحت تفسیر الآیۃ الشریفۃ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
ہذہ الآیۃ ہے نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی
والاحرے لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا ینعکس
وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
محمد صلعم الیہم ثم من التشریف لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ
فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام
بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وتشعبذ واتی بانواع السحر والطلاسم
والنیرنجات وکلہا محال وضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ
المذکور قریبا منہ غیر بعید وتنبأ رجل فی زمن ابی حنیفۃ رح وقال امہلونی حتی اجیٔ
بالعلامات فقال ابو حنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما لم یعطف المتکلم السلام الذی
سلم بہ علی نفسہ بالواو وعلی سلام الذی سلم بہ علی نبیہ ای لم یقل والسلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لانہ لو عطفہ علیہ لکان والسلام

اوسپر اتلی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچھ ایک آدمی بابت منجملہ احکام صادرہ سے جوکہ کار پردازان جریان قضاء و قدر کے نسبت صادر ہونے ہین کارخانجات الٰہیہ مین سُن آلیتے ہین جسوقت کہ اوسپر رجم ہوتا ہے بھاگ آلیتے ہین نیچے اور وہ ایک آدہ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سُن آلیتے ہین اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین ہین کاہن اور اہل نجوم وہ سو جہوٹ اپنی طرف سے ملاکر اونکو خبر دیتے ہین وہ اپنے معتقدین سے کہتی ہین آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا تہا ہی اوسکی معتقدین کل کلام کو اوسکی راست سمجھتی ہین کہ اس شخص کو غیب ذاتی ہے معاذ اللہ منہا حفظنا اللّٰہم

قال الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل الحنفی الافندی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان تحت تفسیر الآیۃ الشریفۃ وخاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر ہذہ الایۃ ہے نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی والاحرے لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا ینعکس وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال محمد صلعم الیہم ثم من التشریف لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من انّہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق و تشعبد واتی بانواع السحر والطلاسم والنیرنجات وکلہا محال و ضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ المذکور قریبا منہ غیر بعید وتنبأ رجل فی زمن ابیحنیفۃ رح وقال امہلونی حتی اجیئ بالعلامات فقال ابوحنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما لم یعطف المتکلم السلام الذی سلّم بہ علی نفسہ بالواو وعلی سلام الذی سلّم بہ علی نبیہ ای لم یقل و السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لا الخ عطفہ علیہ وقال والسلام

ولکن رسول اللہ و لکن کان محمد رسول اللہ و خاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین قبلہ لا یکون
نبی بعدہ ۱۲ من تفسیر عباسی رض و لیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغامبران است یعنی بعد از وی
ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن
حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ - قد تم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من شہر رمضان
المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امتہ خیر الامم
امتہ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوۃ اللہ الرحمان ۔

قسطاس ہفتاد و پنجم

بعید نہیں بلکہ قریب تر ہے کہ مثبتین خواتم ستہ
عجب نہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ لم خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ
کریں جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ
نے فتوحات مکیہ میں اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف
کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بدینطور کی کہ یہہ مخطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال
سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد آدم ثابت نہو بلکہ توحد آدم ثابت
ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام میں بیان کرینگے فقط
اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکی کے مکتوب پنجاہ و ہشتم جلد ثانی میں موجود ہے
جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا ہے پس میں کہتا ہوں کہ اس سے
مطلب حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ معاملہ دگرگون ہے بچند وجہہ اول تو خود ناقل حدیث
نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور ہمارا قضیہ مدعی
مثبتین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم ایستادہ واقع ہے چنانکہ حضرت
مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہیں بلکہ شعبدہ ہا سے عالم

ولکن رسول اللہ و لکن کان محمد رسول اللہ و خاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین قبلہ الا یکون نبی بعدہ ۱۲ من تفسیر عباسی ؓ ولیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغامبران است یعنی بعد ازو ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ - قد تم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من شہر رمضان المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امۃ خیر الامم امۃ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوۃ اللہ الرحمان -

قسطاس ہفتاد و پنجم بعید نہیں بلکہ قریب تر ہے کہ مثبتین خواتم ستہ عجب نہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ لم خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ کرین جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ مین اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بدینطور کی کہ یہہ مخطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد آدم ثابت نہو بلکہ توحد آدم ثابت ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام مین بیان کرینگے فقط اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکی کے مکتوب پنجاہ و ہشتم جلد ثانی مین موجود ہے جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا پس مین کہتا ہون کہ اس سے مطلب حاصل نہین ہو سکتا بلکہ معاملہ دگرگون ہے بچند وجہ اول تو خود ناقل حدیث نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور رہنما فیہ مکر گری مثبتین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم اشادہ واقع ہے چنانکہ حضرت مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہین بلکہ شعبدہ ہاے عالم

بالفرض والتقدیر اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام میں سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر صدر الدین قونوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ محب اللہ الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدانخواستہ باشد کہ کسی طور موجہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب منصور اور مقبول نہیں ہو سکتا اور نہ قابل اعتقاد و انقیاد و اتباع ہے اول تو یہہ کہ بنا اصول دین اور مکاشفت اور الہام اور رؤیا اور وقائع اور منام اور تخیل اور نعاس پر رکہنا یعنی اونگہہ کہنگیلا ہینک وغیرہ حالات پر نہیں چہوڑے گئے بلکہ او پر وحی کے قرار پائے ہاں اگر یہہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر ہیں عبارہ مؤیدات دین سے ہیں کیا نہیں دیکہا تو نے ای طالب منصف کہ دیکہنا آنحضرت صلعم کا خواب میں باوجود یہیا الیسویں حصہ نبوت کے کہ بدر از نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض مستطاس میں گذری دیکہنے والی کو صحابی نہیں کہہ سکتی چنانچہ تکمیل الایمان میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکہتے ہیں بالجملہ نصیحت آنست کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ مجتہدین باید بود خصوصًا در مادہ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشایخ باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہہ و تطبیق کلام ایشان با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نہاد و کار باید کرد و اگر استعداد و کاملیست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی آنچہ از احوال و مواجید و انوار کشف و یقین است خود بر تو خواہد انداخت از تفوہ و تکلف و تقلید در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموفق و فقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضی ۱۲ امی گو یم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علم وسیع شیخ اکبر موصوف قدس سرہ سے دربارہ اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون لعین میں خلاف کلام

بالفرض و التقدیر اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام میں سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر
صدر الدین قونوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ محب اللہ
الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدانخواستہ
باشند کہ کسی طور موجہہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب متصور اور مقبول نہیں ہو سکتا
اور نہ قابل اعتقاد و انقیاد و اتباع ہے اول تو یہہ کہ بنا اصول دین اور مکاشفت
اور الہام اور رؤیا اور وقایع اور منامات و تخیل اور نعاس اور رشتہ یعنی اونگھہ جھپکیاں
ہینک وغیرہ حالات پر نہیں چھوڑے گئے بلکہ اوپر وحی کے قرار پاے ہاں اگر
یہہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر ہیں بہ عبارہ مویدات دین سے ہیں کیا
نہیں دیکہا تو نے اے طالب منصف کہ دیکہنا آنحضرت صلعم کا خواب میں باوجود
چہیالیسویں حصے نبوت کے کہ برداز نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض
مستطاس میں گذری دیکھنے والے کو صحابی نہیں کہہ سکتی چنانچہ تکمیل الایمان
میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکہتے ہیں بالجملہ نصیحت آنست
کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع ائمہ
مجتہدین باید بود خصوصاً درباب اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشایخ
باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہ و تطبیق کلام ایشان
با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نہاد و کار
باید کرد و اگر استعداد کاملست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی آنچہ از احوال و مواجید
و انوار کشف و یقین است خود بخود پرتو خواہد انداخت از رتقوہ و تکلف و تقلید
در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموفق و وفقنا اللہ وایاکم
لما یحب و یرضی ١٢ امی گوئیم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علوم وسیع شیخ اکبر
موصوف قدس سرہ سے درباب اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون لعین میں خلاف کلام

نگاه کرد و فرمود که من از جملهٔ اجداد توام پرسیدم که سال   است از فوت
تو فرمود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال است من از روی تعجب
گفتم که از ابتدای خلقت آدم ابی البشر علیه السلام تا این دم هفت هزار سال
تمام نشده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم است که در اول
دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمودند وقت حدیث نبوی علیه السلام
که سابق تحریر یافت بخاطر گذشت که مؤید این قول است تجدد امثال در این مسئله
بعنایت الله سبحانه آنچه برین فقیر ظاهر گشته است آنست که اینهمه آدم که پیش
از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجود شان در عالم مثال بوده است
نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است
و در زمین خلافت یافته است و مسجود ملائک شده است غایته ما فی الباب آدم
چون بر صفت جامعیه مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف بسیار
وارد پیش از وجود او بقرون متطاوله در هر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا
لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و
بصورت آدم ظاهر شده و مسمی باسم او گشته و کاروبار آدم منتظر از وی
بوقوع آمده حتی که توالد و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز بظهور پیوسته
و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافته و شایان عذاب و
ثواب گشته بلکه در حق او قایم شده بهشتی به بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد ازان
وقتی از اوقات بمشیة الله تعالی صفتی یا لطیفه دیگر از صفات و لطائف او در
همان عالم بصفت ظهور آمده و کاروبار که از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز
بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامعه در عالم شهادة
بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

نگاه کرد و فرمود که من از جملہ اجداد تو ام پرسیدم کہ چند سال است از فوت تو فرمود کہ از فوت من زیادہ از چہل ہزار سال است من از روی تعجب گفتم کہ از ابتدای خلقت آدم ابی البشر علیہ السلام تا حال ہفت ہزار سال تمام نشدہ است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم است کہ در اول دورہ ہفت ہزار سال خلق شدہ است شیخ فرمودند و ہمین وقت حدیث نبوی علیہ السلام کہ سابق بخیر یافت بخاطر گذشت کہ مویدا این قول است محمد وما کرمنا در ین مسئلہ بعنایت اللہ سبحانہ آنچہ برین فقیر ظاہر گشتہ است آنست کہ آنہما آدم کہ پیش از وجود حضرت آدم علیہ السلام گذشتہ اند وجود شان در عالم مثال بودہ است نہ در عالم شہادۃ ہمین حضرت آدم است کہ در عالم شہادۃ موجود گشتہ است و در زمین خلافت یافتہ است و مسجود ملایک شدہ است غایتہ ما فی الباب آدم چون بر صفت جامعیۃ مخلوق گشتہ است و در حقیقت خود لطایف و اوصاف بسیار دارد پیش از وجود او بقرون متطاولہ ہر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا لطیفہ از لطایف او بایجاد خداوندی جل سلطانہ در عالم مثال موجود گشتہ و بصورت آدم ظاہر شدہ و مسمی باسم او گشتہ و کاروبار آدم منتظر از وی بوقوع آمدہ حتی کہ توالد و تناسل کہ مناسب عالم مثال است نیز بظہور پیوستہ و کمالات صوری و معنوی مناسب ان عالم نیز یافتہ و ثنایان عذاب و ثواب گشتہ بلکہ در حق او قایم شدہ انتہی بہ بہشت و دوزخی بدوزخ رفتہ بعد از وقتی از اوقات بمشیۃ اللہ تعالے صفتی یا لطیفہ دیگر از صفات و لطایف او در ہمان عالم بصفت ظہور آمدہ و کاروبار یکہ از ظہور اول بوجود آمدہ بود از ظہور ثانی نیز بوجود آمدہ و چون آن دورہ تمام شد آخر الامر چون آن نسخہ جامعہ در عالم شہادۃ بایجاد خداوندی جل سلطانہ بوجود آمدہ و بفضل او تعالے معزز و مکرم شدہ اکثر

مجلی سے کبھی کثیر اور کبھی واحد اور کبھی کبیر اور کبھی صغیر اور کبھی دقیق اور کبھی جلی لطیف کا بیان
ہوتا ہے اور کبھی متحرک اور کبھی ساکن فافہم ولا تتوہم لیس علی ہذا القیاس موافق توجیہ
اس حدیث ان اللہ خلق الف الف آدم کے فقرہ اولیٰ اثر ابن عباس میں جو
فیہ آدم کآدمکم ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے لکھی ہے وہ بھی
مرادف ہے جو مطابق ہے مضمون عقائد اسلام کے پس مطابق مفید اثر کے مقطع اثر
میں جو فقرہ فیہ نبی کنبیکم اور فیہ محمد کمحمد مروی ہے تیرہ دیگر ہے تو ہر صورت دیگر پہلو لطائف اولیٰ
توجیہ و تاویل واجب ہے اسلئے کہ مرتبہ اثر کمتر از خبر ہے اور نیز مرتبہ خاتم افضلتر ہے
مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط الصاق شرط ہے سو غلطی جستہ جستہ و خطا غیر عیب
نہیں اکابر میں سے صادر ہوتی ہے اور انہوں ہی کی خطا کا بھی اعتبار ہے جنکی
صواب کا اعتبار ہے نقص فضل و کمال در دیانت نہیں بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا
طریق اکابر سلف صالح سے زیادہ تر رونق بخش ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بمقابلہ تلامذہ
رشید کے چند مسائل میں رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز و افتخار دارین انکا
ہوا ہے نہ موجب تنافر اور رشتہ الفت و لقب تا دہر گرمی اونکی کا ہوا بلکہ بموجب اس حدیث
شریف لا تباغضوا و لا تدابروا و لا تقاطعوا و کونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب
تو الف اور تو انس ہوا۔ مخلص و مستدعا لکم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل
حکایت اپنی معاینہ کے کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۶۴ ہجری قدسی میں نے سیپارہ سنن ابی داؤد
میں پیش خدمت حضرت استاذی و استاذ الآفاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث
قدس سرہ شاہجہان آباد میں وقت چار گھڑی روز برآمدہ سبق پڑھتا تھا اور
پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع سبق تھے وہ بھی موافق معمول حاضر تھے ایک شخص آیا اسنے
ایک فتوی پیش کیا حضرت ممدوح نے لے لیا اور سیر بمہر پشت فرمادی دوبارہ اثنائے سبق
مذکور میں وہی شخص آیا کاغذ سابق مذکور اور فتوی دوسرا لایا پیش کیا حضرت

مجلی ہے کبھی کثیر اور کبھی واحد اور کبھی کبیر اور کبھی صغیر اور کبھی دقیق اور کبھی علی الخفا نہان
ہوتا ہے اور کبھی متحرک اور کبھی ساکن فافہم ولا تتوہم لیس علی ما ہو القیاس ہوا فوق توجیہ
اس حدیث ان اللہ خلق الف الف آدم کے فقرہ اولی اثر ابن عباس رض میں جو
فیہ آدم کآدمکم ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے لکھی ہے وہ بھی
مراد ہے جو مطابق ہے مضمون عقاید اسلام کے پس مطابق مفید اثر کے مقطع اثر
میں جو فقرہ فیہ نبی کنبیکم اور فیہ محمد کمحمد مردود اتیہ دیگر ہے تو بہر صورت دہر پہلو بطریق اولی
توجیہ وتاویل واجب ہے اسلیے کہ مرتبہ اثر کمتر از خبر ہے اور نیز مرتبہ خاتم افضلتر ہے
مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط انصاف شرط ہے۔ موعظہ حسنہ صدور خطا ز عیب
نہیں اکابر ہی سے صادر ہوتی ہے اور اونہوں ہی کی خطا کا بھی اعتبار ہے جنکی
صواب کا اعتبار ہے نقص فضل وکمال ودیانت نہیں بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا
طریق اکابر سلف صالح ہے زیادہ تر رونق بخش ہے امام ابو حنیفہ رحمہ سے بمقابلہ تلامذہ
رشیدہ کے مسائل میں رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز وافتخار دارین اونکی کا
ہوا نہ موجب تنافر اور تنفر لقب ولتعالب تا ہنوز کبھی اونکی کا ہوا بلکہ بموجب امر حکمت
شریفہ لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تقاطعوا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب
توالف اور توانس ہوا۔ مخلص ودستدار عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل
حکایت اپنی معاینہ کی کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۴۵ ہجری قدسی میں جبکہ سیپارہ سنن ابی داود
میں پیش خدمت حضرت استاذی واستاذ الآفاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث
قدس سرہ شاہجہان آباد میں وقت چار گھڑی روز برآمدہ سبق پڑھتا تھا اور
پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع ہوتے تھے وہ بھی موافق معمول حاضر تھے ایک شخص آیا اور
ایک فتوی پیش کیا حضرت متوجہ ہوئے اور سیر مہر ثبت فرما دی دو بارہ اثنا ر سبق
مذکور میں وہی شخص آیا کاغذ سابق مذکور اور فتوی دوسرا لایا پیش کیا حضرت

الجواب یہ عقیدہ عقیدۂ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریقۂ شیعہ
کی کہ شرکت فی النبوت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
جب تم نبی ہوا بالضرور اور نبوت ختم ہو چکی قطعاً ثابت ہے تو خاتم النبیین بمعنی در زمان
لغت سے تا القرض ہاں زمان خاتم النبیین ہے ہے خواہ زمان حیات شریف
خواہ بعد از وفات شریف اور یہ عذر کہ خاتم ست قبل تو زمان بعثت کہ زمان کی سیر گویی
دلیل شرعی منتقض اور خاتم النبیین ہو لی بخلاف حضرت عیسیٰ و حضرت الیاس علیہ
کہ کرده نہ نبی نہیں ہوئی تا کہ شرکت لازم آئی بلکہ قد حکم النبوت سابق النبوۃ
باقی النبوۃ منسوخ الشرعیۃ تابع الشریعۃ المحمدیۃ بین لیس عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
اہل اسلام کے خصوصاً اہل سنت وجماعت کے بموجب اس روایۃ قول رابع باب
ہشتم کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ ویجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ
فی النبوۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا
لمحمد صلعم فی النبوۃ وہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ اسکا تو اس اثر مذکور
میں اثر بھی نہیں جو کہ مستدل نے یہ ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتداع شرعیہ
اور نہایت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ علیم
وعلمہ اکمل واتم واحکم واسلم پس توجیہ اس اثر کی جو نہی صحیح ہے یعنی ہادی غیر نبی ہے
سنا تھا ان اسمار کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ در ہدایت زمانہ
ہے اور اس ہی اعتبار کر نبی آخر الزمان لغت شرعی سے ثابت بالنصوص قطعیہ
ہے اور مسئلہ ختم الاجماع ہے کتبہ شیخ محمد فاروقی تھانوی عفی عنہ
بلاشبہ قول کرنا ساتھ تحقیق چھ طبقوں کے طبقات تحتانیہ ارض میں کسی قسم
اہل سنت والجماعت بلکہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنا پس یہ قول اختراع جدید

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریقہ شیعہ
ہے یعنی کہ شرکت فی النبوت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
خاتم نبی ہوگا بالضرور اور نبوت ختم ہونے کی قطعیات سے ہے تو خاتم النبیین بمعنی وزمان
لغتہ سے بالضرور زمان خاتم النبیین ہوتا ہے خواہ زمان حیات شریف
خواہ زمان وفات شریف اور یہ عذر کہ خاتم مستدل تو زمان لغتہ گذرنے کی سبیل
دلیل شرعی منتقض اور خاتم النبیین ہونے کے خلاف حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس
کے کروہ سے نبی نہیں ہیں تاکہ شرکت لازم آتی کیونکہ قدیم النبوت سابق النبوۃ
باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ تابع الشریعۃ المحمدیہ ہیں پس یہ عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
اہل اسلام کے خصوصاً اہل سنت وجماعت کے بموجب اس روایت قول رابع باب
ہشتم کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ ویجب بالاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ
فی النبوۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا
له صلعم فی النبوۃ وہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ اسکا تو اس اثر مذکور
میں اثر بھی نہیں جو کہ مستدل ہے ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتداع شریعہ
اور رہبانیت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ اعلم
وعلمہ اکمل واتم واحکم واسلم پس توجیہ اس اثر کی جو نہی صحیح ہے بمعنی ہادی غیر نبی مسمی
ساتھ ان اسمائے کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ وجودات زمانہ
سے اور اس نبی اعتبار کر نبی آخر الزمان لغتہ شرعی ہے ثابت بہ نصوص قطعیہ
ہے اور مستلزم الاجماع ہے کتبہ شیخ محمد فاروق تہالوی عفی عنہ

بلاشبہہ قول کرنا ساتھ تحقیق جمیع خاتموں کے طبقات تحتانیہ ارض میں کسی فرقہ
اہل سنت والجماعت بلکہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنا پس یہ قول اختراع فرقہ

هو الغفور الرحيم | ٹونک ۔ جواب حضرت مجیب بقیۃ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ و فیضہ حق و یقینی ہے اور مطابق ہے آیات و احادیث کے اور اثر ابن عباس رض قطع نظر اس سے کہ اسکی اسناد میں کلام کسل ہیں مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ کے پس ساقط الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطے دلیل قطعی غیر معارض چاہیئے تاکہ لازم نہ آوے اعتقاد نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت غیر نبی کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح نے ضوء المعالی اعتقاد نبوت من لیس بنبی کفر انتہی ۔

عبد الكريم ۱۳۰۲	ٹونک	عبد محمد یوسف	دہلوی	محمد مسعود	دہلوی	عبد الرحمن ثنا اللہ	

الجواب صحیح والمجیب نجیح

محمد یعقوب	دہلوی ۔	بشیر دو جہان محمد شاہ	دہلوی	عبد الواحد البادی

ما قولکم رحمکم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا نسبت جمیع طبقات ارضی کے سوای طبقہ ارض علیا کی تسلیم نہ کری اور کہی کہ دیگر ہیں انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہی طبقہ ارض علیا میں ہوی فقط پس یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت و جماعت ہی یا نہیں اور ایسی شخص کے پیچھے نماز جایز ہی یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوص اہل سنت و جماعت کا پس ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتی پیچھے نماز جایز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت حضرت خاتم النبیین کا صلعم جو کہ ثابت ہے نصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔ کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہی اوسکا جو کہ ثابت ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمیاں میں متواترات میں مانند ارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ اور یہہ مسئلہ انجام کار اجماعی بھی ہوگیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام خصوص اہل سنت و جماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھے

هو الغفور الرحیم | ٹونک۔ جواب حضرت مجیب بقیۃ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ وفیضہ
حق یقینی ہے اور مطابق ہے آیات واحادیث کے اور اثر ابن عباس رض قطع نظر
اس سے کہ اسکی اسناد میں کلام کرنا ہی مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے پس ساقط الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطے دلیل قطعی غیر
معارض چاہئے تاکہ لازم نہ آوے اعتقاد نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت
غیر نبی کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح نے ضوء المعالی اعتقاد نبوۃ من لیس
بنبی کفر انتہی۔

خادم الشریعہ عبد الکریم ۱۳۰۲	ٹونک	عبدہ محمد یوسف	دہلوی	محمد مسعود	دہلوی	عبد الرحمن ملتانی	[illegible]

الجواب صحیح والمجیب نجیح

محمد یعقوب	دہلوی	بشیر دو جہاں محمد شاہ	دہلوی	خواجہ [illegible]	[illegible]

باقی اہم رحمہم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
بنسبت جمیع طبقات ارضی کے سوائے طبقہ ارض علیا کے تسلیم نہ کرے اور کہے کہ دیگر ہیں
انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض علیا میں ہوئی فقط لیس عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوصا اہل سنت
وجماعت کی ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط
الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوص اہل سنت وجماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتا پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت
حضرت خاتم النبیین صلعم جو کہ ثابت ہے نصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالیٰ ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین۔ کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہے اوسکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمیا ہی متواترات ہیں مانند ارسلت
الی الخلق کافۃ وغیرہ اور یہ مسئلہ انجام کار اجماعی بھی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
خصوصا اہل سنت وجماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھے

حجت الهی بر تمام عالم تمام شد کسانیکه از افراد مکلفین آن وقت که هستند
باشند تا لفظ الله الله آشنا نخواهند ماند آنوقت قیامت مراد بالذات برپا خواهد شد
چنانکه شده بر قوم لوط حجت الهی بر خاتمین منقطعات تمام شد بود بر جهان افراد مخصوصه
غضب الهی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامته یا از
قبیل قیامت وسطی که هلاک یک قرن میتواند شد نازل شد و وجود نبی آخرالزمان
که سایه امان الهی است و کتابش از آثار وی است هرگاه که این هر دو چیز از سرا
برطرف شد حجت الهی بر انسان بالکل تمام شد و سلسله نبوت و کتب الهیه نازله
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد اهم در علم الهی جلشانه سپری شدند
و آمدن قیامت را که وقت معلوم و معین است بعلم الهی که از آن سر مو تقدیم و
تاخیر را نشاید که تقدیر مبرم است نه معلق تا در آن چیزی گنجائش می شد کلمه
قیامت صغری که اجل هر یک فرد است بود نه قیامت کبری است بحکم اذا جاء اجلهم
لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون سر مو تجاوز از آن نمیکنند حال قیامت کبری
یعنی فنای کلی چه گونه تقدیم و تاخیر را می شاید که خلاف این جمله امور از محالات شرعیه
اند پس بعد اختتام افراد کتب و اهم افراد انبیاء علیهم الصلوٰة والسلام آمدن نبی دیگر
لا نتیجه شکل بدو ضح است و سراسر عقیم لا خیر فیه است از محالات شرعیه است علی ان القضیه
شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا المشروط یعنی آمدن نبی دیگر هم باطل است
و مراد از بقای عالم اگر بنا بدون قیامت بالکل است باز آخرت در دار دنیای فانی
شد و هو خلاف الشرع والنقل والعقل و اگر مراد تاخیر قیامت است فهو کذا القضیة الباطلة
بالآیة المذکورة و استحاله الکذب یعنی خلاف وعده گی از جانب حق تعالی علاوه بر نسبت
پس من از ینچنین عقیده بد معتقد شدن نه باید که بالکل خلاف عقیده جمله اهل اسلام و
اهل قبله است و اگر خواه مخواه بالا عقیده فضول گوئی است پس حرام است و گناه کبیره

حجت الهی بر تمام عالم تمام شد کسانی از افراد مکلفین آن وقت که بامسته دعوت
بات ... الحقد الشر الله آ مشتد انحوامد باند آنوقت قیامت ببرد و بالدت برپا خواهد شد
چنانکه شد بر قوم لوط حجت الهی بر خاص متوقف است تمام شد بود بر ایشان افراد تحقق
بر سبب الهی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامته یا از
قبیل قیامت وسطی که هلاک یک قرن میشوند شدند نازل شد و وجود نبی آخر الزمان
که سایه امان الهی است و کتابش از آثارش هست هرگاه که براین سر دو چیز از شرائط
برطرف شد حجت الهی بر ایشان بالکل تمام شد و سلسله نبوت و کتب الهیه نازله
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد اهم در علم الهی جلشانه سپری شدند
و آمدن قیامت را که وقت معلوم و معین است بعلم الهی که از آن سر مو تقدیم و
تاخیر را نشاید که تقدیر مبرم است نه معلق تا در آن چیزی گنجائش می شد گاه
قیامت صغری که اجل هر یک فرد است نمونه قیامت کبری است بحکم اذا جاء اجلهم
لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سر مو تجاوز از آن نمیکنند حال قیامت کبری
یعنی فنای کلی چه گونه تقدیم و تاخیر را می شاید که خلاف این جمله امور از محالات شرعیه
اند پس بعد اختتام افراد کتب و اختتام افراد انبیاء علیهم الصلوة والسلام آمدن نبی دیگر
که نتیجه شکل بدو ضح است و سر ایشان عقیم لا خیر فیه است از محالات شرعیه است علی مذهب اهل السنة
شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا المشروط یعنی آمدن نبی دیگر هم باطل است
و مراد از بقای عالم اگر بنا بدون قیامت بالکل است باز آخرت دردار دنیای فانی قائم
شد و هو خلاف الشرع و النقل و العقل و اگر مراد تاخیر قیامت است فهو کذا ایضا الی
ما لا نهایة المذکوره و استحاله کذب یعنی خلاف وعده گی از جناب حق تعالی علاوه براست
پس مع هذا چنین عقیده به معتقد شدن نه باید که بالکل خلاف عقیده جمله اهل اسلام و
اهل قبله است و اگر خواه مخواه بلا عقیده فضول گوئی است پس حرام است و گناه کبیره

قطعہ تاریخ من تصنیف حکمت مآب فضیلت انتساب جناب حکیم محمد حسن صاحب چرتہاولی سلمہ العالی

ذکر توحید خاتمیت نور مہر سپہر تکوین
شش جہت تعدد جو انجم نار سوز اہرمن دین
تاویل اضافی حقیقی دو رو فانوس شمع توحین
رب احد ایک احمد ہی بکہہ تو مقبول ہی وہ ارکانہا
مطلوب جواب عمر ہے تاریخ
لکہہ ایک ہے خاتم النبیین

ولہ

مرتب ہو لی چہپکی قسطاس حسیدم	قلم سلے یہ قرطاس کن پر دو لکہہ
جو ہی ای عمر فکر تاریخ طبع	اک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکہہ

قطعہ تاریخ من تصنیف نتیجہ سحر بیان جناب حافظ امانت خان مظفر نگری

ہے یہ قسطاس و کتاب حسن	دل و جان سے ہین جسکی قابل ایک
لکہی تاریخ یہہ امانت سے	خاتم الانبیا انبیا مین ایک

ولہ

این بحر شد چو پر ہمہ از لو ہر یتیم	غواص فکر شبلی گرد اغی ہیی کریم
آمد چنین ندا سے ہی تاریخ او ز غیب	کنز ہی ندال دامان بگر قسطاس مستقیم

قطعہ تاریخ مِن تصنیف حکمت مآب فضیلت انتساب جناب حکیم محمد عمر صاحب چریتہاولی سلمہ العالی

ذکرِ توحیدِ خاتمیت — نورِ مہرِ سپہرِ تکوین — شش جہت پنج تن گرد چو انجم — تا بسوزد لعین اہرمن دین
تاویل اضافی حقیقی — در دو فانوس شمع توحین — رب احد اثبات احمد ہی ایک ہے — مقبول حق ہی درم ارکانِ یقیں
مطلوب جواب ہے عمر سے تاریخ — لکھہ ایک ہے خاتم النبیین
۱۲ ۵ ۹

ولہ

مرتب ہوئی جسکی قسطاس جسدم — قلم لے کے یہ قرطاس کن پر دو لکھہ
جو بہی ای عمر فکر تاریخ طبع — اک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھہ
۱۲ ۵ ۹

قطعہ تاریخ مِن تصنیف نتیجۂ سحر بیان جناب حافظ امانت خان مظفر نگری

ہے یہ قسطاس وہ کتاب جس — دل و جان سے ہیں جسکی اہل نیک
لکھی تاریخ یہ امانت سے — خاتم الانبیا ہی ہیں ایک
۱۲ ۵

ولہ

این بحر شد چو بر ہمہ از کو بیتیم — غواص فکر شبل کرد ارمغان پیش کریم
آمد چنین ندا ز پے تاریخ او ز غیب — کز بہر اہل دل دران گنج قسطاس مستقیم
۱۲ ۹۵

غلطنامہ کتاب قسطاس فی موازنہ اثر بن عباس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	بالمتواری	باستواری
″	″	تاطمان	باطمینان
۴	۳	بدبختہ	[illegible]
۵	۷	نہی	نہیں
″	۲۱	نہ ہوتا	نہ ہوتا اور ہو گیا
۶	۷	بہشتون	بہشتوین
″	۹	[illegible]	[illegible]
″	۱۴	منترہ	منزہ ہی
″	۲۱	نہیں	ہائیں
۸	۱	پنجبہ	[illegible]
″	۴	توجیہ	توجیہہ
۱۲	۱۴	ک	[illegible]
۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]
″	۲۱	[illegible]	[illegible]
۱۳	۱۰	قبیل	فبیل
۱۴	۱۴	لعنبت	بحث
۱۵	۶	ہر	کی
۱۶	۵	ابھی	کبھی
۱۷	۳	دی	وگی
۱۸	۱۳	نسبت	نسبت اور اسکا
″	۱۴	لیعنی	یعنی
″	۱۸	مولوقہ	مولفہ
″	″	ابین	[illegible]
۲۱	۱۸	نہین	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱	نہ تھی	تھی
″	۳	ہونگی کہ وہ کر تقدم اقتضا کے	ہونگی کہ وہ کریں تقدم اقتضائی شرط سے
″	۴	ایتہ	رجیعہ
۲۴	۱۷	خا	خدا
″	۲۰	ایک معاملا	معاملات ہوئی
۲۵	۵	ہم	ختم
″	″	اکا عوی	انکا دعوی
″	۱۴	ماقبل	باقبل
″	۱۸	اودیہ	ردایہ
۲۹	۱۳	جبش	برجستے
″	۲۰	افول	افعال
۳۳	۱	اگرچہ اور [illegible]	اگرچہ ایسے
۳۸	۱۹	کھان	کھانا
۳۹	۳	اقمن	اقفان
″	۴	نجاین	انجائین
۴۱	۶	رقیامتہ	قرب قیامت
″	۱۷	بکان	مبکان
۴۲	۷	دوا	بروا
″	۱۰	اختیار	اختیاری
″	۲۰	قباحت	قباحت نہیں
۴۳	۵	ایتہ	ترجیعہ
″	۱۴	عرض	عرضی
۴۴	۸	الاکمال	الاکمل
″	″	اطلا	اطلاق

غلطنامہ کتاب قسطاس ہدی موازنہ اثر بن عباس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	بالمتواری	باستواری
″	″	تاطمان	باطمینان
۴	۳	بدبختہ	تختہ
۵	۷	نہی	نہیں
″	۱۱	نہ ہوتا	نہ ہوتا اور ہو گیا
۶	۷	بہشتون	بہشتوں
″	۹	ع	قدم
″	۱۴	منزہ	منزہ ہی
″	۲۱	نہیں	ہاں
۸	۱	عجیبہ	غنیمِ خدا
″	۴	توجیہہ	توجیہہ
۱۲	۴	ی	یہ ہے
۶	اوبد	الوبجبہ	ابو بکر سے
″	۲۱	ہو ہیر	ہیر پھیر
۱۳	۱۰	قبل	قبیل
۱۴	۱۴	لعنبت	لحت
۱۵	۶	ہر	کی
۱۶	۵	ابھی	کبھی
۱۷	۳	دہی	وہی
۱۸	۱۳	نسبت	نسبت اسکا
″	۱۴	لعبی	یعنی
″	۱۸	مولوقہ	مولفہ
″	″	امین	رنگین
۲۱	۱۸	نہیں	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱	نہ تھی	تھی
″	۳	ہونگی کیونکہ اقدام اقتضا کے	ہونگی کیونکہ اقدام اقتضائی شیر سے
″	۴	اییتہ	رتبیہ
۲۴	۱۷	خا	حنا
″	۲۰	ایک معاملہ	معاملات ہوئی
۲۵	۵	ہم	ختم
″	″	اکا دعوی	انکا دعوی
″	۱۴	مافیل	ماقبل
″	۱۸	اوابیہ	مروانیہ
۲۹	۱۳	جشن	برجستے
″	۲۰	افول	افعال
۳۳	۱	اگرچہ اور	اگرچہ ایسے
۳۸	۱۹	کان	کانا
۳۹	۳	اقمن	افاین
″	۴	تحلین	انحلین
۴۱	۶	رقبامتہ	قرب قیامت
″	۱۷	بکان	مبلین
۴۲	۷	دوا	بروا
″	۱۰	اختیار	اختیاری
″	۲۰	قباحت	قباحت ہیں
۴۳	۵	ایتہ	رتبیہ
″	۱۴	عرض	عرضی
۴۴	۸	الاکمال	الاکمل
″	″	اطلا	اطلاق

غلط نامہ کتاب [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۰	۱	عذر فیما بین	عذر تفرقہ جتنا بین
〃	۷	ممکن ہی نہیں	ممکن ہی [illegible]
۱۵۱	۱۵	عام ایتہ	عام طور ایتہ
〃	۲	نیز ہا	ربا
۱۵۲	۸	ملکہ تلخیص	ملکہ تلخیص [illegible]
۱۵۳	۱۶	کی ممکن	کی کیا ممکن
〃	۱۷	قاذوات	قاذورات
۱۶۲	۳	لا رنرت	لا نیرت
۱۶۶	۷	حقیقت	حقیقی
۱۶۸	۱۲	ناسی	ناس
۱۶۹	۵	حکما	حکم
۱۷۱	۱۵	ابھی	ہی
〃	۱۹	اہر	اور
۱۷۲	۱۷	کتغیر	لتغیر
۱۷۳	۱۶	تخاص	تخاصی
۱۷۵	۳	زمانی	ذاتی
〃	۱۷	اول	نزول
۱۸۰	۱۱	نوح ابن لوہی [illegible]	[illegible] انہ لیس لو ہی من [illegible]
〃	۱۳	السلام [illegible] حضرت نوح علیہ السلام	السلام [illegible] حضرت نوح علیہ السلام
۱۸۱	۱۳	التخصص	والتخصص
〃	۱۸	[illegible]	او [illegible]
		اولیتہ	واقع [illegible]
۱۸۳	۹	اور بھر	اور پھر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۲	۲۰	مصطلم	مصطلحم
۱۸۸	۸	لیا	[illegible]
۱۸۹	۱۸	ہوسکتا	[illegible]
۱۹۲	۱۳	نبوۃ واہمی	[illegible]
۱۹۳	۱	بالبسط	بالسفسہ
۱۹۵	۴	ظل تھا ان	ظل تھا اور
〃	۵۰	متحرک ساتھ	متحرک تھا ساتھ
〃	۱۰	تحکیات	تحکمات
۱۹۵	۱۳	[illegible]	[illegible]
〃	۱۸	واسطہ للعنصر	واسطی العنصر
۱۹۷	۱۴	جمل	جمل
۲۰۰	۲۰	لہو	لہ کا تو
۲۰۲	۱۳	کذب باللہ	کذب لتو و باللہ
۲۰۳	۱	والاعتبار	والاعتبار
۲۱۸	۸	صلعم کہ	صلعم عن کہ
〃	۱۳	میزان	میدان
〃	۱۶	شریف لعید	شریف [illegible]
۲۲۱	۲۱	۲	خاتم اور [illegible]
۲۲۴	۱۳	اس	اوس
۲۲۶	۳	لبشارت و	لبشارت [illegible] واسطہ
۲۲۷	۴	[illegible]	[illegible]
۲۲۸	۱۱	بھسط	[illegible]
〃	۱۳	انزلناہ	انزلنا
۲۳۰	۹	تحقیق	تخصیص

غلطنامہ کتاب اساس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۰	۱	عذر فہمانیذ حیات ابن	عذر لفرقہ
۱۱	۷	ممکن کی [illegible]	ممکن کی [illegible] کا [illegible]
۱۵۱	۱۵	عام ایتہ	عام ھی ایتہ
۱۱	۲	نیرہا	رہا
۱۵۲	۸	بلکہ ملخص	بلکہ ملخیص [illegible]
۱۵۳	۱۶	کی ممکن	کی کیا ممکن
۱۱	۱۷	قاذوات	قاذورات
۱۶۲	۳	لارنٹ	لانرنٹ
۱۶۶	۷	حقیقت	حقیقی
۱۶۸	۱۲	ناسی	ناس
۱۶۹	۵	حکما	حکم
۱۷۱	۱۵	ابھی	ہی
۱۱	۱۹	اد	اور
۱۷۲	۱۷	تغیر	تغیر
۱۷۳	۱۶	خاص	خاصی
۱۷۵	۳	زبانی	ذاتی
۱۱	۱۷	اول	نزول
۱۸۰	۱۱	[illegible]	[illegible]
۱۱	۱۴	السلام [illegible]	السلام [illegible] علیہ السلام
۱۹۱	۱۴	الستخص	واستخص
۱۱	۱۸	الولیہ	اولیائیہ
		اولیتہ	واقعہ لولیتہ
۱۹۴	۹	اور ہر	اور پہر
۱۸۳	۲۰	مصطلم	مصطلحہ
۱۸۸	۸	لیا	[illegible]
۱۸۹	۱۸	ہو سکتا	[illegible]
۱۹۲	۱۲	نبوة و اسی	نبوة و اسی
۱۹۳	۱	بالبسط	بالتفصیل
۱۹۵	۴	ظل [illegible] ان	ظل [illegible] اور
۱۱	۵۰	متحرک ساتھ	متحرک [illegible] ساتھ
۱۱	۱۰	تحکیات	تحکمات
۱۹۵	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۱	۱۸	واسطہ للعمر	واسطی للعمر
۱۹۷	۱۴	جحل	جمل
۲۰۰	۲۰	لہ تو	لہ کا تو
۲۰۲	۱۴	کذب باللہ	کذب بالتوذ باللہ
۲۰۳	۱	والاعتبار	والاعتبار سے
۲۱۸	۸	صلعم کہ	صلعم [illegible] کر
۱۱	۱۳	میزان	میدان
۱۱	۱۶	شریف لعید	شریف [illegible]
۲۲۱	۲۱	+	خاتم اور [illegible]
۲۲۴	۱۴	اس	اوس
۲۲۶	۳	بشارت و اسطہ	بشارت و بشارت و اسطے
۲۲۷	۳	گریہ بچی	گریہ بچہ
۲۲۸	۱۱	بہط	[illegible]
۱۱	۱۳	انزلناه	انزلنا
۲۳۰	۹	تحقیق	تخصیص